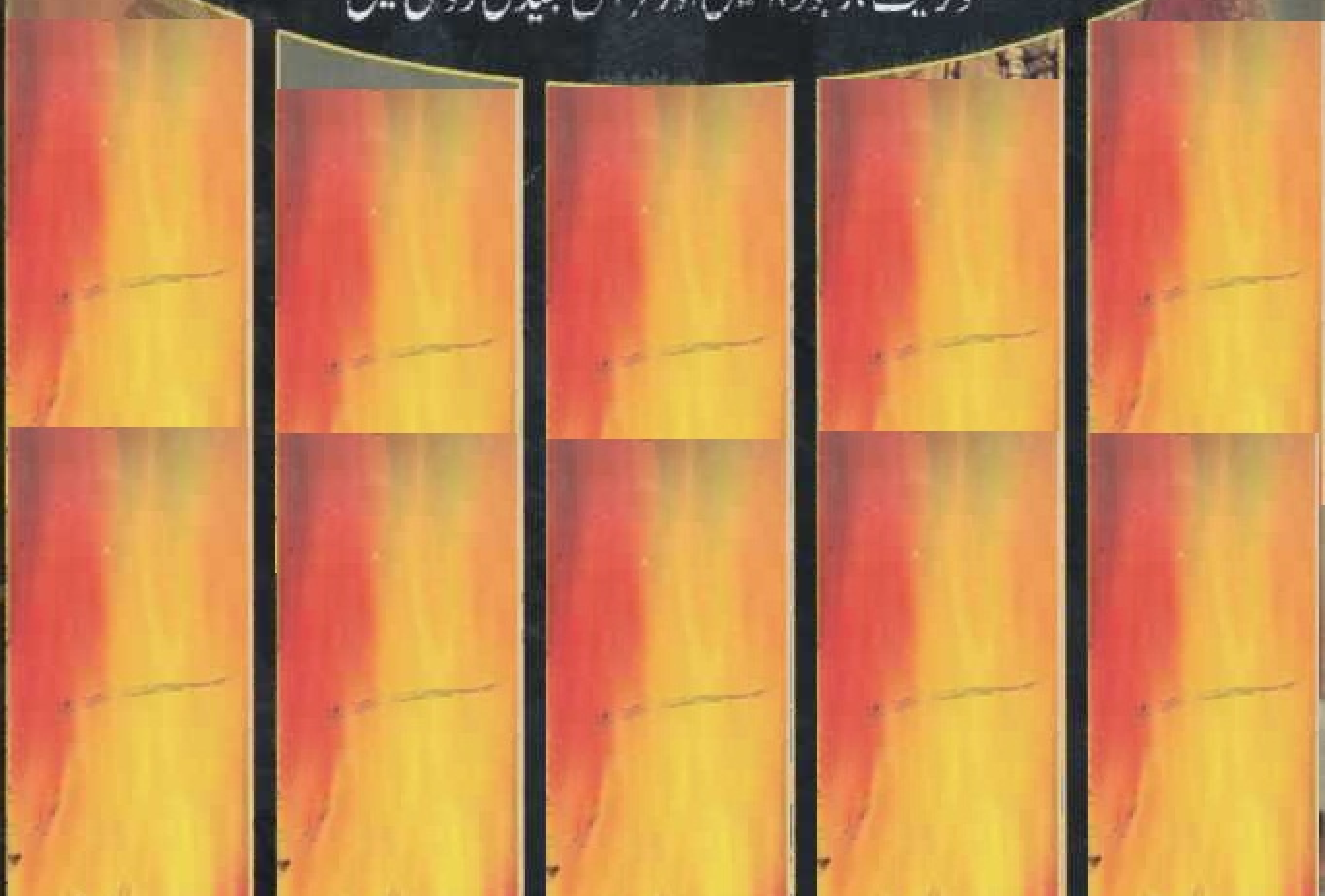
دینِ فطرت

اسلام ہی کیوں؟

دیگر مذاہب کیوں! نہیں

توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید کی روشنی میں



: نور الحق صدیقی

"دین فطرت"

اسلام ہی کیوں؟

دیگر مذاہب کیوں نہیں؟

ترتیب و تحقیق

نورالحق صدیقی

طاہر سنز پبلشرز
۴۰۔ بی، اُردو بازار۔ لاہور
فون: 7234137 فیکس: 7312159
Website: www.tahirsonspublishers.com
E-mail: info@tahirsonspublishers.com

انتساب

والد بزرگوارم

قبلہ ظفر الحق ظفرؔ صدیقی سہارنپوری

اور

اُستاد محترم مولانا عبدالحمید

کے نام

جنہوں نے مجھے قلم پکڑنا سکھایا

ادبی و دینی ماحول دیا اور مجھے ترجمہ اور تفسیر سے قرآن مجید پڑھایا

اور ادیان عالم سمیت میں نے ہزاروں کتب کا گہرا مطالعہ کیا

نور الحق صدیقی

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

طاہر سنز کی شائع کردہ دیگر اہم موضوعات کی حامل کتابوں کی طرح یہ اہم کتاب

"دین فطرت" اسلام ہی کیوں؟
دیگر مذاہب کیوں نہیں؟

حاضرِ خدمت ہے۔

اس کتاب کو لکھنے سے پہلے مصنف نورالحق صدیقی نے ادیانِ عالم کا گہرا مطالعہ کیا تاکہ حقائق، دلائل اور حوالہ جات سے ثابت کیا جا سکے کہ تمام غیر مسلم قومیں اگر راہِ نجات چاہتی ہیں تو ان کو دین فطرت اسلام کو اپنا لینا چاہیے تاکہ ان کی دنیا اور آخرت بہتر ہو سکے۔

اس کتاب میں قرآنِ مجید کے علاوہ ہندو ازم، بدھ ازم، چین و جاپان کے مذاہب اور بائبل سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان مذاہب کی تعلیمات اور عقائد کا ذکر کیا گیا ہے اور دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اور علوم و فنون کے دورِ جدید کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر احسن طریقے سے جائزہ لیا گیا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے راہِ نجات صرف اسلام قبول کرنے میں ہے۔ دُنیا بھر میں جو اسلامی تبلیغی مشن

غیر مسلموں کو دعوتِ اسلامی دے رہے ہیں اور ان کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں کہ غیر مسلم بھاری تعداد میں اسلام قبول کرر ہے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ جب یہ قومیں اسلامی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کرتی ہیں اور ان کو ان کے مذہبی سوالات کا تسلی بخش جواب مل جاتا ہے تو وہ دینِ فطرت اسلام بخوشی قبول کر لیتی ہیں۔ یہ ایک تحقیقی کتاب ہے۔ امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گی ہم آپ کی صائب رائے کا احترام کریں گے۔

طاہر سنز آئندہ بھی آپ کی خدمت میں دورِ حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق کتابیں پیش کرتا رہے گا۔ (اِن شاءاللہ)

آپ کا مخلص

سیّد فرحان زیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور ﷺ کو تمام اقوامِ عالم کا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا

قُلْ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف ۱۵۸)

"(اے محمدؐ) کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ، اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے، اور پیروی اختیار کرو اس کی، امید ہے کہ تم راہِ راست پا لو گے۔"

اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ رب العالمین نے اعلان کروادیا کہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغمبر ہیں اور ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اور اللہ کی ذات مبارکہ ہی کی بادشاہی تمام کائنات میں ہے اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہر جاندار کو زندگی اور موت دیتا ہے، اس لئے یقین کامل رکھو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اسی نے حضور ﷺ کو سچا نبی بنا کر انسانوں کی جانب بھیجا ہے اور جو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں وہ بالکل سچ اور درست ہے اور حضور ﷺ کی پیروی ہی میں راہ نجات ہے یعنی آخرت کی بھلائی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کو دنیا بھر کے انسانوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان لائیں۔ دنیا بھر کی الہامی کتابوں اور صحائف آسمانی میں یہ ذکر موجود ہے کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو تاکید کی تھی کہ پیغمبر آخر الزماں کی حیثیت سے حضرت محمد ﷺ دنیا میں تشریف لائیں تو وہ ان پر ایمان لے آئیں۔ یعنی دین اسلام اختیار کر لیں اور اپنے مذاہب کو ترک کر دیں۔ یہ عمل اقوام عالم کے لئے اس لئے لازم قرار دیا گیا تھا کہ اگرچہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے جو دین پیش کیا تھا وہ اسلام ہی تھا اور اس کی پیروی کرنے والے مسلمان تھے مگر اللہ رب العزت کا علم بہت وسیع ہے اور وہ عالم الغیب ہے اس کو بدلتے ہوئے انسانی رویوں کا بھی علم ہوتا ہے اور اس کو معلوم تھا کہ یہ اقوام شیطان کی پیروی کرتے ہوئے الہامی تعلیمات میں تحریفات کرکے بگاڑ دیں گی اور یہ تحریف شدہ الہامی تعلیمات انسانوں کے لئے قابل اتباع نہ ہوں گی اور بالآخر ان اقوام کو پناہ، دین اسلام کی جانب پلٹنے پر ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے متعلق فرمانِ الٰہی

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

''اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو کل جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف، آیت ۹)

''(اے پیغمبر ﷺ! ان سے فرما دیجئے) میں کوئی نرالا رسول ﷺ تو نہیں ہوں۔''

یعنی حضور ﷺ سے قبل بھی انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے رہے ہیں حضور ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔

دین صرف اسلام ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اس دین سے ہٹ کر جو مختلف طریقے، ان لوگوں نے اختیار کئے جنہیں کتاب دی گئی تھی، ان کے اس طرز عمل کی اس کے علاوہ کوئی وجہ نہ تھی کہ انہوں نے علم آ جانے کے بعد آپس میں ایک دوسرے سے زیادتی کرنے کے لئے ایسا کیا، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکامات و ہدایات کی اطاعت سے انکار کر دے اللہ تعالیٰ کو اس سے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔''

دیگر مذاہب خود ساختہ ہیں

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے لئے جو دین دیا ہے وہ صرف اسلام ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر پیغمبر دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ تک ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے اپنی اپنی قوم کے سامنے جو دین پیش کیا وہ اسلام تھا، وہ سب مسلم تھے اور ان پر ایمان لانے والے ان کے پیروکار بھی مسلم (مسلمان) تھے۔ الہامی کتابیں اور ان کی تعلیمات برحق تھیں، مگر اہل کتاب نے نہ صرف الہامی کتب کو پس پشت ڈال دیا، بلکہ ان لوگوں نے مختلف طریقے اختیار کر کے الہامی تعلیمات میں بھی تحاریف کر ڈالیں، اور اسلام سے ناطہ توڑ کر الگ مذہب اختیار کر لیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے ایسا ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے کیا، جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا، ان سے پوچھ گچھ ضرور ہوگی۔

تمام انبیاء علیہم السلام کا مشن یکساں تھا:

تمام انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی مشن تھا اور تقریباً ایک جیسی تعلیمات تھیں یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ واحد ہے اور اس کی خدائی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

جن اقوام نے دین اسلام سے منہ موڑ لیا، شیطان نے ان میں جہاں دیگر بہت سی خرابیاں پیدا کر دیں وہاں ان کے توحیدی عقیدہ کی جگہ کفر و شرک نے لے لی، اور شرک وہ کبیرہ گناہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش نہیں ہے اور مشرکین ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

شرک کی بخشش نہیں ہو گی

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝ (سورۃ النسآء آیت ۱۱۶)

"اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف شرک ہی کی بخشش نہیں ہے اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے، جسے وہ (اللہ تعالیٰ) معاف کرنا چاہے (مگر) جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا، وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔"

اہل کتاب، یہود و نصاریٰ اور صابئین نے عقیدہ توحید چھوڑ کر کفر و شرک کی روش اختیار کر لی تو ان لوگوں نے بت پرستوں کو مسلمانوں سے بہتر خیال کرنا شروع کر دیا اور انہوں نے شیطان راندہ درگاہ کو خدائی درجہ دے دیا۔ کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو مانتے ہیں وہ باغی شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔

بت پرستی ابلیس کی عبادت ہے

إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ إِنٰثًا ۚ وَإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ (سورۃ النسآء آیت ۱۱۷)

"وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں، وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں۔"

اہل کتاب کی گمراہی! مسلمانوں کے خلاف بغض

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ (سورۃ النساء، آیت ۵۱)

"بھلا تم نے ان لوگوں کو دیکھا نہیں جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے راستے پر ہیں۔"

اہل کتاب سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں اور وہ بالآخر جنت کے حقدار ہوں گے جب کہ اللہ تعالیٰ کے اصول اٹل ہوتے ہیں اور اس نے نجات کے اصول سے بھی قوموں کو آگاہ فرما دیا ہے۔

نجات کا راستہ

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ (سورۃ النساء، آیت ۱۲۳)

"نجات نہ تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب (یہود، نصاریٰ، صابئین) کی آرزوؤں پر ہے، جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا راستہ صراطِ مستقیم:

اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا، اور یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔

اسلام سے قطع تعلق:

اہل کتاب نے توحید کو چھوڑ کر اپنا تعلق اسلام سے ختم کر لیا اور گمراہ ہو گئے ان کے پاس الہامی کتابیں، توریت، زبور اور انجیل آج بھی موجود ہیں۔ خود قرآن مجید ان الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ ان سب کتابوں کی تعلیمات مکمل طور پر اسلامی تھیں اگر وہ صحیح تعلیمات موجود ہوتیں اور ان میں ان کے علماء نے تحاریف نہ کی ہوتیں تو وہ کتابیں ان کی راہنمائی کرتیں اور اہل کتاب کا عقیدہ کبھی مسخ نہ ہوتا نہ یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے اور نہ نصرانی عقیدہ تثلیث کے قائل ہوتے اور یہ اقوام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتائے ہوئے دین کے مطابق عمل کر رہی ہوتیں، مسلمانوں اور ان کے عقائد میں کوئی فرق نہ ہوتا اور یہ اقوام اپنی کتابوں میں موجود حضور اکرم ﷺ کے متعلق پیشین گوئیوں کے مطابق اسلام قبول کر لیتیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں نصرانیوں کی انجیل برنباس موجود تھی جو عیسائیوں کی اسلام قبول کرنے میں راہنمائی کر رہی تھی مگر ایک سازش کے تحت اس کو عالمگیر سطح پر غائب کر دیا گیا، اب اس انجیل کے چند گنتی کے نسخے دنیا میں موجود ہیں۔ غالباً ایک کراچی کے بڑے گرجا گھر میں، ایک برٹش لائبریری لندن میں اور ایک پوپ کے پاس موجود ہے۔ جان بوجھ کر عیسائی دنیا کو اس انجیل اور اس کی تعلیمات سے بے خبر رکھا گیا ہے۔

موجودہ انجیل میں بھی حضور اکرم ﷺ کے متعلق پیشین گوئیاں موجود ہیں مگر یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اب ذرا دین ابراہیمی کے متعلق سوچیے کہ اس کا موجودہ مسیحیت اور یہودیت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جبکہ یہود و نصاریٰ ابراہیم علیہ السلام کو جد انبیاء علیہم السلام تسلیم کرتے ہیں اور مسخ شدہ دینی تعلیمات کے باوجود خود کو صحیح راستے پر خیال کرتے ہیں۔ جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے تو آج بھی یہ مسلم ہوتے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو سچے مسلم تھے نہ وہ مشرک تھے نہ انہوں نے شرک کی تعلیم دی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلم تھے

ارشاد خداوندی ہے:

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۷﴾

"ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی، بلکہ وہ تو ایک مسلم تھے یکسو، اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے۔"

اس آیت شریفہ میں صاف طور پر پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ وہ تو مسلمان تھے اور ان کا مشرکین سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والے تمام لوگ مسلمان ہی تھے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے دین حنیف یعنی اسلام کو پسند فرمایا تھا، ان کی اولاد میں سے جو

انبیاء علیہم السلام ہوئے اور جو انبیاء نہ ہوئے سب مسلمان ہی تھے اور ہر دور میں ان کو مسلمان رہنا چاہیے تھا اور خود کو یہود و نصاریٰ نہیں بنالینا چاہیے تھا۔

بنی اسرائیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹوں، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند تھے وہ بھی نبی علیہ السلام تھے ان کے بارہ بیٹے تھے، ان میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا، حضرت یعقوب علیہ السلام کا پیار کا نام اسرائیل تھا، اس مناسبت سے ان کے بیٹے اور آل اولاد یں بنی اسرائیل کہلائیں، الہامی کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بنی اسرائیل کے نام سے مخاطب فرمایا، قرآن مجید میں سورۃ بنی اسرائیل موجود ہے۔

یہودی:

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے لڑکے کا نام یہوداہ تھا۔ قومیں ہمیشہ اپنے آباؤ اجداد کے نام سے خود کو متعارف کراتی ہیں۔ مگر جب دین ابراہیمی کا غلبہ کچھ کم ہوا تو اس قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام یا حضرت یعقوب علیہ السلام کی مناسبت سے کہلوانے کی بجائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے لڑکے یہوداہ کے نام سے خود کو یہودی کہلانا پسند کیا۔ گویا انہوں نے بنی اسرائیل کہلانا چھوڑ دیا۔

دینی نظریات میں بگاڑ تو آ چکا تھا، انہوں نے خود کو یہودی کہلوا کر ثابت کر دیا کہ انہوں نے اپنے حسب نسب سے انبیاء علیہم السلام کی اولاد کہلانے کا شرف بھی نظر

انداز کر دیا۔ اس سے بھی ان کے دینی نظریات کے بگاڑ اور زوال کا پتہ چلتا ہے۔ پھر یہ ایسے یہودی بنے کہ ہمیشہ کے لئے یہودی بن گئے۔ غالباً سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل میں تشریف لائے اور اس قوم میں مبعوث ہونے والے ہر نبی علیہ السلام نے ان کو دعوت اسلام دی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بار بار کفر و شرک میں مبتلا ہوتے رہے۔

دور جدید میں بھی یہ قوم اللہ واحد پر ایمان رکھنے کی بجائے کفر و شرک میں مبتلا ہے اور اللہ واحدہ لاشریک کے ساتھ انہوں نے نبی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؁ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳۲)

"اے میرے بچو اللہ نے تمہارے لئے یہی دین (اسلام) پسند کیا ہے پس تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو"

چالیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا:

یہودی بن جانے والی اس قوم نے چالیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا۔ جن میں بقول ان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کرنا، حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیر دینا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کرنا بھی شامل ہے۔

نبیوں کی آل اولاد کہلوا کر فخر کرنے والی اس قوم نے دنیاوی عیش و آرام کی خاطر نبی علیہ السلام کو برحق تسلیم کر لینے کے باوجود ان کی مخالفت اور قتل جیسی مکروہ سازشوں سے بھی گریز نہیں کیا۔

ان کے علماء کاہنوں نے آسمانی کتابوں کی پیشین گوئیوں کی روشنی میں پیغمبر آخرالزمان حضور نبی کریم ﷺ کو ایسے پہچان لیا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہے مگر جان بوجھ کر سرکشی کی اور ان کی اکثریت حضور ﷺ پر ایمان نہ لائی الٹا حضور ﷺ سے جنگیں لڑیں اور مسلمانوں کو کمزور کرنے اور حضور ﷺ کو شہید کرنے کی سازشیں کرنے سے بھی دریغ نہ کیا بلکہ جادو ٹونے کروا کر حضور ﷺ کو نقصان پہنچانے کی تدابیر اختیار کرتے رہے اور مسلمانوں کے خلاف مکروہ سازشیں کرتے رہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ چنانچہ دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی عالمی جنگ بھی انہی سازشوں کا حصہ ہے۔ 11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو تباہ کرنے کی سازش یہود و نصاریٰ نے تیار کی اور دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف منتقمانہ کارروائیاں شروع کر دیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اگر پچھلے سینکڑوں سالوں پر محیط تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو عالمگیر سازشوں میں یہودی دماغ کارفرما نظر آئے گا۔ عالمی جنگوں میں بھی آپ کو یہودی سازشوں کا سراغ مل جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام کی نسل ہونے پر فخر کرنے والی یہ قوم خود انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے کوسوں دور ہو چکی ہے اور دنیا بھر میں فحاشی پھیلانے کی مرتکب ہو رہی ہے اور عالم اسلام کو کمزور کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ اسی قوم کا آپ کو نظر آئے گا۔ دنیا کی اقوام کو گمراہ اور کمزور کرنے کا بیڑہ اس قوم نے اٹھایا ہوا ہے۔ امریکی پالیسی میں اس قوم کا گہرا اثر موجود ہوتا ہے۔ امریکی صدر یہودیوں کی رائے کو نظر انداز کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ سابقہ امریکی صدر جان ایف کینڈی نے ان کی منشا کے خلاف بات کی تو اس کو اسرائیل نے قتل کروا دیا تھا۔

اطاعت الٰہی کے لئے لازمی دین اسلام ہے:

اللہ تعالیٰ نے تو تمام بنی نوع انسان کو صرف ایک ہی دین اختیار کرنے کا حکم دیا تھا وہ سلامتی اور امن کا دین اسلام ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کا دین یہی تھا مگر ہر نبی علیہ السلام کی امت نے ان کے تشریف لے جانے کے کافی عرصہ بعد اپنے اپنے دین کو بدل ڈالا اور ایسا مسخ کیا کہ اُن کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہ رہا۔

اسلام ہی دین ہے:

دین بنی نوع انسان کے لئے پیدا ہونے سے مرنے تک کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہوتا ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں عبادات بھی شامل ہیں۔

دین اور مذہب میں فرق

دین ضابطہ حیات ہوتا ہے اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں بنی نوع انسان کی راہنمائی کرتا ہے اور وحدانیت کا درس دیتا ہے۔ جبکہ مذہب صرف عبادات تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ جب قوموں نے دین اسلام کو ترک کر کے دوسرے طریقے اختیار کر لئے تو مذاہب بن گئے۔ جو صرف عبادات تک محدود کر دیئے گئے ضابطہ حیات نہ رہے۔ جیسا کہ:

1- عیسائی مذہب:

نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بتائے ہوئے عقیدہ توحید سے رخ موڑ لیا اور انجیل مقدس کو ان کے علماء نے بدل ڈالا تو وہ دین اسلام کے پیروکار نہ رہے بلکہ عیسائی (کرسچین) بن گئے۔

2- یہودیت:

بنی اسرائیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عزیرؑ، یعنی بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے تمام انبیاء علیہم السلام کی الہامی تعلیمات ترک کر دیں۔ عقیدۂ توحید چھوڑ کر اللہ کے ساتھ عزیر کو بیٹے کے طور پر شریک کر لیا تو وہ مسلم نہ رہے بلکہ انہوں نے نیا مذہب اختیار کر لیا اور وہ یہودی بن گئے اور یہودیت اختیار کر کے کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ان لوگوں نے کتاب مقدس توریت کو بدل ڈالا اور دین اسلام سے ہٹ کر مذہب یہودیت میں شامل ہو گئے اور یہودیت ہی ان کا خود ساختہ مذہب قرار پایا جو صرف عبادات تک محدود ہے۔

3- صابئین:

صائبین کا بھی یہی حال ہے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے پیروکار سچے مسلمان تھے اور دین اسلام پر تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی الہامی کتاب زبور کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے مگر جب عرصہ دراز گزرنے کے بعد یہ زوال کا شکار ہوئے اور ان کے علماء نے زبور کی الہامی تعلیمات کو بدل ڈالا تو ان کا دین اسلام سے تعلق نہ رہا بلکہ انہوں نے کفر و شرک اختیار کر لیا اور ستارہ پرست بن گئے اور ستاروں کی پوجا کرنے لگے اور اسلامی تعلیمات قطعاً ترک کر دی گئیں۔ ان مذاہب کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔

دینِ اسلام اللہ کے نزدیک قابلِ قبول ہے

خود ساختہ مذاہب کی کوئی حیثیت نہیں

فرمانِ الٰہی ہے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(سورۃ آل عمران آیت ۸۳تا۸۵)

''اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ (دین) چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ تعالیٰ ہی کی تابع فرمان ہیں (مسلم ہیں) اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔ (اے نبی ﷺ!) کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے، ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی

> تھیں اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔ اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ (مذہب) اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ (مذہب) ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام ونامراد رہے گا۔''

ان آیات قرآنی میں وضاحت سے بتا دیا گیا ہے دین اسلام ہی واحد دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیمات صاف ستھری ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ الہامی تعلیمات تھیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی قوم کوئی اور مذہب اختیار کرنا چاہتی ہے۔ اُس مذہب اور اس کی خودساختہ تعلیمات کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ غلط تعلیمات قابل قبول ہیں۔ دراصل شیطان کے بہکاوے میں آکر اور حکمرانوں کی سیاسی مصلحت بینیوں کے تحت ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے بھی قوموں نے الہامی تعلیمات کو دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لئے بدل ڈالا تھا اور عقائد میں تبدیلی کر کے کفر وشرک کی روش اختیار کر لی تھی اور یہ ظلم عظیم تھا جو اصول کائنات کے سراسر خلاف ہے اور یہ سراسر شیطان کی پیروی اور فرمانبرداری ہے۔ جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں چاروناچار اللہ تعالیٰ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں۔ سب نے اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اللہ نے فرمایا اور مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وہ:

1) اللہ تعالیٰ پر یقین وایمان رکھتے ہیں کہ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

2) قرآنِ مجید کی تمام الہامی تعلیمات کو حق اور سچ مانتے ہیں۔

3) ان تمام الہامی سچی اور کھری تعلیمات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو سابقہ انبیاء حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب میں آنے والے انبیاء (حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

4) اور ان تمام ہدایات (الہامی تعلیمات) کو بھی برحق مانتے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

5) اور دیگر تمام اقوام میں تشریف لانے والے انبیاء علیہم السلام کے آسمانی صحیفوں کی الہامی تعلیمات کو بھی مانتے ہیں۔

6) یہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے سچے نبی تھے، ان سب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ان کی تعلیمات کے درمیان بھی ہم فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ سب بھی تابع فرمانِ الٰہی (مسلم) تھے اور ہم سب بھی مسلم (مسلمان) ہیں۔

سوائے دینِ اسلام کے کوئی دوسرا مذہب یا غیر اسلامی نظریہ، طریقہ اگر کوئی شخص اختیار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناقابل قبول ہے اور قیامت والے روز ایسے لوگ ناکام ونامراد ہوں گے یعنی دوزخ کے حقدار بن جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر اور مسلم تھے

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر و مشرک قوم سے فرمایا:

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (سورۃ یونس آیت ۷۲)

"اور مجھے (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) حکم دیا گیا ہے کہ (خواہ کوئی مانے یا نہ مانے) میں خود مسلم بن کر رہوں۔"

موسیٰ علیہ السلام اور ان کی اُمت مسلمان تھی:

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ○ (سورۃ یونس آیت ۸۴)

"موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے فرمایا: کہ لوگو! اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا فرمائی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۸)

"اے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔"

اس دعا میں دونوں نے نہ صرف یہ دعا کی کہ ان کو تابع فرمان الٰہی (مسلم) بنا بلکہ اپنی آنے والی نسل کے متعلق بھی دعا کی کہ وہ بھی مسلمان ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے ان کے آباء و اجداد دین حنیف پر کاربند رہتے ہوئے مسلمان تھے اور وہ نسل ابراہیمی و اسماعیلی سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی نسلوں سے قوم بنی اسرائیل کا بھی تعلق ہے۔ جب تک بنی اسرائیل میں دینی بگاڑ نہ آیا تھا وہ بھی اپنے اسلاف کے سچے دین اسلام پر عمل پیرا رہے اور وہ مسلمان تھے، کفر و شرک اس قوم میں عرصہ دراز کے بعد آیا۔ ایک وہ وقت تھا جب یہ قوم اللہ تعالیٰ کی لاڈلی قوم تھی۔ مگر بعد میں اس قوم نے سرکشی اختیار کر لی۔ اللہ کے ساتھ باندھے ہوئے عہد و پیمان کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں۔ ان میں بعض قبائل نے اس قدر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزیاں کیں کہ وہ عذاب الٰہی کا شکار ہو کر دنیا سے نیست و نابود ہو گئے۔ ان لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفتیں اور اُن سے دشمنیاں شروع کر دیں تو اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے راندہ درگاہ کر دیا۔

یہودی راندۂ درگاہ ہو گئے

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ○ (سورۃ البقرۃ آیت ۸۸)

''یہود کہتے ہیں کہ ہمارے دل محفوظ ہیں (حالانکہ) نہیں بلکہ لعنت کر دی اللہ تعالیٰ نے ان کے انکار کے سبب، سو بہت تھوڑا سا ایمان ان میں رہ گیا ہے۔''

دوزخ کے متعلق خود ساختہ عقیدہ:

یہودی آج بھی غلط قسم کی خوش فہمیوں میں مبتلا ہیں اور خود کو اقوام عالم سے اعلیٰ و ارفع خیال کرتے ہیں اور سرتا پا گناہ آلود زندگی بسر کرنے کے باوجود یہ یقین

رکھتے ہیں کہ اول تو ان کو دوزخ کی آگ چھوئے گی نہیں اور اگر وقتی طور پر دوزخ میں بھیج بھی دیا گیا تو پھر دائمی جنت میں ان کو بھیج دیا جائے گا۔ آج بھی ان کو اپنے کفر و شرک میں مبتلا ہونے کا احساس تک نہیں ہے۔

یہ غلط نظریہ کہ یہودی دوزخ میں نہیں جائیں گے

جیوئش انسائیکلو پیڈیا جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۸۳ میں ان کا عقیدہ درج ہے کہ:

''آتش دوزخ گناہ گار یہودی قوم کو چھوئے گی بھی نہیں، اس لئے کہ وہ جہنم پر اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے اور خدا کے پاس آ جائیں گے۔''

حالانکہ توبہ کے دروازے تو دنیا میں ہر انسان کے لئے مرنے سے پہلے پہلے تک کھلے ہوئے ہیں۔ موت کے فرشتے نظر آنے کے وقت تو وہ بھی بند ہو جاتے ہیں۔ مگر یہودیوں کی خوش فہمیاں ان کی صراط مستقیم اختیار کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

ڈاکٹر گوہن نے یہودی مقدس صحیفہ تالمود کے انتخابی مضامین کا مجموعہ مرتب کیا ہے اس کا نام ہے: Every Mans Library Series اس کے صفحہ نمبر ۴۰۵ پر لکھا ہوا ہے:

''قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام دوزخ پر تشریف رکھتے ہوں گے اور کسی خطا کار (گناہ گار) اسرائیلی (یہودی) کو اس میں گرنے نہ دیں گے۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوزخ بنی اسرائیل کے لئے نہیں ہے اور نہ کوئی بنی اسرائیل اس میں بھیجا جائے گا۔ جو سراسر غلط بے بنیاد اور اللہ تعالیٰ کی الہامی تعلیمات کے منافی ہے۔ انہی خود ساختہ خوش فہمیوں نے اس قوم کو سرکش بنایا ہوا ہے۔

ناشکری اور حد سے گزرنے والی قوم

یہ اس ناشکری اور حد پر قائم نہ رہنے والی اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے والی یہودی قوم کی گمراہ کن سوچ ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَٰحِدٍ فَٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنۢبِتُ ٱلْأَرْضُ مِنۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ ٱلَّذِى هُوَ أَدْنَىٰ بِٱلَّذِى هُوَ خَيْرٌ ۚ ٱهْبِطُوا۟ مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ ٱلذِّلَّةُ وَٱلْمَسْكَنَةُ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ ٱللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَيَقْتُلُونَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۶۱)

''اور جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہ ہوگا، تم اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے ترکاری (سبزی) گیہوں، مسور اور پیاز جو زمین سے اگتی ہیں ان کا انتظام فرما دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ بہتر چیزوں کے بدلے بری چیزیں کیوں چاہتے ہو؟ اگر یہی کچھ تمہیں چاہئے تو کسی شہر میں جا اترو، جو تمہاری مانگ ہے وہ وہاں پوری ہوگی اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ ذلت اور بے چارگی ان پر

مسلط ہو گئی اور اللہ کے غضب سے گھر گئے یہ سب اس سبب سے ہوا کہ وہ
اللہ کی آیات کا انکار کرنے لگے، اللہ کے نبیوں کو انہوں نے ناحق قتل کیا۔
یہ نتیجہ نکلا ان کی نافرمانیوں کا اور حد اعتدال سے وہ ہمیشہ نکل جاتے تھے۔''

یہ دنیا کی واحد قوم ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ نے کھانوں کا اہتمام فرمایا ان کو کھانے کے لئے من وسلویٰ (ترنجبین اور بٹیرے) دیئے گئے۔ یہ کھانا بہت لذیذ تھا۔ بجائے اس کے کہ قوم یہود اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کی شکر گزار ہوتی، ان ناشکرے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کھانے کے سلسلے میں نئی نئی فرمائشیں کرنا شروع کر دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہہ دیا کہ اعلیٰ کھانے کی بجائے تم ادنیٰ چیزوں کی مانگ کیوں کرتے ہو اور انہوں نے فرمایا کہ اگر یہی تمہارے مطالبے ہیں تو کسی شہر میں چلے جاؤ وہاں تمہاری مانگیں پوری ہو جائیں گی۔ پے در پے اللہ تعالیٰ کی حکم عدولیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس قوم نے اعتدال کی حد چھوڑ دی، نبیوں تک کو ناحق قتل کیا، ذلت ورسوائی اس قوم کا مقدر بن گئی، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ اس طرح یہ قوم دین اسلام سے دور ہوتی چلی گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ نسل ابراہیمی سے تعلق باقی رہا مگر جد انبیاء علیہ السلام اور بنی اسرائیل میں دیگر مبعوث ہونے والے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اور دین اسلام سے کسی قسم کا تعلق باقی نہ رہا اور نہ ہی یہ مسلم رہے۔ آج یہ قوم مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے۔ اس کا یہ طرز عمل صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ قوم اس اللہ تعالیٰ سے سرکشی اختیار کر چکی ہے جس نے ان کے ناز نخرے برداشت کئے تھے اور ان کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کی تھیں، ان کو کتاب وحکمت دی تھی، فرعون کے ظلم وستم سے نجات دلائی تھی، صحرا نوردی کے دور میں بہترین پانی کے بارہ چشمے جاری فرما دیئے تھے تا کہ ان کا ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمہ سے پانی لے سکے۔

اس قوم نے نہ صرف اللہ کے احکامات توڑے بلکہ اس کے معصوم انبیاء علیہم السلام کی سیرت و کردار پر وہ کیچڑ اچھالا جس کو بیان کرنے کی قلم اجازت نہیں دیتا۔ اس قوم نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں بائبل میں تحریف کر کے توہین کی اور ناپاک جملے اس کتابِ مقدس میں شامل کیے جس میں الہامی تعلیمات موجود تھیں۔ اس طرح اس قوم نے توریت کی بھی توہین کی۔

ان تمام زیادتیوں کے باوجود آج بھی یہ قوم یقینی طور پر کہتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو دوزخ میں جانے سے بچالیں گے۔ جبکہ نجات کا اصول اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآنِ مجید میں بتا دیا ہے۔ مسلمان، یہودی، عیسائی یا صابئین جو بھی اس اصول پر پورا اتریں گے وہی جنت میں جاسکیں گے۔ یہودیوں کا یہ عقیدہ کہ وہ ہر حالت میں جنت میں جائیں گے سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔

ایمان لانے والوں ہی کی نجات ہو سکے گی

فرمانِ الٰہی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ (سورۃ البقرہ آیت ۶۲)

''جو لوگ بھی مسلمان ہیں اور جو (بنی اسرائیل سے) یہودی بن گئے ہیں اور جو عیسائی ہیں اور جو لوگ صابئین (ستارہ پرست) رہے ان میں سے جو بھی

اللہ پر ایمان لائے گا، اور آخری دن پر بھی (یعنی قیامت پر) پھر نیک عمل بھی کئے ہوں گے، انہیں کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا اور نہ ہی وہ مغموم ہوں گے۔''

نجات کا دارومدار عقیدۂ توحید (کفر وشرک کی آمیزش کے بغیر) پر ہے اور یوم آخرت پر ایمان لازم شرط ہے۔ یعنی وہ تمام شرائط پورا کرنا لازم ہیں جو صالح اعمال کے لئے پہلے سے مقرر ہیں۔ مقصد یہ ہے کفر وشرک کی وجہ سے یہود ونصاریٰ اور صابئین نے جو عقائد اختیار کیے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ کر انبیاء علیہم السلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا از حد ضروری ہے۔ ورنہ جنت میں جانا ناممکن ہو جائے گا اور دوزخ لازم ہو جائے گی۔

ان قوموں میں کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہیں رہنی چاہئے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں کافی نہیں ہے جب تک کہ انبیاء علیہم السلام کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلا جائے اور الہامی تعلیمات کو برحق تسلیم نہ کیا جائے۔

فرمان الٰہی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام خود بھی مسلم تھے اور آل اولاد کو بھی یہی وصیت فرمائی

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرٰهٖمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ ۖ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۗ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۖ قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ اٰبَآئِكَ إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۱ تا ۱۳۳)

''ابراہیم (علیہ السلام) سے جب اس کے رب نے فرمایا مسلم ہو جا تو اس نے فوراً کہا: میں مالک کائنات کا مسلم ہو گیا۔ اسی طریقے (دین اسلام) پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اس کی وصیت یعقوب (علیہ السلام) اپنی اولاد کو کر گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میرے بچو! اللہ نے تمہارے لئے یہی دین (اسلام) پسند کیا ہے۔ لہٰذا مرتے دم تک مسلم (مسلمان) ہی رہنا۔ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب (علیہ السلام) اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: بچو میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ ان سب نے جواب دیا: ہم اسی ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں گے جسے آپ (علیہ السلام) نے اور آپ (علیہ السلام) کے بزرگوں ابراہیم، اسماعیل، اسحاق (علیہم السلام) نے اللہ مانا ہے اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔''

ان آیات پر غور فرمائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے کس قدر فرمانبردار تھے کہ جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلم ہو جا، آپ نے فوراً عرض کیا میں رب کائنات کا مسلم (تابع فرمان) ہو گیا۔ یعنی آپ نے اقرار کیا کہ میں دین اسلام پر ہوں اور مسلمان ہوں اور دین اسلام پر ہی چلنے کی انہوں نے اپنی اولاد کو بھی نصیحت کی۔

(یعقوب علیہ السلام بھی نبی تھے ان کے بارہ بیٹے تھے چوتھے بیٹے کا نام یہودہ تھا جس کی مناسبت سے بنی اسرائیل یہودی کہلاتے ہیں)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بچوں سے فرمایا اور باقاعدہ وصیت فرمائی (وصیت وہ ہوتی ہے جس پر عمل کرنا لازمی ہوتا ہے) کہ دین اسلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور تم بھی مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ پھر مرتے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بچوں سے پوچھا کہ تم لوگ کس کی عبادت کرو گے؟ ان سب نے اقرار کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے، جس پر ایمان حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحٰق علیہم السلام کا بھی تھا اور یہ بھی اقرار کیا کہ ہم سب مسلم (مسلمان) ہیں۔

اس موقع پر سب کا مسلمان رہنے کا وعدہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ان بارہ بھائیوں کی آل اولادوں بنی اسرائیل کو بھی آج تک بلکہ قیامت تک اسلام پر کاربند رہتے ہوئے مسلمان رہنا چاہئے تھا اور بنی اسرائیل میں تشریف لانے والے تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور اکرم ﷺ پر بھی ایمان لانا چاہئے تھا۔ مگر نام لینے کی حد تک موجودہ یہودی پیغمبروں کا ذکر کرتے ہیں مگر ان کے دین اسلام کے سخت ترین دشمن ہیں۔ یہ روش خود ان کے حق میں سراسر گھاٹے کا سودا ہے اور آخرت میں فیصلہ ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نبی بھی تھے اور مسلمان بھی

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے اور نبی تھے یعنی وہ بنی اسرائیل تھے۔ انہوں نے اللہ رب العزت سے دعا کی:

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ؁ (سورۃ یوسف آیت ۱۰۱)

"اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھایا، زمین و آسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس دعا میں نبی ہونے کے باوجود اور اسلام پر کاربند رہتے ہوئے عرض کیا (یہ بندگی اور فرمانبرداری کی اعلیٰ ترین سوچ ہے) کہ اللہ میرا خاتمہ ہو تو اسلام پر ہو اور آخرت میں صالحین کے ساتھ ان کا شمار ہو۔

دین اسلام پر کاربند رہنا اور مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر کے دنیا سے رخصت ہو جانا ہر انسان کا مقصد ہونا چاہئے کیونکہ یہی صراط مستقیم ہے انبیاء علیہم السلام کی دعائیں، قول اور فعل بنی نوع انسان کے لئے قابل اتباع ہوتے ہیں اور وہ ذریعہ نجات ہوتے ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو دین اسلام پر چلنے کی تعلیمات دی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کے ساتھیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دین اسلام پر ہونے کا اقرار فرمایا

إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُم بِالْآخِرَةِ
هُمْ كَافِرُونَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ بِاللَّهِ مِن شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ
مِن فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ
خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ
إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا
مِن سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ
ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ یوسف آیت ۳۷ تا ۴۰)

"واقعہ یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں اپنے بزرگوں ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا طریقہ (دین) اختیار کیا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر کہ اس نے اپنے سوا کسی کا بندہ ہمیں نہیں بنایا۔ مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے قید خانے کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے

رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔''

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے ساتھیوں سے خطاب فرماتے ہوئے اپنے دین کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کا تعلق تو دین اسلام سے ہے اور یہ وہی دین ہے جو جدّ انبیاء حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا تھا اور ان کا تعلق ایسے لوگوں سے نہیں ہے جو یوم آخرت کا انکار کرتے ہیں اور کفر و شرک کرتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اپنا بندہ بنایا ہے نہ صرف ان کو بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو اپنا بندہ بنایا ہے تاکہ تمام بنی نوع انسان اسی اللہ واحد کی عبادت کریں اور کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ مگر اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر شکر گزار نہیں ہوتے اور عقیدہ توحید بدل کر شرک کرنے لگتے ہیں۔

آگے قید خانے کے ساتھیوں سے مدلل خطاب کرتے ہوئے پوچھا کہ تم خود سوچو اور بتاؤ کہ کئی خدا بنانے بہتر ہیں یا ایک اللہ پر ایمان لانا درست ہے؟ اور اللہ کی ذاتِ مبارکہ سب پر غالب ہے۔

انہوں نے (کفر و شرک کے حامل) بت پرستوں کو بتوں کی اصل حقیقت بتاتے ہوئے فرمایا کہ بتوں کی اصل یہ ہے کہ چند خود ساختہ نام رکھ لئے گئے ہیں، جو ان کے آباؤ اجداد نے رکھ لئے تھے اور تم بھی اپنے باپ دادا کی غلط پیروی کرتے ہوئے عقل سے سوچے بغیر ان کی عبادت کرتے ہو حالانکہ بتوں کے مبنی برحق ہونے کی کوئی سند، کوئی قوی دلیل بھی تمہارے پاس نہیں ہے۔ جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام کائنات میں فرمانروائی کا اقتدار ماسوائے اللہ رب کائنات کے کسی دوسرے کے

پاس نہیں ہے۔ جس رب کی تمام کائنات ہے اور جس نے انسانوں سمیت تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے۔ اسی کا انسانوں کو حکم ہے کہ اسی اللہ کی عبادت کی جائے اور اس مقدس ذات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی بندگی (عبادت) نہ کی جائے۔ یہی اصل زندگی گزارنے کا طریقہ (دین اسلام) ہے۔ مگر اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے۔ اس اہم خطاب نے ایک طرف بتوں کی حقیقت کھول کر رکھ دی ہے دوسری طرف یہ بھی بتا دیا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے صرف ایک ہی دین ہے اور وہ اسلام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار مسلم تھے

اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱)

"اور جب میں نے (عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کے) حواریوں کو اشارہ کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور (اے اللہ) گواہ رہ کہ ہم مسلم ہیں۔"

اس سے عیاں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول برحق تھے، انہوں نے قوم کے سامنے دین اسلام پیش کیا تھا اور ان کے حواریوں نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اقرار کیا تھا کہ وہ مسلم (مسلمان) ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام مسلمان تھے، ملکہ سبا بھی مسلم بن گئی

حضرت سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر اور بادشاہ تھے انہوں نے اپنی قوم کو اسلام ہی پیش کیا وہ اور ان کے پیروکار مسلمان تھے۔ یمن میں ملکہ سبا کی حکومت تھی

اس کا ملک معاشی طور پر خوش حال تھا مگر ملکہ سمیت تمام رعایا سورج کی پوجا کرتی تھی۔ ہدہد نے اس قوم کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام کو بتایا کہ یہ قوم ایک اللہ کی بجائے سورج کی پوجا کرتی ہے ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے کے لئے آئی تو وہ ایمان لے آئی اور مسلمان ہوگئی۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؁ (سورۃ النمل آیت ۴۴)

''اس سے (ملکہ سبا سے) کہا گیا کہ محل میں داخل ہو۔ اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اپنے پائینچے اٹھا لئے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی! اے میرے رب (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العلمین کی مسلم بن گئی۔''

دنیا کی تمام اقوام کے پاس آنے والے انبیاء علیہم السلام مسلم تھے

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ؁

(سورۃ المائدہ آیت ۴۴)

''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، سارے نبی جو مسلم تھے، اسی کے مطابق ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح، ربانی اور احبار بھی (اسی پر) فیصلے کا مدار رکھتے تھے۔ کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس (اے گروہ یہود!) تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔''

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ توریت میں رشد و ہدایت بھی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی الہامی تعلیمات کو روشنی قرار دیا۔ یہ الہامی کتاب بھی مکمل ضابطہ حیات تھی، تمام انبیاء علیہم السلام اسی کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے۔

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر یہ بھی بتا دیا کہ دنیا میں تشریف لانے والے تمام انبیاء علیہم السلام مسلم (مسلمان تھے) اور ان کے پیروکار بھی مسلمان تھے۔

اور بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے انبیاء علیہم السلام یہودیوں، ربانیوں اور احبار کے فیصلے توریت کی روشنی میں کیا کرتے تھے۔ ان کو کتاب اللہ توریت کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے فرمایا کہ وہ خوف خدائی پیدا کریں اور توریت کی آیات کو جو کہ انمول تھیں تھوڑی تھوڑی قیمت لے کر بیچنا ترک کر دیں اور کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور اللہ نے ان یہودیوں کو بھی کافر قرار دیا جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق لوگوں کے فیصلے نہیں کرتے۔

یہودیوں نے کتاب مقدس توریت میں تحریف کردی

یہودیوں نے نہ صرف توریت کی آیات کو بیچنا شروع کر دیا تھا (یہ بہت بڑا جرم تھا) بلکہ انہوں نے احکاماتِ الٰہی کی حامل توریت میں تحریف کر کے سب سے بڑا جرم کیا، دنیاوی منفعت حاصل کرنے اور عام یہودیوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کے علمائے سُو نے یہ سب کچھ بگاڑ پیدا کیا۔

فرمانِ الٰہی ہے:

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ (سورۃ البقرہ آیت ۷۵)

''کیا تم اب بھی یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا بھی ہوا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالا اور وہ بھی اس کو سمجھنے کے بعد اور یہ حرکت وہ دانستہ کر رہے تھے۔''

کتاب مقدس توریت میں یرمیاہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کیونکہ تم نے زندہ رب الافواج ہمارے خدا کے کلام کو بدل ڈالا۔''

(یرمیاہ باب ۲۳ آیت ۳۶)

جس الہامی کتاب کی تعلیمات تبدیل کر دی جائیں وہ قابل اتباع نہیں رہتی۔ سوائے قرآن مجید کے دنیا کی تمام الہامی کتابوں کی تعلیمات کو بدل دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے وہی دین اسلام پیش کیا جس کو تمام انبیاء علیہ السلام نے پیش کیا تھا

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ○ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳)

"(اے پیغمبر ﷺ!) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے، جس کا حکم اس نے نوح (علیہ السلام) کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق (فرقہ، فرقہ) نہ ہو جاؤ، یہی بات ان مشرکین کو بہت ناگوار گزری ہے، جس کی طرف (اے محمد ﷺ) تم انہیں دعوت دے رہے ہو، اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔"

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے وہی دین پیش فرمایا جو، اُن سے پہلے انبیاء نوح، ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ علیہم السلام لوگوں کے سامنے پیش کر

چکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ تاکید فرمادی تھی۔ اسی دین اسلام کو قائم کیا جائے یعنی لوگوں کو اسی کی دعوت دی جائے اور یہ بھی تاکید فرمائی کہ دین اسلام کو اس کی روح کے مطابق قبول کیا جائے اور اللہ نے فرقہ بندی سے منع فرمایا۔ حضور ﷺ کے مخاطب وہی لوگ تھے جو کسی نہ کسی نبی علیہ السلام کی امت میں سے تھے مثلاً کفار مکہ میں سے بیشتر دین ابراہیمی پر ہونے کے دعویدار تھے، یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے۔ ان کے انبیاء علیہم السلام چونکہ توحید پرست تھے ان کو اس دعوت حق کو قبول کر کے دین اسلام پر واپس آ جانا چاہیے تھا۔ مگر چونکہ وہ اپنے اپنے مذاہب کو اسلامی تعلیمات سے الگ کر چکے تھے اور انہوں نے کفر و شرک اختیار کر لیا تھا۔ اس لیے ان کو حضور ﷺ کی دعوت حق ناگوار گزرتی تھی۔ حالانکہ ان کو ان کے انبیاء علیہم السلام کی جانب سے الہامی کتابوں میں یہی تاکید تھی کہ وہ حضور ﷺ کا دور پائیں تو ان پر ایمان لے آئیں کیونکہ خاتم النبیین کی حیثیت سے حضور ﷺ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے پیش کردہ مذاہب کی تجدید فرمادی تھی اور فاسد عقائد کی قلعی کھول کر رکھ دی تھی اور ان کو بتادیا کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے جو دین پیش کیا تھا وہ اسلام تھا اور خود حضور ﷺ نے جو دین پیش فرمایا وہ بھی اسلام ہی تھا۔ اس طرح تعلیمات میں یکسانیت تھی اور اسی یکسانیت کی وجہ سے اہل کتاب کو دعوت دی گئی کہ آؤ انہی تعلیمات اور عقائد پر متفق ہو جائیں جو مسلمانوں اور اہل کتاب میں مشترک تھے۔

❁❁❁

اہل کتاب کو دعوتِ اسلام

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوْرَىٰةُ وَٱلْإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعْدِهِۦٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۶۴، ۶۵)

''کہو! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں اے اہل کتاب تم ابراہیم علیہ السلام کی بابت کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل تو ان کے بعد نازل کی گئیں کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟ اہل کتاب مسلمان، یہود، نصاریٰ، نصرانی اور صابئین ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی تھی، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تھی اور پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید نازل ہوئی تھی۔''

یہ تمام کتابیں ایک دوسرے کی مبنی برحق اور الہامی تعلیمات کی حامل ہونے کی تصدیق کرتی تھیں۔ یہود و نصرانی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم کی اولین ذمہ داری تھی کہ وہ کتاب مقدس کی حفاظت کرتی۔ اس کی تعلیمات پر عمل کرتی اور اس میں اپنی طرف سے معمولی سی بھی تبدیلی نہ کرتی۔ کیونکہ جب تک کتاب مقدس کی اصل تعلیمات برقرار رہتی ہیں تو عقائد و عبادات اور ضابطہ حیات اسلام کے مطابق رہتا ہے اور عمل کرنے والی قوم اصل دین اسلام پر قائم رہتی ہے اور اس قوم کا عقیدہ توحید برقرار رہتا ہے اور وہ قوم کفر و شرک میں مبتلا نہیں ہوتی۔ مگر جب کوئی قوم کتاب اللہ کی تعلیمات میں اپنی جانب سے تبدیلیاں کر لیتی ہے تو پھر وہ تبدیل شدہ تعلیمات کو بھی دین کا حصہ بنا لیتی ہے اور گمراہ ہو جاتی ہے۔

ایک مسلمان اگر الہامی کتابوں کو اپنا جزو ایمان کہتا ہے تو اس سے مراد وہ صحیح الہامی تعلیمات ہوتی ہیں جو کتاب کے حامل پیغمبر پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی تھیں اور وہ ان تعلیمات کو درست قرار نہیں دیتا جو اس قوم کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی جانب سے کتاب مقدس کا حصہ بنا دی تھیں۔ ہزاروں برس گزرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مسلمان قوم نے جب عقیدہ توحید میں تبدیلی کر لی اور اللہ کے نبی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا تو وہ قوم مسلمان نہ رہی بلکہ ان کا عقیدہ کفر و شرک ہو گیا۔

اسی طرح جب یہودی عالم سنیٹ پال نے عیسائیت قبول کر لی تو انجیل مقدس کی تعلیمات میں بھی نصرانی علماء نے تبدیلیاں کر لیں اور یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نصرانیوں نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ کے ان تبدیل شدہ عقائد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ الہامی تعلیمات سے قطعاً تعلق نہ تھا۔ یہی حال تبدیل شدہ زبور کا ہے۔

قرآن مجید نہ صرف سابقہ الہامی تعلیمات کی حامل کتابوں کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اس نے ان کتابوں کی بعد میں ہونے والی تبدیل شدہ تعلیمات کی بھی قلعی کھول دی ہے اور کتب مقدسہ توریت، زبور اور انجیل کی اصل تعلیمات سے بھی اقوام عالم کو آگاہ کر دیا ہے۔ اسی لئے پروردگار عالم نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اہل کتاب کو اسلام کی اصل تعلیمات کی دعوت دی جائے اور ان سے کہا جائے کہ چلو ان الہامی تعلیمات پر آپس میں متفق ہو جائیں جو مسلمانوں اور اہل کتاب میں مشترک ہیں۔ اگر اہل کتاب میں سے کچھ لوگ متفق ہو جائیں تو ان کے عقیدہ کی اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ کفر و شرک کے عقیدہ کو چھوڑ کر اسلام بھی قبول کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ الحمدللہ اس وقت دنیا بھر میں غیر مسلم بڑی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں اور دنیا بھر کی اقوام کے لئے یہی صراط مستقیم ہے۔

صرف اسلام ہی دین فطرت اور دین حق ہے

جس طرح اقوام عالم کے لئے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی تعلیمات کو مبنی برحق تسلیم کرنا ضروری ہے اسی طرح تمام دنیا پر لازم ہے کہ وہ پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور کتاب مقدس قرآن مجید کو لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مانتے ہوئے ایمان لائے۔

1) اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے واحد تھا واحد ہے اور ہمیشہ واحد رہے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اس پر ایمان لائیں۔

2) اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائیں۔

3) تمام الہامی کتابوں پر ایمان لائیں۔

4) تمام ملائکہ پر ایمان لائیں۔

5) اور یوم آخرت پر ایمان لائیں کہ قیامت آئے گی اور ہر شخص کو اپنے اچھے یا برے اعمال کی جوابدہی کے لئے رب کائنات اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور اللہ کے فیصلوں کے مطابق لوگوں کو جنت کا یا دوزخ کا حقدار ٹھہرایا جائے گا۔ مشرکین اور کفار کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔

دنیا میں اب قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا (عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بطور پیغمبر آخرالزماں چودہ سو برس قبل دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ ان کی بطور پیغمبر آخرالزماں دنیا میں تشریف لانے کی تصدیق ہر مذہب کی سابقہ الہامی کتابیں بھی پیشین گوئیاں کر چکی ہیں۔ بائبل، زرتشت، انجیل، بدھ اور ہندوؤں کی دینی کتابوں میں بھی یہ پیشین گوئیاں موجود ہیں اور سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے پیروکاروں پر لازمی قرار دیا ہے کہ جب حضور ﷺ پیغمبر آخرالزماں دنیا میں تشریف لائیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کے پیش کردہ دین اسلام کی پیروی کریں۔ کیونکہ یہی تمام انبیاء علیہم السلام اور قوموں کا دین ہے اور منجانب اللہ ہے اور کسی قوم کو یہ حق نہیں کہ وہ اس دین کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب بنائے اور اس کی پیروی کرے اور اگر کوئی قوم ایسا کرتی ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ کے اصل دین اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی نہیں کہ دین اسلام کے پیروکار لوگ ہی مسلمان ہیں بلکہ تمام کائنات اور اس میں موجود مخلوقات سب کے سب مسلم ہیں۔ اس بات کی وضاحت اور حضور ﷺ کے متعلق پیشین گوئیاں اسی کتاب میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔ اسلام کے مبنی برحق ہونے کی کسوٹی تو سائنس بھی مہیا کرتی ہے اور تصدیق کرتی ہے۔

حضرت محمد ﷺ قیامت تک تمام دُنیا کے لئے پیغمبر آخر الزماں ہیں

فرمان الٰہی ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸)

''(اے محمد ﷺ!) کہو اے انسانو! (دنیا بھر کے انسان مخاطب ہیں) میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس (اللہ) کی، امید ہے تم راہِ راست پالو گے۔''

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ (سورۃ الانعام آیت ۱۹)

''اور (اے نبی ﷺ کہہ دو کہ) یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔''

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ سبا آیت ۲۸)

"اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔"

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۃ التکویر ۲۷)

"یہ (قرآن مجید) تو سارے جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔"

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ آیت ۳)

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے (لہٰذا حرام و حلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہیں ان کی پابندی کرو۔"

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات آیت ۱۰)

"مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"

ان آیات قرآنی میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عالمگیر پیغمبر ہیں جن کو تمام دنیا کی اقوام کو دعوتِ اسلام دینے اور ان کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پہلی امتوں میں جو انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے وہ اپنی اپنی قوم کو دعوت حق دیتے تھے اور دنیا کے مختلف خطوں میں ایک ہی وقت میں ایک سے زائد پیغمبر بھی تشریف لاتے رہے۔ ذرائع مواصلات میں بھی وہ سہولیات دستیاب نہ تھیں جو آج

موجود ہیں۔ حضور ﷺ چونکہ آخری پیغمبر انسانیت ہیں اور ان کے بعد کوئی پیغمبر اب قیامت تک نہیں آئے گا اس لئے دنیا کی تمام اقوام کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ کی آمد اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اب صرف قیامت آنی باقی رہ گئی ہے اور وہ دین اسلام جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا تھا اس کا اختتام حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد آخری خطبہ کے دن مکمل ہوگیا تھا۔ انسانیت کو جتنی الہامی تعلیمات کی ضرورت تھی وہ حضور ﷺ نے پہنچا دی تھیں اب قیامت تک جتنے لوگ دنیا میں پیدا ہوں گے ان کے لئے وہی دین اسلام ہے جو اللہ کا دین تمام انبیاء علیہم السلام کے ادوار میں تھا۔ حضور ﷺ نے بھی اسلام ہی پیش فرمایا تھا اور قیامت تک رہے گا۔ چونکہ سابقہ الہامی کتب اور صحائف آسمانی تحریفات کی بدولت اپنی افادیت اور اہمیت کھو چکے ہیں اس لئے دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید قیامت تک بنی نوع انسان کی راہنمائی کرتی رہے گی۔ وہ آخری الہامی کتاب قرآن مجید ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہوئی ہے تا کہ انسانیت کی بھلائی میں یہ کتاب دنیا بھر میں روشنی پھیلاتی رہے اور کفر و شرک کی تاریکیاں چھٹتی رہیں۔ یہ قرآن وحی کے ذریعے حضور ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

حضور ﷺ کو دنیا میں نیک لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنانے اور گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور دوزخ کے المناک اور دردناک عذاب سے ڈرانے اور مشرکین کفار اور بدکاروں کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ اس کا پسندیدہ دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ اس طرح دیگر خود ساختہ مذاہب کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور قابل قبول صرف دین اسلام ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ (سورۃ آل عمران آیت ۸۵)

''اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''

اس آیت مبارکہ میں بنی نوع انسان کو خاص طور پر بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اولادِ آدم کو صرف دین اسلام اختیار کرنے کی تلقین فرمائی تھی کیونکہ دیگر ادیان انسانوں کے خود ساختہ ہیں اور عقائد بھی الہامی تعلیمات سے مختلف ہیں اس لئے اسلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ۚ (القرآن)

''اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔''

اور پھر یہ بھی فرما دیا کہ:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ ۚ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۵)

''اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔''

دین کے معاملہ میں ہدایت یافتہ وہ لوگ ہیں جو بحکم الٰہی اسلام قبول کرتے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور وہی لوگ سیدھی راہ پر ہوتے ہیں۔ بقیہ ادیان کے راستے ٹیڑھے ہیں اور جنت کی بجائے دوزخ کی جانب جاتے ہیں۔

❁❁❁

پیغمبر آخر الزماں بھی اسلام ہی پر تھے

فرمانِ الٰہی ہے:

قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ (سورۃ الانعام آیت ۱۴)

"(اے پیغمبر ﷺ!) کہہ دیجئے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا میں ہوں۔"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح حضور بھی دین اسلام پر تھے اور انہوں نے یہی دین ہی نوع انسان کے سامنے پیش کیا تھا۔ اسلام لانے والے لوگ مسلم (تابع فرمانِ الٰہی) یعنی مسلمان تھے، یہ لفظ تمام کائنات کے مظاہرات قدرت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ تاہم اس کی وضاحت اسی کتاب میں بعد میں کی جائے گی۔

تمام انسانوں کو مسلمان بننے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدم کو مسلمان بننے کا حکم دیا ہے کیونکہ ان کی نجات اسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مذاہب اور ان کے شرک و کفر کے عقائد کو بھی بخوبی جانتا ہے اور اس نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ اس کے نزدیک مشرک کی بخشش نہیں ہے اور مشرکین دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام بنی نوع انسان کو فرمادیا ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔"

یہاں مسلمانوں کو خبردار کر دیا گیا ہے موت کے وقت تک مسلمان ہی رہنا اور اپنے صحیح عقائد پر قائم رہنا، غیر اسلامی اور غیر شرعی عقائد اختیار کر کے اسلام سے انحراف اختیار نہ کر لینا کیونکہ تمہاری نجات سچے اور کھرے مسلمان بننے ہی میں ہے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ الہامی تعلیمات کی صحیح پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دوزخ کی آگ سے بچتا ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کے پیروکار مسلمان تھے:

جن قوموں کو الہامی کتب اور صحائف آسمانی دیئے گئے تھے ان کو بھی بتا دیا گیا تھا کہ تم مسلم (مسلمان) ہو۔ اسی طرح قرآن مجید میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کو مسلم کہا گیا۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (سورۃ الحج آیت ۷۸)

"اس نے (اللہ تعالیٰ نے) تمہارا نام پہلے بھی مسلم رکھا تھا اور اس کتاب (قرآنِ مجید) میں بھی۔"

تمام کائنات مسلم (تابع فرمان الٰہی) ہے

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۵۴)

"درحقیقت تمہارا رب تو وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر رات کے پیچھے دن دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج، چاند اور ستارے پیدا فرمائے سب اس کے تابع فرمان ہیں۔ خبردار رہو کہ اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر (حکم، کام) ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔"

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ○ (سورۃ آل عمران آیت ۸۳)

"اب کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا طریقہ (اللہ کا دین اسلام) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ زمین و آسمان کی ساری چیزیں، چارو ناچار اللہ تعالیٰ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔"

ان دونوں آیات قرآنی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں اور حقائق موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں کائنات کی تخلیق فرمائی، یہ نظامِ شمسی سے پہلے کی بات ہے اس لئے جن چھ ایام کی بات کی گئی وہ آسمانوں کے دن ہیں (اس وقت بھی پروردگار عالم کا تخت سمندر پر تھا اور آج بھی اس کا تخت ساتویں آسمان پر واقع سمندر پر ہے)۔ (الحدیث)

دن رات اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں اور وہ سرمو انحراف نہیں کر سکتے کہ اپنی من مرضی کر لیں حکم ربی سے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ سی اللہ رب کائنات نے سورج چاند اور (ان گنت) ستارے پیدا فرمائے۔ یہ تمام

چیزیں اللہ تعالیٰ کی تابع فرمان ہیں یعنی مسلم ہیں۔اسی خالق کائنات کا حکم چلتا ہے۔ کیونکہ وہی سب کا مالک اور پالنے والا ہے۔

جس طرح چاند، سورج، ستارے یعنی پوری کائنات مسلم (مسلمان) ہیں۔ زمین بھی سیاروں میں سے ایک سیارہ ہے (سیارہ کے لئے بھی ستارہ کا لفظ استعمال ہوا ہے) لہٰذا یہ بھی مسلم ہے اور زمین پر جتنی بھی مخلوقات، جاندار و بے جان پائی جاتی ہیں یا کائنات میں جہاں جہاں یہ مخلوقات پائی جاتی ہیں سب کی سب مسلم اور تابع فرمانِ الٰہی ہیں۔ زمین ہی کو لے لیں اپنی کھربوں سال پہلے تخلیق سے آج تک اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری میں رتی برابر یا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہیں آیا اس کی سورج کے گرد مقررہ فاصلے پر موجودگی کے باوجود گردش محوری اور گردش مداری (دَوری) میں کبھی فرق رونما نہیں ہوا۔ گردشِ روزانہ سے رات دن پیدا ہو رہے ہیں گردش دَوری سے موسم آتے جاتے رہتے ہیں۔ روزانہ گردش میں زمین اپنے محور کے اوپر چوبیس گھنٹے میں ایک چکر مکمل کر لیتی ہے جو رات دن پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے اور سورج کے گرد سال بھر میں 1/4 365 دنوں میں زمین اپنے مدار (مقررہ راستہ) پر سورج سے اپنا فاصلہ برقرار رکھتے ہوئے ایک چکر مکمل کر لیتی ہے۔

سورج کے متعلق سورۃ یاسین میں ہے کہ سورج بھی اپنی منزل کی طرف چلا جا رہا ہے یعنی اپنے محور پر اور مدار پر گھوم رہا ہے اور دو ہزار سال میں دودھیا کہکشاں کے درمیان اپنا چکر مکمل کر لیتا ہے۔ (سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق)

چاند، سورج، ستارے اس قدر مسلم (تابع فرمانِ الٰہی) ہیں کہ وہ آپس میں ٹکرا کر تباہ و برباد نہیں ہو جاتے بلکہ وہ قدرت کے کنٹرول میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نظامِ کائنات چلا رہا ہے

فرمانِ الٰہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا ۚ وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّن بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ○

(سورۃ فاطر آیت ۴۱)

''حقیقت یہ کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا نہیں تھامنے والا نہیں ہے۔ بے شک اللہ بڑا حلیم درگزر فرمانے والا ہے۔''

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ○ (سورۃ السجدہ آیت ۵)

''وہ (اللہ) آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس تدبیر کی رُوداد اوپر اس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔''

تمام نظام کائنات اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے اور جو کچھ تمام کائنات (زمین سمیت) میں ہوتا ہے۔ اس کو سب خبر ہے۔

اس قدر زبردست کائنات، امن اور سلامتی کی متقاضی ہے۔ امن اور سلامتی اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے کہ مظاہراتِ قدرت اپنی اپنی حدود اور فاصلہ پر رہیں اور حکم خداوندی بجالاتے رہیں۔ یعنی مسلم (تابع فرمانِ الٰہی) رہیں۔

تمام زمین مسلم ہے، ہر جاندار و بے جان درخت، حیوانات، نباتات، بحر و بر اور فضا میں جس قدر مخلوقات (جنات اور انسانوں کے علاوہ ہیں) سب مسلم ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام نظام کائنات کے لئے جو ضابطہ مقرر فرمایا وہ اسلام (مسلم) ہے۔ اسی لئے اس نے (زمین جو خود بھی مسلم اور تابع فرمانِ الٰہی ہے) پر بسنے والے انسانوں اور جنات کے لئے جو دین مقرر فرمایا ہے وہ اسلام ہے اور اس کے پیروکاروں کے لئے مسلم یا مسلمان کا لفظ استعمال کیا گیا۔

اللہ کا دیا ہوا یہ دین، تمام انبیاء علیہم السلام کا دین بھی ہے۔ مگر جن انسانوں اور جنات نے اپنے ارادے کی آزادی کا صحیح استعمال کیا تو وہ دائرہ اسلام میں آکر مسلم ہو گئے اور صراط مستقیم پر چلنے لگے۔ مگر جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا بلکہ اپنے خود ساختہ مذاہب کے پیروکار بن کر کفر و شرک اختیار کیا۔ وہ نہ صرف گمراہ ہو گئے بلکہ انہوں نے تمام کائنات میں کارفرما اصول (مسلم) کی بھی خلاف ورزی کی اور قانونِ خداوندی کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب ہو گئے اور خدائی قانون شکن بن گئے۔ جب تک وہ اصل دین اسلام کی جانب نہ لوٹیں گے ان کی نجات نہیں ہو گی۔ انہوں نے تو اُس عہد کی بھی خلاف ورزی کی جو عالم ارواح میں (دنیا میں پیدا ہونے سے کافی عرصہ پہلے) اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ اے پروردگار تو ہی ہمارا رب ہے۔ (یعنی مالک ہے) اخلاقاً بھی عہد کی پاسداری ہر شخص کے لئے ضروری ہوتی ہے اور آخرت میں جنت کی امید اور دوزخ سے بچنے کے لئے بھی۔

ابتداً تمام انسان ایک ہی اُمت تھے

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ (سورۃ یونس آیت ۱۹)

''ابتداً سارے انسان ایک ہی امت تھے بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنا لئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر لی گئی ہوتی تو جس چیز میں وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ کر دیا جاتا۔''

تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہ لانے والے لوگ کافر ہیں:

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (سورۃ النساء آیت ۱۵۰تا۱۵۲)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے درمیان ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو انہیں ذلیل وخوار کر دینے والی ہوگی۔ بخلاف اس کے جو لوگ اللہ اور اس کے تمام رسولوں کو مانیں اور ان کے درمیان تفریق نہ کریں ان کو ہم ضرور ان کے اجر عطا کریں گے اور اللہ بڑا درگزر فرمانے والا ہے۔"

اس آیت شریف سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص (قوم) کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور ﷺ تک دنیا میں جتنے بھی انبیا علیہم السلام تشریف لائے سب پر ایمان لائے اور وہ لوگ کافر ہیں جو پیغمبروں، رسولوں یا نبیوں کے درمیان تفریق کرتے ہیں کسی کو مانتے ہیں کسی کو نہیں مانتے۔ جیسا کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے اور عیسائی حضور ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اسی طرح زرتشت، مہاتما بدھ کو ماننے والے اور کروڑوں دیوتاؤں کے ماننے والے ہندو، اکثر انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہیں رکھتے اور اللہ کے متعلق بھی ان کا تصور غلط ہے ایسے لوگ پکے کافر ہیں۔

❀❀❀

اللہ تعالیٰ خالق کائنات

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (سورۃ الانعام آیت ۷۳)

''وہی (اللہ) ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔''

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰهُ ۚ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ (سورۃ الرعد آیت ۱۶)

''(اے نبی ﷺ!) ان سے پوچھو آسمان و زمین کا رب کون ہے؟ کہو اللہ، پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھہرا لیا ہے جو خود اپنے لئے بھی کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، کہو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوا کرتا ہے؟ کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟ اور اگر ایسا نہیں تو کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے بھی اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہے؟ کہ اس کی وجہ سے ان پر (تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا؟ کہو ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے سب پر غالب۔''

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت ۴-۸)

"یہ قرآن نازل کیا گیا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا ہے زمین کو اور بلند آسمانوں کو، وہ رحمٰن (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے، مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں اور زمین و آسمان کے درمیان ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہے، تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے بھی مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔ وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے لئے بہترین نام ہیں۔"

زمین و آسمانوں کی فرمانروائی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۱۰۷)

"کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے

اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ (سورۃ الفرقان آیت ۲)

''وہ (اللہ) جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔''

اللہ تعالیٰ رازق ہے اور اسی کی عبادت کی جاتی ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ (سورۃ فاطر آیت ۳)

''لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو، کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین میں سے رزق دیتا ہو؟ کوئی لائق عبادت اس کے سوا نہیں، آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔؟''

وہی ہر شے کا رب ہے

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ (سورۃ الانعام آیت ۱۶۴)

''کہو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب (مالک) تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے۔؟''

وہ باخبر ہے اور بندوں پر اختیار رکھتا ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ (سورۃ الانعام آیت ۱۸)

''وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور وہ دانا اور باخبر ہے۔''

آسمان و زمین کے پوشیدہ احوال جانتا ہے

لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○ (سورۃ الکہف آیت ۲۶،۲۷)

''آسمانوں اور زمین کے سب پوشیدہ احوال اسی (اللہ) کو معلوم ہیں، کیا خوب ہے، وہ دیکھنے والا اور سننے والا، زمین و آسمان کی مخلوقات کا کوئی خبر گیر اس کے سوا نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اے نبی ﷺ! تمہارے رب کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے اسے (جوں کا توں) سنا دو، کوئی اس کے فرمودات کو بدل دینے کا مجاز نہیں ہے (اور اگر تم کسی کی خاطر اس میں ردو بدل کرو گے تو) اس (اللہ سے) بچ کر بھاگنے کے لئے کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے۔''

تمام معاملات اللہ کی طرف رجوع کئے جاتے ہیں

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ (سورۃ الحدید آیت ۵)

"وہی (اللہ) زمین اور آسمان کی بادشاہی کا مالک ہے اور تمام معاملات فیصلے کے لئے اسی کی طرف رجوع کئے جاتے ہیں۔"

کائنات میں اسی کی فرمانروائی ہے

تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ الملک آیت ۱)

"نہایت بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

اللہ مکمل اختیار رکھتا ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورۃ یٰس آیت ۸۳)

"پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں مکمل اختیار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔"

اللہ کے فیصلے کو روکنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا (سورۃ الفتح آیت ۱۱)

"ان سے کہنا: اچھا یہی بات ہے، تو کون تمہارے معاملہ میں اللہ کے فیصلے کو روک دینے کا کچھ بھی اختیار رکھتا ہے۔ اگر وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا نفع بخشنا چاہے۔"

اللہ درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا ہے

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ (سورۃ یونس آیت ۱۰۷)

''اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں بھلائی کا ارادہ کرلے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

اللہ کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا

قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ ۙ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ○ (سورۃ الجن آیت ۲۲)

''کہو مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔''

وہ جو چاہے کرتا ہے

فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ۞ (سورۃ البروج آیت ۱۶)

''وہ جو کچھ چاہے کر ڈالنے والا ہے۔''

اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○ (سورۃ المائدہ آیت ۱)

"تحقیق اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔"

کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ (سورۃ الرعد آیت ۴۱)

"اور اللہ جیسا چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔ کوئی اس کے حکم کا رد کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔"

وہ اپنے کاموں کے لئے جوابدہ نہیں

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (سورۃ الانبیاء آیت ۲۳)

"وہ اپنے کاموں کے لئے (کسی کے آگے) جوابدہ نہیں ہے اور سب جوابدہ ہیں"

اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ○ (سورۃ التین آیت ۸)

"کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟"

حکومت، عزت، بھلائی اللہ دیتا ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۲۶)

"کہو: خدایا! ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

سب اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں

يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ (سورۃ آل عمران آیت ۱۵۴)

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟ ان سے کہو (کسی کا کوئی حصہ نہیں) اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔"

خالق اور مخلوق برابر نہیں ہیں

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (سورۃ النحل آیت ۱۷)

"پھر کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے دونوں یکساں ہیں؟ کیا تم ہوش میں نہیں آتے۔؟"

جھوٹے خدا کام نہ آئیں گے

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (سورۃ مریم آیت ۸۱،۸۲)

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے پشتیبان ہوں، کوئی پشتیبان نہ ہوگا وہ سب ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔"

خود ساختہ خداؤں سے مدد بے سود ہے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسین آیت ۷۴،۷۵)

"یہ سب کچھ ہوتے ہوئے انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدا بنا لئے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کی مدد کی جائے گی۔ وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ لوگ الٹے ان کے لئے حاضر باش لشکر بنے ہوئے ہیں۔"

جن بستیوں پر عذاب الٰہی آیا انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ (سورۃ ھود آیت ۱۰۱)

"ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، انہوں نے آپ ہی اپنے اوپر ستم ڈھایا اور جب اللہ کا حکم (عذاب کی شکل میں) آ گیا تو ان کے وہ معبود جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آ سکے اور انہوں نے ہلاکت اور بربادی کے سوا انہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔"

اللہ کے سوا کسی نے کچھ پیدا نہیں کیا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔـا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ؕ (سورۃ النحل آیت ۲۰)

''اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔''

آخرت کا انکار کرنے والے اللہ واحد پر یقین نہیں رکھتے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (سورۃ النحل آیت ۲۲)

''تمہارا اللہ بس ایک ہی اللہ ہے مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے دلوں میں انکار بس کر رہ گیا ہے اور وہ گھمنڈ میں پڑ کر رہ گئے ہیں۔''

اللہ ایک ہے دو خدا نہ بناؤ

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (سورۃ النحل آیت ۵۱)

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ دو خدا نہ بنالو، خدا تو بس ایک ہی ہے۔ لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرو۔''

یہودیوں اور پارسیوں نے دو خداؤں کا عقیدہ اپنایا ہوا ہے۔

تباہ ہونے والی بستیوں کے رہنے والے شرک کیا کرتے تھے

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف آیت ۲۷، ۲۸)

''تمہارے گردوپیش کے علاقوں میں بہت سی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں، ہم نے اپنی آیات بھیج کر بار بار طرح طرح سے ان کو سمجھایا، شاید کہ وہ باز آ جائیں، پھر کیوں نہ ان ہستیوں نے ان کی مدد کی جنہیں اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہوئے معبود بنالیا تھا؟ بلکہ وہ (جھوٹے خدا) تو ان سے کھوئے گئے اور یہ تھا ان کے جھوٹ اور ان بناوٹی عقائد کا انجام جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔''

دُنیا بھر میں جہاں بھی تباہ حال بستیوں کے کھنڈرات موجود ہیں، ان کھنڈرات میں سے دیگر نوادرات کے علاوہ بت، مجسمے وغیرہ بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان بستیوں کے لوگ ان کی عبادات کرتے تھے ان کو دیوتا (خدا) مان کر چڑھاوے چڑھاتے تھے، ان سے منتیں مانتے تھے، ان بستیوں میں آنے والے اللہ کے نبیوں نے بتوں کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے کفر وشرک سے منع فرمایا تھا، مگر ان بستیوں کے رہنے والوں نے ان کی کوئی بات مان کر نہ دی اور نہ کفر وشرک چھوڑ کر ایمان قبول کر کے مسلمان ہوئے بلکہ الٹا نبیوں کی مخالفت کرتے رہے اور یہ بھول گئے کہ انبیاء علیہم السلام تو انسانوں کو راہِ ہدایت اس لئے دکھاتے ہیں کہ وہ دوزخ کے ابدی عذاب سے بچ جائیں اور آخرت میں ابدی جنت کے حقدار بن جائیں۔ مگر ان بستیوں کے لوگ تمسخر اڑاتے ہوئے نافرمانیوں میں اس قدر بڑھ گئے کہ دنیا ہی میں عذابِ الٰہی ان کے مقدر بن گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان بستیوں کو لوگوں سمیت تباہ برباد کر دیا گیا اور ان پر آنے والے عذابوں کی وجہ سے تباہ حال بستیوں کے کھنڈرات بعد میں آنے والی اقوام کے لئے درسِ عبرت بن گئے۔

مگر جب کوئی قوم سرکشی میں حد سے زیادہ گزر جاتی ہے تو وہ ان تباہ حال بستیوں سے بھی عبرت نہیں پکڑتی اور آخرت میں عذابِ الٰہی اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

کفار جن کی پوجا کرتے ہیں وہ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ یونس آیت ۱۸)

"یہ لوگ (کفار و مشرکین) اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں" اے محمد ﷺ! ان سے کہو کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔"

مشرکین مکہ نہ صرف بتوں کی پوجا کرتے تھے بلکہ دیگر کفار و مشرکین کی طرح ان سے اپنی حاجتیں پوری کرنے کی منتیں اور دعائیں بھی مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا یہ عقیدہ بھی سراسر غلط ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے سفارشی ہیں حالانکہ یہ جھوٹے اور من گھڑت دیوی دیوتا (خدا) لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے پر بھی قادر نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ہر قسم کے شرک سے بالاتر ہے۔

زمین و آسمان کا خالق ایک ہی ہے

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ (سورۃ الزخرف آیت ۸۴)

"وہی (اللہ) ایک الٰہ آسمان میں بھی ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے اور وہی حکیم وعلیم ہے۔"

یعنی تمام آسمانوں، سیاروں، ستاروں اور کائنات کی تمام مخلوقات کا الٰہ ایک ہی ہے اور وہ کائنات میں رونما ہونے والی ہر بات سے باخبر ہے۔ وہ تمام کائنات کا واحد مالک ہے اور پالنے والا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ اس کے ان گنت احسانات کو یاد رکھیں اور اس کا شکر ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ رازق ہے اور اس کے ان گنت احسانات ہیں

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ○ (سورۃ فاطر آیت ۳)

"لوگو! اللہ تعالیٰ کے تم پر جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو، کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے؟ جو تمہیں آسمانوں و زمین سے رزق دیتا ہو۔ کوئی اس کے علاوہ لائق عبادت نہیں ہے۔ آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔"

اگر تمام دنیا کے لوگ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو گننے پر آئیں تو ان گنت احسانات ہیں جن کے متعلق نہ سوچنا انسان کی بہت بڑی غفلت اور احسان فراموشی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین مخلوق بنایا اور اس کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی وہ چاہتا تو کوئی اور مخلوق بنا دیتا یا سرے سے پیدا ہی نہ فرماتا۔ وہ انسان کو عدم

سے وجود میں لایا اور پیدائش سے پہلے انسان کو علم تک نہ تھا، اللہ نے انسان کو اپنی مرضی سے پیدا فرمایا۔

اس کے لئے تمام کائنات بنائی اور اس کو علم عطا فرمایا، اس کو زندہ رکھنے کے لئے سامان پیدا فرمائے، اس کے رزق کا بندوبست فرمایا، اس کے لئے انواع واقسام کے میوہ جات پیدا فرمائے، کھیتوں کو سیراب کرنے انسان کو پینے کے لئے ٹھنڈا میٹھا پانی مہیا کرنے کے لئے وہ بارشیں برساتا ہے اور وہ باران رحمت برسا کر ہر قسم کے نباتات پیدا فرماتا ہے، وہ باران رحمت کو بارانِ زحمت بنانے پر بھی قادر ہے، وہ چاہے تو ہواؤں اور بارشوں کو عذاب الٰہی میں بھی بدل سکتا ہے اور کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے۔ وہ دن رات اور موسموں کو پیدا فرماتا ہے، اس نے دن کو کام اور رات کو آرام کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ وہ تمام نعمتیں انسانوں کو مفت دیتا ہے اور ہر جاندار کا رزق اسی کے ذمے ہے۔

وہ جو چاہے کر سکتا ہے

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِلَیْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِیْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص آیت ۷۲)

''ان سے پوچھو، کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک کے لئے تم پر (مسلسل) دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرسکو؟ کیا تم کو سوجھتا نہیں۔؟''

وہ انسان کا بھلا چاہتا ہے اور سمجھاتا ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۴۶)

''اے محمد ﷺ! ان سے کہو کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ تمہاری بینائی اور سماعت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا اور کون ہے جو تمہیں یہ قوتیں واپس دلا سکتا ہو؟ دیکھو کس طرح ہم بار بار اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ کس طرح ان سے نظر چرا جاتے ہیں۔؟''

بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام کرنے پر قادر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی نشانیوں کا ذکر مثالیں دے دے کر فرماتا ہے۔

دُنیا بھر کے انسان اگر اس بات پر غور کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کیوں صراط مستقیم دکھاتا ہے؟ اور اس مقصد کے لئے اس نے ہر قوم میں نبی علیہم السلام بھی بھیجے ہیں تو ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کا بھلا چاہتا ہے اور وہ بھلا برا راستہ بتا کر اچھائی اور برائی کے اچھے اور برے اثرات اور نتائج سے لوگوں کو آگاہ فرماتا ہے۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ انسان کے سامنے اس لئے رکھتا ہے کہ اس نے ہر شخص کو ارادے کی آزادی دے کر آزمائش کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ اب یہ ہر شخص کا انفرادی فیصلہ ہے کہ وہ چاہے تو اعمال صالح کر کے اور انبیاء علیہم السلام کے بتائے ہوئے سچے راستے پر چل کر احکامات الٰہی پر عمل کر کے جنت کا حقدار بن جائے یا برے اعمال

کر کے یا کفر و شرک پر عمل کرتے ہوئے دوزخ میں چلا جائے۔ یہاں ایک اہم ترین نکتہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دے تو پھر وہ لوگ کبھی بھی راہ راست نہیں پا سکتے۔ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے جو اپنے ارادے کی آزادی کا غلط استعمال کرتے ہوئے بدترین اعمال کرتے چلے جاتے ہیں اور کفر و شرک کو کسی طور پر بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کیونکہ دلوں کا حال بخوبی جانتا ہے اور اس کو علم ہے کہ یہ شخص اب کبھی اپنی اصلاح کی طرف نہیں آئے گا، اللہ ایسے شخص کے دل پر مہر کر دیتا ہے جو مرنے تک کبھی صراط مستقیم اختیار نہیں کرتا اور چونکہ وہ توبہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اللہ اس کو توبہ کی بھی توفیق نہیں بخشتا اور ایسا شخص جہنمی ہوتا ہے۔

اللہ ہی لائق عبادت ہے

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ز وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (سورۃ القصص آیت ۷۰)

"وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں، اسی کے لئے حمد ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، فرمانروائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔"

تمام تعریفیں اور عبادات دنیا اور آخرت میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام کائنات میں اسی کی فرمانروائی ہے اور ہر شخص نے مرنے کے بعد اسی کی جانب پلٹ کر جانا ہے۔

مشرکین جن کی عبادت کرتے ہیں وہ ذرہ برابر کے مالک نہیں ہیں

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ (سورۃ سبا آیت ۲۲،۲۳)

"(اے نبی ﷺ! ان مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں۔ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار بھی نہیں ہے اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہو سکتی۔ بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو، حتیٰ کہ جب (قیامت کے روز) لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوگی تو وہ (سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمہارے رب نے کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے کہ ٹھیک جواب ملا ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے۔"

کفار و مشرکین اللہ کے علاوہ جن خود ساختہ دیوتاؤں (خداؤں) کی عبادت کرتے ہیں ان کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ آسمان و زمین کی کسی چیز کے نہ مالک ہیں نہ اللہ کی خدائی میں اس کے شریک ہیں نہ وہ اللہ کے کسی بھی معاملہ میں مددگار ہیں اور ان کی سفارش بھی نفع بخش نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی نیک شخص کو خاص طور پر سفارش

کی اجازت دے دے تو الگ بات ہے۔علاوہ ازیں تمام مسلمان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور ﷺ قیامت والے روز گنہگار مسلمانوں کی سفارش کریں گے۔

اللہ نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُكَوِّرُ الَّیْلَ عَلَى النَّهَارِ وَیُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ یَخْلُقُكُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر آیت ۵،۶)

''اس نے (اللہ نے) آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔ وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔ جان رکھو، وہ زبردست ہے اور درگزر کرنے والا ہے، اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر وہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں، پھر تم کدھر سے پھرائے جاتے ہو۔؟''

اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی اور اسی کے حکم سے زمین، چاند اور سورج اپنے اپنے مدار میں اپنے محور کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور چل بھی رہے ہیں۔ اسی کے حکم سے رات دن پیدا ہوتے ہیں اور کروڑوں میلوں کی مسافت پر محو گردش ہونے کے باوجود اور ان میں عمل تجاذب ہونے کے باوجود کنٹرول کیا ہوا ہے اور حسابی قاعدہ سے ان کی گردش کا یہ عالم ہے کہ ایک سیکنڈ کا بھی فرق رونما نہیں ہوتا۔ ذرا تصور کیجئے کہ تخلیق کائنات کے عمل کو نہ جانے کتنے کھرب سال گزر چکے ہیں۔ اگر چاند سورج کی گردش میں ایک سیکنڈ کا بھی فرق رونما ہو جاتا تو فرق ہزاروں سالوں پر محیط ہو جاتا اور ان کے درمیان جو میزان ہے وہ بگڑ جاتا مگر قدرت نے جو وقت گردش مقرر کر رکھا ہے۔ اس کی پابندی ہو رہی ہے۔ چاند کی منزلیں ہمیں گھٹتی بڑھتی نظر آتی ہیں اور وہ جب سے بنا ہے زمین کے ارد گرد محو گردش ہے اور زمین والوں کے لئے پیمانہ زمانہ بھی دے رہا ہے۔ نہ چاند زمین کو چھو سکتا ہے نہ سورج چاند کو اور یہی حال اربوں کھربوں میلوں کی مسافت پر موجود ستاروں اور سیاروں کا ہے۔ جس راز کو مفکرین، فلسفی اور سائنسدان ہزاروں برس کی ایجادات، دریافتوں اور غور و فکر سے پاتے ہیں وہ راز اللہ تعالیٰ نے چودہ سو برس قبل اپنے پاک حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بتا دیا۔ سائنسدان نصف صدی پیشتر تک کہتے تھے کہ سورج کی صرف محوری گردش ہے یعنی وہ ایک ہی مقام پر لٹو کی مانند محو گردش ہے۔ مگر اللہ نے قرآن مجید میں ذکر فرما دیا کہ سورج بھی اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ یعنی اپنے محور کے علاوہ مدار پر بھی چل رہا ہے۔ آج سائنسدان بھی مانتے ہیں کہ واقعی سورج دودھیا کہکشاں (Milky Ways) کے مرکز میں گھومتے ہوئے ایک ہزار سال میں اپنی مداری گردش بھی مکمل کرتا ہے۔

اس حقیقت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہامی کتاب ہے جو کائنات کے متعلق بھی انسان کی صحیح راہنمائی کرتی ہے۔ یہ اسلام کی حقانیت اور مبنی برحق دین کی بھی ایک دلیل ہے۔

اسی اللہ واحدہ لاشریک لہ نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو اکیلا تخلیق فرمایا پھر ان کی زوجہ کو انہی میں سے تخلیق فرمایا۔ پھر اس نے عورت اور مرد کے جوڑے بنا کر نسل انسانی کو چلایا اور عورت ہی کے بطن سے لڑکا بھی پیدا فرمایا اور لڑکی بھی۔ یعنی دنیا میں انسانی جوڑے اسی انداز سے پیدا فرمائے۔ وہی اللہ ہے جس نے مویشیوں کے بھی نر اور مادہ بنائے جن سے انسان استفادہ کرتا ہے اور قدرت نے حیرت انگیز طور پر عورتوں اور مردوں کو اس طرح پیدا فرمایا کہ مشابہت کے لحاظ سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور آسانی سے پہچانے جاتے ہیں۔ اربوں انسان ہیں مگر مشابہت، رنگ، نسل اور قد کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ سو برس قبل انسان کو بتایا کہ ماں کے پیٹ میں تین تین تاریک پردوں میں ہر بچہ کو دوسرے بچے سے مختلف خدوخال کی صورت میں پیدا فرماتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب جدید طبی آلات و سہولیات بھی موجود نہ تھیں۔ میڈیکل سائنس بھی مانتی ہے کہ حقیقت وہی ہے جو قرآن مجید بتاتا ہے۔ یہ تمام اہم تخلیقات فرمانے والا، اللہ ہی پالنے والا اور ہر شے کا مالک ہے۔ اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تمام کائنات اسی کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ اللہ کفار سے فرماتا ہے کہ جب یہ تمام حقائق اپنی جگہ موجود ہیں پھر کون سی چیز تمہیں گمراہ کئے ہوئے ہے اور صراط مستقیم اختیار نہیں کرنے دیتی۔

باغات اور کھیتوں کو اگانا انسان کے بس میں نہیں ہے

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝

(سورۃ النمل آیت ۶۰)

"بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں) شریک ہے؟ (نہیں) بلکہ یہی لوگ راہ راست سے ہٹ کر چلے جارہے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ انسان کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور اپنی شان اور قدرتوں سے آگاہ فرماتا ہے۔ ہر شخص غور کرے تو اس کو ماننا پڑے گا کہ انسان درختوں اور پودوں کو اگانے پر قادر نہیں ہے اور کھیتوں کے ذریعے انسان کو اللہ ہی رزق دیتا ہے اور اسی کے حکم سے فصلیں پکتی ہیں۔ ان کاموں میں اللہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مگر گمراہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ حقائق سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

خلق کی ابتدا اور اس کا اعادہ اللہ کرتا ہے

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورۃ النمل آیت ۶۴)

''اور وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے اور کون تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ کہو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔''

یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ وہ خلق کی ابتدا کرتا اور کسی بھی چیز کو بار بار پیدا فرماتا ہے وہی رازق ہے اور واحد ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر میرے علاوہ بھی کوئی دوسرا خدا ہے تو دلیل دے کر ثابت کرو کہ کس طرح ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اکیلا ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ کافروں اور مشرکوں نے اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے جھوٹے دیوی دیوتا یا خدا بنائے ہوئے ہیں جن کا کوئی وجود نہیں بلکہ وہ سب فرضی ہیں۔

جھوٹے معبود نہ مار سکتے ہیں نہ زندہ کر سکتے ہیں

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ (سورۃ الفرقان آیت ۳)

''لوگوں نے اسے (اللہ کو) چھوڑ کر ایسے معبود بنا لئے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ جو خود اپنے لئے بھی کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے جو نہ مار سکتے ہیں نہ زندہ کر سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔''

زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی اس پر قادر نہیں ہے مگر کفار و مشرکین کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے ایسے معبود بنائے ہوئے ہیں جو کسی کو کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے، وہ نہ کسی کو پیدا کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کو زندگی اور موت پر بھی اختیار نہیں ہے۔

اللہ ہی نے انسان کو پیدا فرمایا مگر وہ جھگڑالو مخلوق بن گیا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ (سورۃ النحل آیت ۳ تا ۵)

''اس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا فرمایا وہ بہت بالا و برتر ہے، اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں اس نے انسان کو ایک ذرا سی بوند (نطفہ) سے پیدا کیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک جھگڑالو مخلوق بن گیا، اس نے جانور پیدا کئے جس میں تمہارے لئے خوراک بھی ہے اور پوشاک بھی اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے آسمان اور زمین کو برحق پیدا فرمایا اس کا کوئی شریک نہیں ہے مگر کفار و مشرکین شرک کرتے ہیں۔ اس نے انسان کو اس کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے اس کو ذرا سی بوند سے پیدا فرمایا مگر بڑا ہو کر وہ سرکشی اختیار کرنے لگتا ہے اور جھگڑنے لگتا ہے جو اس کو زیب نہیں دیتا جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اپنے خالق اللہ تعالیٰ کا مطیع فرمان بنتا اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرتا۔ خالق کی حیثیت سے اللہ نے اس کے لئے جانور بھی پیدا فرمائے جن سے وہ خوراک اور پوشاک حاصل کرتا ہے۔ یعنی ان کی کھالوں سے وہ کوٹ اور دیگر پوشاکیں بناتا ہے اور کئی دیگر فوائد حاصل کرتا ہے۔ مگر وہ احسان مند ہونے کی بجائے احسان فراموشی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے بھی باخبر ہے

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (سورۃ الملک آیت ۱۳،۱۴)

''تم خواہ چپکے سے بات کرو خواہ زور سے (اس کے لئے یکساں ہے) وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے۔ کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے۔ حالانکہ وہ باریک بین ہے اور باخبر ہے۔''

اکثر انسان یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کو ان کے حالات کا علم نہیں ہے۔ اسی لئے وہ اپنی حاجتوں کے معاملہ میں کفر وشرک کرنے لگتے ہیں اور جھوٹے معبود بنا لیتے ہیں یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ ان سے بہت دور آسمانوں پر ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے لئے یکساں ہے کہ کوئی اس سے آہستہ دعا کرے یا زور سے اونچی آواز میں اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ انسان کے دل تک کے حالات سے واقف ہے وہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ انسان کے دل میں کس قسم کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان یہ حقیقت کیوں بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا خالق ہے۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خالق اپنی مخلوق کے حالات سے بے خبر ہو جبکہ اللہ تعالیٰ چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی جانتا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے، کوئی شے اور عمل اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر انسان ان حقائق کو پیشِ نظر رکھے تو کبھی گمراہی اختیار نہ کرے۔

❁❁❁

ابراہیم علیہ السلام کے دین پر عمل کرنے والے کامیاب ہیں

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○ (سورۃ النساء آیت ۱۲۵)

''اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی (دین) ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے (دین) کی پیروی کی، اس ابراہیم علیہ السلام کے طریقے (دین کی) جسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔''

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا بہتر مقام ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیش کردہ دین اسلام کے اصولوں پر عمل کیا اور الہامی تعلیمات پر عمل کیا اور اپنا رویہ درست رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنالیا تھا۔

اہل کتاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جدِ انبیاء سمجھتے ہیں اور ان کے پیش کردہ دین اسلام کو برحق جانتے ہیں، یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست صابئین حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی برحق ماننے والے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل میں سے مبعوث ہونے والے انبیاء کو بھی نبی مانتے ہیں اور ان پر نازل ہونے والی کتب اور صحائف آسمانی کو برحق تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلم امہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل اولاد میں سے مبعوث ہونے والے انبیاء علیہم السلام یعنی حضرت

اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام سے نبی کریم ﷺ تک تمام انبیاء پر ایمان رکھتی ہے اگر کوئی مسلمان کسی ایک ۔ نبی برحق کا بھی انکار کر دے تو وہ مسلمان نہیں رہے گا۔ دراصل جن انبیاء علیہم السلام پر توریت، زبور، انجیل الہامی کتب نازل ہوئی تھیں وہ قرآن مجید کی طرح مقدس کتابیں تھیں اور قابل اتباع تھیں۔ اللہ تعالیٰ یا اس کے کسی نبی نے کسی شخص کو یا روحانی پیشوا کو قطعاً یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ ان کتابوں کی الہامی تعلیمات میں تحاریف کریں۔ یہ عمل بذات خود گناہ عظیم ہے کیونکہ الہامی تعلیمات پر عمل کرنے والی اقوام کی آنے والی نسلیں الہامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ تحاریف شدہ تعلیمات کو بھی دین کا حصہ سمجھ کر عملدرآمد کرتی رہتی ہیں۔ جبکہ وہ غیر محسوس طور پر الہامی تعلیمات کی بجائے تحریف شدہ انسانی تعلیمات پر عمل کر رہی ہوتی ہیں جن کا اصل دینی تعلیمات (اسلام) سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ قرآن، توریت، زبور اور انجیل آسمانی کتابیں ہیں آج اگر آپ قرآنی تعلیمات اور توریت، زبور، انجیل کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو قرآنی تعلیمات اور ان کتابوں کی تعلیمات میں آپ کو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ قرآن مجید کے علاوہ ان دیگر کتابوں کی متضاد تعلیمات ہی سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ ان کتابوں کی الہامی کتب کی تعلیمات میں مماثلت ہونی چاہئے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیمات کے اختلاف کی وجہ سے آج عیسائیت، یہودیت اور اسلام الگ الگ ادیان نظر آتے ہیں جبکہ دین حنیف (ابراہیم علیہ السلام کے پیش کردہ دین اسلام کو) یہ تمام اقوام تسلیم کرنے کی دعویدار ہیں حالانکہ عملاً سوائے مسلمانوں کے دورِ جدید میں ان میں سے کوئی قوم بھی دین حنیف پر قائم نظر نہیں آتی۔ علاوہ ازیں ان کے بنیادی توحیدی عقائد میں بھی کافی فرق ہے۔

یہودی دو خداؤں پر ایمان رکھتے ہیں ایک اللہ اور دوسرا انہوں نے اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا ہوا ہے۔

اسی طرح نصرانی تین خداؤں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک اللہ اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا (نعوذ باللہ) بیٹا اور مریم سلام اللہ کو بھی خدائی درجہ دیا ہوا ہے اور عقیدہ تثلیث اپنایا ہوا ہے۔

ان دونوں قوموں نے شرکیہ عقائد اختیار کیے ہوئے ہیں جن کی اجازت اللہ اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں دی بلکہ ہر نبی کو تو شرکیہ تعلیمات ختم کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا تھا۔

صرف مسلمان ہی وہ قوم ہے جس کا عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہی تعلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضور نبی کریم ﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوموں کو دی تھی۔ تمام انبیاء علیہم السلام اچھی طرح جانتے تھے کہ شیطان نے مختلف ہتھکنڈے اختیار کر کے قوموں کو عقیدہ توحید سے ہٹا کر شرک کی جانب لے جانے کی کوشش کرتا ہے اور قوموں کو ہر دور میں ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صحائف آسمانی میں پیغمبر آخر الزماں حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور اور ان پر ایمان لانے کی تلقین اپنی اپنی قوموں کو ان کے انبیاء علیہم السلام نے کی تھی اور حضور ﷺ کے بعد راہِ ہدایت دینے کی ذمہ داری حضور ﷺ کی امت کو دی جانے والی تھی۔

اسلام کے اصل تقاضے

1) اسلام اس دین کا نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے پسند فرمایا اور اسی دین کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ نے اولادِ آدم کے سامنے پیش کیا۔

2) تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے تھے اور معصوم تھے اور اللہ نے ان کو شیطان راندہ درگاہ کے ہر وار سے محفوظ رکھا تھا اور ان کی پاکیزہ اور تقویٰ کی حامل زندگی اور تعلیمات بنی نوع انسان کے لئے قابل اتباع تھی۔

3) پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خصوصیات:

i) ان کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخرالزماں ہونے کا اعزاز بخشا۔

ii) انہوں نے اصل دین اسلام اقوام عالم کے سامنے پیش فرمایا جو تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی قوم کے سامنے پیش کیا تھا مگر بعد میں ان قوموں نے تعلیمات میں تحریف کر کے الگ الگ مذہب بنا لئے اور ان کے الگ الگ نام رکھ لئے۔ ان تمام ادیان کی آمیزش شدہ تعلیمات کی جگہ صحیح اسلامی تعلیمات اقوام عالم کے سامنے پیش کر کے تمام انبیاء علیہم السلام کے مشن کے مطابق اسلام کی تکمیل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ قیامت تک دیگر الہامی کتابوں کی طرح دنیا کی آخری کتاب میں انسانی ذہن تحریف نہ کرسکیں گے بلکہ یہ کتاب قیامت تک اصل الہامی تعلیمات کی شکل میں برقرار رہے گی۔ قرآن مجید کے نزول سے پہلے اہل کتاب اور دیگر اقوام کی مجبوری تھی کہ وہ ان تحریف

شدہ سابقہ الہامی تعلیمات پر عمل کرتی رہیں مگر جب اصل الہامی کتاب قرآن مجید اپنی اصل الہامی تعلیمات کی صورت میں محفوظ طور پر تمام بنی نوع انسان کے سامنے آگئی تو ان اقوام کی مجبوری کا جواز ختم ہو گیا۔ اب اگر یہ اقوام قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتیں اور تحریف شدہ الہامی کتابوں کی تعلیمات سے چمٹی رہتی ہیں تو اللہ کے حضور ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ اگر اسلام کے سوا دیگر مذاہب کو اولاد آدم برقرار رکھتی ہے اور کفر وشرک کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتی ہے تو اللہ تعالیٰ خود ان سے حساب لے لے گا۔

iii) حضور نبی کریم ﷺ پیغمبر آخرالزماں ہیں اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ صرف عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور یہود ونصاریٰ سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے جو دین پیش کیا تھا وہ اسلام تھا اور دین اسلام کے پیروکاروں کو وہ حق پر سمجھیں گے۔

iv) قرآنِ مجید قیامت تک انہی الہامی تعلیمات کا حامل رہے گا جو چودہ سو سال قبل حضور ﷺ پر نازل ہوئی تھیں اور حفاظِ قرآن بھی ہر دور میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں دنیا میں موجود رہیں گے تاکہ قرآن مجید کے خلاف غیر مسلم سازشی عناصر کے مذموم مقاصد کبھی کامیاب نہ ہو سکیں۔

v) ہر دور کے مسلمانوں پر لازم رہے گا کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام پر بھی ایمان رکھیں گے۔

vi) قرآنِ مجید خالص اللہ کا کلام رہے گا اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہ ہوگی۔

vii) حضور ﷺ کی رسالت کسی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ عالمگیر سطح تک تمام اقوام کے لئے ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

''لوگو! محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳)

''اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ!) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم نے ابراہیم، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار گزری ہے جس کی طرف (اے محمد ﷺ!) تم انہیں دعوت دے رہے ہو، اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اس کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔''

viii) نبی کے کئی فرائض میں سے یہ فرائض بھی ہوتے ہیں کہ وہ احکاماتِ الٰہی

لوگوں کو پہنچائے اور اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان وہ تعلق قائم کرے جو بندہ اور اللہ کے درمیان حقیقی طور پر خالق اور بندہ کا تعلق ہے۔ وہ عبادات، اخلاقیات اور منشائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ وہ انسانوں کو ہر شعبہ ہائے زندگی کے متعلق رہنمائی کرتا ہے اور دین کو ضابطہ حیات کے طور پر پیش کرتا ہے اور خود بھی عمل کر کے بتاتا ہے۔

ix) نبی کی زندگی انسانی زندگی کے لئے مشعل راہ ہوتی ہے۔ اسی لئے اسلام کو دین کہا جاتا ہے۔

x) دین عبادات کے ساتھ ساتھ ہر شعبہ ہائے زندگی میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے جبکہ مذہب صرف عبادات تک محدود کر لیا جاتا ہے۔ دین صرف اسلام ہے جبکہ عیسائیت، یہودیت، ہندوازم، پارسی، صابئین (ستارہ پرست) مذاہب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر شعبہ زندگی میں انسان کے لئے ہدایت موجود نہیں ہے۔

xi) اسلام عبادات، اخلاقیات، معاشیات، مالیات، معاشرت، سیاسیات، نظام عدل، بین الاقوامی تعلقات غرض کہ تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ان تمام شعبوں میں اقوام عالم (تمام بنی نوع انسان) کی رہنمائی فرمائی ہے اور انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کے استحصال کا خاتمہ فرما دیا ہے۔

عالمگیر دعوت

الف: قرآن مجید تمام دنیا کے انسانوں کی رہنمائی کے لئے آسمان سے حضرت جبرئیل امین کے ذریعے نازل کیا گیا ہے۔ اسی لئے "یَـآ اَیُّھَـا النَّـاسُ" "اے انسانو!" کہہ کر پروردگار عالم نے دنیا بھر کے انسانوں کو مخاطب کیا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو یا بنی آدم "اے اولادِ آدم" کہہ کر دعوتِ اسلام دی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عالمگیر سطح پر دعوتِ اسلام دی ہے اور یہی فرض آج تبلیغی جماعتیں دنیا بھر میں سرانجام دے رہی ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں اللہ نے مسلمانوں کو "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" "اے ایمان لانے والو کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔

ب: مسلمانوں کے عقائد ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں وہ مخلوق کو حاصل نہیں ہیں۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ اکیلا نہ صرف تمام کائنات کا مالک ہے بلکہ وہی اس کو چلا رہا ہے۔ اسی طرح وہ تمام مخلوقات کا رب ہے۔ تمام کائنات میں اس کی حاکمیت ہے اور وہی ہر جاندار کا رازق ہے۔ اسی کے ہاتھ میں ہر جاندار کی زندگی اور موت ہے اور وہی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ تمام غیب کے خزانوں کا مالک ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی عدل و انصاف نہیں کر سکتا۔ وہ انسانوں کے درمیان فیصلے کر کے جزا و سزا دے گا۔ تمام کائنات کی مخلوقات اور ذرے ذرے کو وہ دیکھ رہا ہے وہ تو انسانوں کے دلوں کی دھڑکن

تک سے واقف ہے اور ابھرنے والے وسوسوں تک کو جانتا ہے اور مخلوقات کا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے کسی بھی جاندار کو اپنی موت اور زندگی پر اختیار حاصل نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ خبر ہے کہ وہ کتنا عرصہ زندہ رہے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

ج: اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک پیغمبر ﷺ کے ذریعے انسانوں کو ضابطہ حیات دیا ہے اس کا ایک ذریعہ قرآن مجید اور دوسرا ذریعہ احادیث مبارکہ ہیں۔

د: ہر پیغمبر، رسول اور نبی نے وہی پیغام اپنی اپنی قوم کو دیا تھا جو پیغام اللہ تعالیٰ نے اس کو وحی یا الہام کے ذریعے دیا تھا اور کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدلنے یا تحریف کرنے کی اجازت نہیں اور نہ وہ الہامی الفاظ میں اضافہ یا ترمیم کا مجاز ہے بلکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی عمل نے عقیدہ وحدانیت کی حامل اقوام کے دینی عقائد مسخ کر دیئے اور وہ کفر و شرک میں مبتلا ہو گئیں۔

ر: اسلام میں رسول ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ قرآنی تعلیمات اور احادیث مبارکہ کی تعلیمات پر عمل کر کے اطاعت رسول کی جا سکتی ہے۔ جو قومیں تحریف شدہ تعلیمات پر عمل کرتی ہیں وہ دراصل اپنے نبی کی تعلیمات کی بجائے تحریف کرنے والے انسانوں کے پیروکار بن جاتے ہیں اور ان کا اللہ اور اس کے نبی علیہ السلام کی تعلیمات سے تعلق نہیں رہتا اور اس طرح شیطان ان کو صراط مستقیم سے بھٹکا دیتا ہے۔

❁❁❁

قرآنِ مجید روشنی دکھاتا ہے

قرآنِ مجید بھٹکے ہوئے انسانوں کو جہالت اور گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر روشن صراطِ مستقیم پر لاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۝ (سورۃ حدید آیت ۹)

"وہی اللہ ہے جو اپنے بندہ پر واضح آیات نازل کرتا ہے تا کہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور بے شک اللہ تم پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔"

اسلام قبول نہ کرنے والی اقوام کی تباہی

وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ۛۚ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۛ۫ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا۝ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (سورۃ الطلاق آیت ۸ تا ۱۱)

"کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت محاسبہ کیا اور ان کو بری طرح سزا دی انہوں نے اپنے کیے کا مزہ چکھ لیا اور ان کا انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ اللہ نے (آخرت میں) ان کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ پس اللہ سے ڈرو

اے صاحب عقل لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ نے تمہاری طرف ایک نصیحت
نازل کر دی ہے اور ایسا رسول، جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی
آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو
تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔"

آج بھی سرکش کفر و شرک میں مبتلا اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت حق قبول نہ کرنے والی اقوام کا حشر کو ان کی بستیوں کے تباہ حال کھنڈرات کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دنیا کے تمام براعظموں میں (انٹارکٹیکا کو چھوڑ کر) عذاب الٰہی کی شکار قدیم بستیوں کے کھنڈرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ بنی نوع انسان کے لئے یہ صورت حال مقام عبرت تھی۔ مگر ہم نے عبرت حاصل کرنے کی بجائے وہاں سے برآمد ہونے والے برتنوں، زیوروں اور دیگر اشیاء کو نوادرات میں شمار کرتے ہوئے اپنے ڈرائنگ روموں کی زینت بنایا ہوا ہے۔ لوگ فرعون کی لاش دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے اور نہ اپنی اصلاح کر کے آخرت کی فکر کرتے ہیں۔ حالانکہ جن گناہوں اور سرکشیوں کی پاداش میں ان قدیم اقوام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا وہ تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ آج بھی اقوام عالم میں موجود ہیں۔ اللہ انسان کو مہلت عمل دیتا ہے مگر انسانوں کی اکثریت کو شیطان نے گمراہی کی پٹی باندھی ہوئی ہے اور خود کو مہذب اقوام کہلوانے والے مادر پدر آزاد زندگی گزار رہے ہیں اور خوفناک گناہوں میں مست نظر آتے ہیں۔ وہ خود کو کسی بھی اصول اور ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو اس قوم کی مہلت عمل ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب عقل لوگوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں اور نیک عمل کریں۔ تمام بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ ان کی رہنمائی کے لئے آخری الہامی کتاب قرآنِ مجید من وعن اسی حالت میں موجود ہے جس حالت میں نازل ہوئی تھی۔ یہ کتاب سابقہ نازل ہونے والی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے گمراہوں کے لئے تاریکی اور ہدایت قبول کرنے والوں کے لئے بینا، آنکھوں والا یا روشن کا لفظ استعمال کیا ہے۔ دراصل ہر انسان کو چاہئے کہ وہ جہالت کی تاریکیوں سے باہر نکل کر روشنی یعنی صراط مستقیم اختیار کرے۔ کیونکہ اسی میں راہ نجات مضمر ہے۔ قوم عاد، ثمود، صالح علیہ السلام کی قوم، موہنجو ڈرو، ہڑپہ، ٹیکسلا، انورادھاپورہ کے کھنڈرات دنیا بھر کو درس عبرت دے رہے ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یونس آیت ۱۳، ۱۴)

''لوگو! تم سے پہلے کی قوموں کو (جو اپنے اپنے زمانہ میں برسرِ عروج تھیں) ہم نے ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی اور ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور انہوں نے ایمان لا کر ہی نہ دیا۔ اس طرح ہم مجرموں کو ان کے جرائم کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اب ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کی جگہ دی ہے تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔؟''

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج آیت ۴۵، ۴۶)

"کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں۔ کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

وَتِلْكَ الْقُرَىٰٓ أَهْلَكْنَٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا۟ وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ۝ (سورۃ الکہف آیت ۵۹)

"یہ عذاب رسیدہ بستیاں تمہارے سامنے ہیں انہوں نے جب ظلم کیا (شرک کیا) تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لئے ہم نے وقت مقرر کر رکھا تھا۔"

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا۟ لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا۟ مِن دُونِهِۦ مَوْئِلًا ۝ (سورۃ الکہف آیت ۵۸)

"تیرا رب بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے وہ ان کے کرتوتوں پر انہیں پکڑنا چاہتا تو جلد ہی عذاب بھیج دیتا مگر ان کے لئے وعدہ کا ایک وقت مقرر ہے اور اس سے بچ کر بھاگ نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔"

ہندومت

آج تک ہندومت کی تعریف کا تعین نہیں کیا جا سکا بلکہ خود ہندو اسکالرز اور رہنماؤں کے نزدیک بھی ہندومت کی تعریف (Defination) ناممکن ہے۔ مذہبی طور پر بھی اس قدر اختلاف ہے کہ ایک ہندو دوسرے سے مختلف ہے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کی کورٹ کونسل اور ممبر سینٹ مسٹر گونداس نے اپنی کتاب ہندوازم میں لکھا ہے کہ:

"اگرچہ سب سے پہلے اس امر کا تعین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ ہندومت کسے کہتے ہیں اور اس کا مآخذ کیا ہے؟ لیکن جنہوں نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا جواب کس قدر مایوس کن ہے۔ ہندو دھرم کی کوئی تعریف ممکن نہیں ہے اس لئے کہ اس کی حدود ہی متعین نہیں ہیں۔ یہ بات دراصل علم الانسان سے متعلق تھی جسے بدقسمتی سے مذہب کا نام دے دیا گیا ہے۔ ویدوں سے شروع ہو کر اور چند ایک قبائل کے رسم و رواج کو اپنی آغوش میں لے کر آگے بڑھا اور ایک برف کے گولے کی طرح مختلف زمانوں میں لڑھکتے لڑھکتے اپنے حجم میں بڑھتا گیا اور جس جس قوم اور قبیلے سے یہ متمسک ہوا اس کے تخیلات کو اپنے اندر جذب کرتا گیا۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری ہے۔ یہ مذہب محیط کل، ہمہ گیر، ہر ایک کو اپنے

اندر جذب کر لینے والا، سب کچھ برداشت کر لینے والا، ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ مطمئن کرنے والا اور ہر ایک کے ارشاد کی تعمیل کرنے والا واقع ہوا ہے۔''

(ہندوازم ص ۴۵)

ہندوستان کے دیگر مذاہب، شومت، وشنومت، جین مت، بدھ مت بھی ہندومت میں یکجا ہو گئے۔ ہندومت شرک و کفر کی بھرمار ہے۔ حیوان پرستی، شہوت پرستی، خدا سے انکار اور کہیں کہیں وحدانیت کی جھلک بھی موجود ہے۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ کسی دور میں وحدانیت پر عمل ہوتا رہا اور دیگر مذاہب میں وقت گزرنے کے بعد بگاڑ کی طرح اس مذہب میں اس قدر بگاڑ آیا کہ مکمل طور پر غیر اللہ کی پوجا اس مذہب کی پہچان بن گئی۔ غرض یہ کہ ہندومت جس کیفیت میں موجود ہے وہ متضاد اور مخالف مسالک کا مجموعہ ہے۔

ویدوں کے متضاد احکامات

ہندوؤں کے نزدیک مقدس مقام رکھنے والے ویدوں کی تعلیمات کا جائزہ لیں تو ان میں ایک دوسرے سے متضاد تعلیمات آپ کو نظر آئیں گی جس سے اس مذہب کی اصلیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ آپ سمرتی کے احکامات لے لیں کوئی رشی ایسا نہیں جس کی تعلیم دوسرے رشی کے مخالف نہ ہوں۔ ملاحظہ ہو:

''مہابھارت میں ویدوں کے احکام ایک دوسرے سے متضاد ہیں اسی طرح سمرتی کے احکام بھی ہیں، کوئی رشی ایسا نہیں جس کی تعلیمات دوسرے رشی کے مخالف نہ ہوں۔'' (ہندوازم ص ۶۲)

آج ہندوازم دنیا میں جس حالت میں ہے اور اصنام پرستی، مظاہرات قدرت پرستی، ارواح پرستی، اشجار پرستی، جانور پرستی، پرند پرستی غرض یہ کہ ان گنت دیوتاؤں پر ایمان رکھنے کے عقائد کا حامل ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں کے مطابق ہندوؤں کے 23 کروڑ دیوتا ہیں۔ یہ مختلف قومیتوں کا مجموعہ ہے اور ہندو اپنے مذہبی اصولوں، افکار اور فلسفوں کی وجہ سے دنیا بھر کے دیگر مذاہب سے یکسر مختلف ہیں۔ ان کے فلسفے بھی فرضی ہیں۔ مثلاً: زمین کو گائے یا بیل نے سینگ پر اٹھایا ہوا ہے اور جب گائے یا بیل سینگ بدلتے ہیں تو زلزلے آتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین تو گیند کے گولے کی مانند یا نارنگی کی مانند اپنے مدار اور محور پر محو گردش ہے تو گائے یا بیل کہاں کھڑے ہیں اور کیا وہ بھی زمین کے ساتھ محو گردش ہیں؟ اور وہ کہاں کھڑے ہیں۔؟

سائنس کے دورِ جدید میں ہر پڑھا لکھا ہندو جانتا ہے کہ زمین کو کسی گائے یا بیل نے سینگوں پر نہیں اٹھایا ہوا ہے۔ دراصل ہندوازم غیر منطقی اور غیر حقیقی تعلیمات کا مجموعہ ہے جو نہ عقل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے اور نہ سائنس اس کی کسی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقت پسند پڑھا لکھا ہندو ذہنی طور پر ان تعلیمات کا انکار تو کرتا ہے اور وہ روشن خیال ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر ہزاروں برس سے غلط نظریات کے حامل اس مذہب کی تعلیمات کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کرتا۔ اگر جرأت کر بھی لے تو ہندو سماج اور عزیز رشتہ دار آڑے آجاتے ہیں اور وہ تذبذب کی کیفیت میں زندگی گزارتا رہتا ہے اور بعد از مرگ اس کی ارتھی جلا دی جاتی ہے اس وقت جو اذیت اس کی میت برداشت کرتی ہے زندہ ہندو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میڈیکل سائنس ثابت کر چکی ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان کے مختلف اعضاء

میں زندگی کی رمق موجود رہتی ہے جو اقوام اپنے مرنے والوں کو دفن کرتی ہیں ان کے مرنے والے ان اذیت ناک لمحات سے بچ جاتے ہیں۔ جس طرح انسانوں کے لئے پرودگارِ عالم نے دینِ اسلام پسند فرمایا اسی طرح انسان کے مرنے کے بعد زمین میں دفن کرنے کا حکم بھی اسی کا ہے کیونکہ خالق کی حیثیت سے انسان کے بھلے کے لئے جو وہ جانتا ہے خود انسان بھی نہیں جانتا۔ ہندوؤں کے فلسفے بھی عجیب وغریب ہیں۔ جیسے اواگون کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ صرف ہندوؤں کی آتماؤں (روحوں) ہی کو اواگون کے چکر سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ تمام انسان تو ایک آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں بقیہ انسانوں پر بقول ان کے اواگون کا اطلاق کیوں نہیں ہوتا؟ اس سوال کا ان کے پاس معقول جواب نہیں ہے۔ کیونکہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے والے کو سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ ''ویران حویلی کا آسیب'' میں اے حمید نے لکھا ہے:

> ''روحیں کون ومکاں کی قیود سے آزاد ہوتی ہیں اور ہر شے کے آر پار دیکھ سکتی ہیں۔ روشی بدروح نے کہا کہ تم یوں سمجھ لو کہ اگر فضا میں پانچ ہزار میل فی گھنٹے کے حساب سے ایک ہزار سال تک سفر کرتے رہو تو تم بدروحوں کی دنیا میں پہنچو گے۔'' (نوائے وقت ۲۷ اگست ۲۰۰۰)

زندگی بعد از موت یا آخرت پر ہندوؤں کا عقیدہ غیر واضح ہے یوں تو وہ سورگ (جنت) اور (نرگ) جہنم کی بھی بات کرتے ہیں۔ خود ہندو فلاسفر اور محققین ہندوازم اور اس کے غیر منطقی عقائد کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر وہ اسلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں اور قرآنی تعلیمات پر غور کریں تو ان کو صراط مستقیم مل سکتا ہے اور مقاصد زندگی کا بخوبی علم ہو سکتا ہے اور آخرت کا بھی حقیقی تصور مل سکتا ہے۔ اصل

حقیقت یہی ہے کہ کسی دور میں ہندوؤں میں بھی سچے انبیاء علیہم السلام صحائف آسمانی سمیت آئے تھے مگر موجودہ ہندوؤں کی بدقسمتی ہے کہ آج انبیاء علیہم السلام کی حقیقی الہامی تعلیمات وہ ویدوں میں نہیں پاتے اور تحریف شدہ شرکیہ تعلیمات ہی پر وہ عقیدہ رکھے ہوئے ہیں جو عقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔ الہامی تعلیمات کی ضروری شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ ان تعلیمات پر غور و فکر کیا جائے کیونکہ سچی تعلیمات عقل کی کسوٹی پر پورا اترتی ہیں اور غلط تعلیمات کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ اس طرح جھوٹ اور سچ کا علم ہو جاتا ہے۔ بہرحال مرنے کے بعد ہر شخص کو زندگی بعد از موت اور آخرت کا پتہ چل جاتا ہے۔ مگر وقت گزرنے یعنی مرنے کے بعد حقیقت سامنے آجانے کے بعد کفر و شرک میں مبتلا شخص کے لئے سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ کے خسارے میں ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اقوام عالم کے لئے پیغام دیا گیا ہے کہ:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ (سورۃ یونس آیت ۴۷)

"ہر امت کے لئے ایک رسول ہے۔ پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آجاتا ہے تو اس (امت) کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دور میں ہندوؤں کو بھی انبیاء علیہم السلام نے اصل الہامی تعلیمات پیش کی تھیں جو ہزاروں برس گزرنے کے بعد ملیامیٹ ہو گئیں اور ان میں اس قدر تحریفات کر دی گئیں کہ توحیدی تعلیمات کی جگہ کفر و شرک نے لے لی۔ تاہم بدھ مت اور ہندو مت والے آج بھی کسی آنے والے آخری اوتار کے منتظر ہیں۔ اس کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔

ہندوؤں کی تعلیمات غیر حقیقی ہیں

فرانسیسی عالم ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے:

''ان ہزار ہا جلدوں میں جو ہندوؤں نے اپنے تین ہزار سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہیں ہے۔ اس زمانہ کے کسی واقعہ کو معین کرنے کے لئے ہمیں بالکل بیرونی سہاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی تاریخی کتابوں میں یہ عجیب و غریب خاصیت (یعنی) ہر چیز کو غلط اور غیر فطری صورت میں دیکھنے کی نہایت بین طور پر پائی جاتی ہے اور انسان کو اس خیال پر مجبور کرتی ہے کہ ان کا دماغ ہی ٹیڑھا ہے۔۔۔۔ قدیم ہندوؤں کی کوئی تاریخ ہی نہیں ہے اور نہ عمارات اور یادگاروں سے اس کی تلافی ہوتی ہے۔۔۔۔ ہندوستان کا تاریخی زمانہ فی الواقع مسلمانوں کی فوج کشی کے بعد سے شروع ہوا اور ہندوستان کے پہلے مورخ مسلمان ہیں۔''

ہندوؤں کی متبرک کتابیں وید ہیں جن کی تعداد چار ہے: رگوید، سام وید، یجر وید، اتھر وید۔

وید کو سمرتی بھی کہتے ہیں جس کا مطب سنی سنائی باتیں ہے۔ اس میں دو ہزار برس پر محیط لٹریچر ہے۔ سب سے پرانا رگوید ہے، اس میں سے بقیہ وید بنائے گئے ہیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا جب رگوید ضائع ہو چکا تھا۔ یہ وید برہمنوں کے سینہ بسینہ روایات کی شکل میں منتقل ہوتا رہتا تھا۔ (ہسٹری آف سنسکرت لٹریچر)

(کتاب تمدن ہند صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۷)

اگر چہ ہندوازم کے متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر جب ہم اس مذہب کی تعلیمات اور ہندوؤں کی روزانہ عبادات پر نظر ڈالتے ہیں تو توحید کی جگہ ہمیں کفر و شرک، اصنام پرستی اور مظاہر پرستی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ بقول ہندوؤں کے ان کے دیوتاؤں کی کل تعداد 23 کروڑ ہے۔ ہندوؤں نے زمین کے ہر جاندار و بے جان کا ایک ایک دیوتا بنایا ہوا ہے اگر کائنات کے ہر سیارے اور ستارے کا بھی دیوتا مقرر کریں تو 23 کروڑ کیا بلکہ لاتعداد دیوتا بنانے پڑیں گے۔ ہم اس مذہب کے ماننے والوں کو مطمئن نہیں پاتے نہ ان کو دلی سکون حاصل ہے۔

ہندو انبیاء علیہم السلام کی الہامی تعلیمات سے بھی کچھ حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو یہ احساس ہے کہ صحیح دین کو تلاش کر کے صراط مستقیم ڈھونڈ لیں۔

ہندوؤں کا عقیدۂ آخرت بھی غیر واضح ہے۔ وہ جنت، دوزخ اور قیامت کے متعلق بھی عجیب وغریب نظریات رکھتے ہیں۔ جن کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں وہ تمام کفر و شرک کے باوجود سورگ (جنت) نرگ (دوزخ) کی بات کرتے ہیں۔ جبکہ یہ مُردوں کو جلاتے ہیں جن کی بدروحیں بن جاتی ہیں اور وہ عالم برزخ میں بے چینی سے بھٹکتی رہتی ہیں یا ان کو کالے (شیطانی) علم والے حاضر کر کے کام لیتے ہیں۔ گویا مرنے اور شمشان گھاٹ میں جلنے کے بعد ان پر ابتدا ہی سے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ہندوؤں کی بدروحوں کو کالے علم کا ماہرین حاضر کر کے ان سے اپنا کام نکالتے ہیں، اس عمل سے صاف ظاہر ہے کہ مسئلہ اواگون کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ بدروحوں نے دوسرا جنم نہ لیا۔

ہندوؤں نے انسانوں کو بھی دیوتاؤں (خداؤں) کا درجہ دیا ہوا ہے۔

ہندوؤں نے مہاراجہ رام چندر جی والئی اودھ اور والئی دوارکا کو دیوتاؤں (خداؤں) کا درجہ دیا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک رام چندر اور راجہ راون کے ساتھ لڑائی کو آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال بیت گئے ہیں۔ اس سے زیادہ مبالغہ آمیزی اور کیا ہوگی؟ جبکہ بائبل کے مطابق انسان کو دنیا میں آئے ابھی چھ ہزار سال ہوئے ہیں۔ کوئی ہندوؤں سے پوچھے کہ جب دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا موجود نہ تھے۔ راجہ رام چندر اور راون اور ان کی حکومتیں کہاں سے آ گئیں۔ چھ ہزار برس میں آج انسانوں کی آبادی چھ ارب پچیس کروڑ ہے۔ اگر انسان آٹھ لاکھ سال پہلے دنیا میں موجود ہوتا تو آج انسانوں کی تعداد کھربوں میں ہونا چاہئے تھی۔ جبکہ روئے زمین پر انسانوں کو کھڑے ہونے کے لئے بھی جگہ میسر نہ ہوتی۔

اس مذہب کے ماننے والے کسی آنے والے اوتار کے منتظر ہیں جو چودہ سو برس قبل سرزمین عرب میں آ چکا ہے۔ ان کے اپنے محققین کے مطابق وہ مسلمانوں کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں ان کو کلکی اوتار کہا گیا ہے۔ تمام نشانیاں ان میں موجود ہیں۔ مگر ہندوؤں کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے محققین کے مشوروں پر بھی عمل کرنے کو تیار نہیں اور گمراہی میں زندگی گزار رہے ہیں۔

عقائد

ہندوؤں کے عقائد 3000 ہزار ق م کی بابل ونینوا کی تہذیب سے مماثلت رکھتے ہیں۔ صرف بتوں اور مورتیوں کے ناموں میں فرق ہے۔ ان کے عقائد کو زرتشت کے آتش پرستوں، بابلی وکلدانی تہذیب کے عقائد کا ملغوبہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ان میں موجودہ صابئین ستارہ پرستوں کے عقائد بھی موجود ہیں۔ کہیں یہ ستاروں کی پوجا کرتے نظر آتے ہیں کہیں اشجار اور جانور پرست دکھائی دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ مختلف اشیاء کے مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے مجسمے چوری تک ہو جاتے ہیں مگر یہ لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ جو بھگوان اپنی رکھشا (حفاظت) نہیں کر سکتا وہ ان کی رکھشا (حفاظت) کیا کرے گا۔ بھلا وہ ان کی حاجت روائی کیسے کر سکتا ہے جو اپنی مکھی بھی نہیں اڑا سکتا۔ وہ آگ ان کی دیوی یا دیوتا کیسے ہو سکتی ہے جس کا کام ہی جلا کر خاکستر کرنا ہے۔ بابلی تہذیب میں بیل دیوتا تھا اور سالانہ میلے کے موقع پر کھلے عام جنسی عمل کا مظاہرہ کیا جاتا تھا جس میں تمام شہر کے مرد اور عورتیں بھی شامل ہو جاتے تھے۔ عام دنوں میں سرشام ہی نوجوان مرد وخواتین بابلی مندروں میں مذہب کے نام پر جنسی مکروہ شیطانی کھیل کھیلتے تھے اور اپنی شامیں اپنے تئیں رنگین کرتے تھے۔ اُس دور میں جادو ٹونے کا رواج بھی عام تھا۔ آج بھی ہندوؤں میں جادو ٹونوں کا رواج عام ہے۔ موجودہ ہندو معاشرہ آج بھی قبل مسیح معاشرہ کی طرح عقائد اور نظریات کا حامل ہے۔ جو قبل مسیح دور سے چلتے آ رہے ہیں۔ گائے کو گئو ماتا کہتے ہیں اور اس کا پیشاب تک پیتے ہیں۔ آج کل تو بھارت سمندر پار ہندوستانی

ہندوؤں کو مہر بند بوتلوں میں گائے کا پیشاب ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں اور انگریزوں نے ستی کی رسم قانوناً بند نہ کرائی ہوتی تو پچھلے دو تین سو برس سے آج تک کروڑوں ہندو عورتیں اس ظالمانہ رسم کی نذر ہو چکی ہوتیں۔ ہندو عورتوں کو مسلمانوں اور انگریزوں کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

مگر اکیسویں صدی میں بھی ہندو بیوائیں نفرت کا نشان ہیں اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور یہ سب کچھ مذہب کے نام پر کیا جاتا ہے۔

خدا کا دھندلا سا تصور اور عقائد:

ہندوؤں کی کتابوں ویدوں میں توحید کی بجائے کفر و شرک کی تعلیم موجود ہے مثلاً ''اگنی دیوتا'' (آگ کا خدا) یجر وید ادھائے ۳، منتر ۱۷ میں ہے:

''اے اگنی دیوتا تو جسموں کو پالنے والا اور حفاظت کرنے والا ہے۔ اس لئے تو میرے جسم کی حفاظت کر اور پرورش کر، تو عمر دینے والا ہے، اس لئے مجھے عمر دے، تو نور اور روشنی دے، اے اگنی دیوتا جو میرے جسم میں کمی ہے تو اس کو پورا کر۔''

سام وید ص ۸۷۲ منتر ۵ یہ ہے کہ:

''سوم دیوتا برتن میں آتا ہے جو سورگ (جنت) کو زمین کو اور آسمان کو اور اگنی (آگ) کو اور سورج کو اور اندر دیوتا اور وشنو دیوتا کو پیدا کرنے والا ہے۔ ان سب کو سوم دیوتا نے پیدا کیا ہے۔''

ہندو کہتے ہیں کہ اگنی دیوتا (ایشور) یعنی خدا ہے۔ مگر مذکورہ اشلوک

میں مذکور ہے کہ سوم دیوتا نے اگنی دیوتا، اندر دیوتا اور وشنو دیوتا کو پیدا کیا ہے۔ غور فرمائیں کہ وہ کس قسم کے دیوتا (خدا) ہیں جن کو دوسرا دیوتا پیدا کر رہا ہے۔ اس قسم کی تعلیمات بھی غیر منطقی ہیں اور ان میں موجود دیوتاؤں کے وجود بھی سراسر فرضی معلوم ہوتے ہیں بلکہ یہ نام فرضی طور پر ویدوں کے مصنفین نے از خود رکھ لئے ہیں۔ اگر ایشور کا نام اگنی ہے تو یجروید ادھیائے ۳۱، منتر ۱۲ پر غور کریں:

''چاند برہما کے دل سے، سورج برہما کی آنکھوں سے اور روح برہما کے کان سے اور اگنی (آگ) برہما کے منہ سے پیدا ہوئی۔''

ہندوؤں نے برہما کی جس قسم کی صفات گنوائی ہیں ان سے تو مخلوق کا گمان ہوتا ہے۔ ان کے دیوتا اور دیویوں کے بت اور مجسمے بھی انسانوں اور عورتوں کے اشکال کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کے فرضی دیوتا اور دیویاں مردوں اور عورتوں میں سے تھے۔ جیسے راجہ رام چندر جی اور دیگر راجا جن کو آج ہندو خدائی درجہ دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ذرا کسی انسان میں خوبیاں دیکھیں اس کو کہہ اٹھتے ہیں تم دیوتا سمان ہو (خدا کی طرح ہو) یا عورت کو کہہ دیتے ہیں تم دیوی سمان ہو۔ (دیوی کی طرح ہو)۔

آپ نے دیکھا کہ ایک اللہ کو چھوڑ کر کروڑوں دیوتاؤں کے تصور نے ہندوؤں کو کس مقام تک پہنچا دیا ہے؟ ہندوؤں کی کتابوں کی تضاد بیانیوں پر علم کے اس دور میں بھلا کون یقین کرے گا اور کیسے پتہ چلے گا کہ سب سے بڑا دیوتا (خدا) کون سا ہے؟

ایشور (خدا)

ہندوؤں کے ویدوں میں ایک دیوتا برھسپتی (ہر جاندار کا مالک، مہاتما، عظیم روح) پرماتما سب کو بنانے والا کہتے ہیں۔ عرفِ عالم میں اس کو ایشور کہتے ہیں۔ ایشور کا مطلب عظیم قوت والا ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ ہندوؤں میں ایشور ایسی ہستی ہے جس کا کوئی مجسمہ یا بت نہیں ہے۔ صرف اسی ایشور کیلئے پر ہندوؤں کا عقیدہ ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ ہندو اللہ واحد پر ایمان رکھتا ہے مگر ہندوؤں نے تو 23 کروڑ دیوتاؤں کا عقیدہ اپنا کر کفر وشرک میں خود کو رنگا ہوا ہے۔ جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ 23 کروڑ خداؤں کے نام اور ان کے اختیارات گنوانے سے بھی قاصر ہیں۔

''رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ میں ذکر موجود ہے کہ:

''ابتدا میں نہ ہستی تھی نہ علت مادی (آگ، پانی، ہوا عناصر) نہ آسمان نہ خلاء، کون کس کا احاطہ کرتا، کون کس کو تھام لیتا، یہ اتھاہ پانی بھی، اس وقت نہ موت تھی نہ بقا، نہ رات تھی نہ دن، صرف ایک بے حرکت نفس اپنی قدرت کے ساتھ موجود تھا، تاریکی چھائی ہوئی تھی اور تمام موجودات اس وقت بے نام و نشان تھیں پھر اس اولین تخم میں خواہش پیدا ہوئی، عقل مندوں نے اپنی دانائی سے ہست و نیست کے رشتوں کو معلوم کر لیا، ان کی تمیز کا خط ترچھا کھینچا گیا، اس خط کے اوپر عظیم طاقتیں تھیں اور اس کے نیچے عقل اور قدرت تھی۔ کون جانتا ہے کہ کہاں سے یہ دنیا پیدا ہوئی اور کہاں سے یہ ساری خلقت آ موجود ہوئی۔ دوسرے دیوتا اس دنیا کی پیدائش کے بعد بنے ہیں۔ بس وہی اس

ساری خلقت کا اولین سبب ہے۔اسی نے دنیا کو بنایا ہے اور کون جانے نہ بنایا ہو، وہ جس کی آنکھ آسمان دنیا پر رہ کر دنیا پر حکومت کرتی ہے۔ وہی اس کو جانتا ہے اور کون جانے نہ بھی جانتا ہو۔''

اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوؤں میں بھی کسی دور میں انبیاء علیہم السلام کا ظہور ہوا ہے جنھوں نے ہندوؤں کے آباء واجداد کو صحائف آسمانی کی سچی اور توحید کی تعلیمات دی تھیں اور اہل کتاب کی طرح بعد میں ان کے روحانی پیشواؤں نے ان تحریروں میں تحریفات کر لی تھیں اور اصل تعلیمات کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ ہزاروں برس گزرنے کے بعد بھی ان کی تعلیمات میں کہیں کہیں توحید اور اللہ ایک کی جھلک نظر آجاتی ہے مگر مسخ شدہ تعلیمات نے ہندوؤں میں کفر و شرک کے نظریات کو پروان چڑھایا۔ مذکورہ ویدکی تحریر میں کچھ حقیقتیں بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً پانی کا تصور، آسمانی کتب میں بھی مذکور ہے کہ تخلیق کائنات کے وقت اللہ تعالیٰ کا تخت پانی (سمندر) پر موجود تھا۔ مذکورہ پیراگراف مادہ کی نفی کرتا ہے جبکہ ایک بہت بڑے ڈھیر کی صورت میں مادہ موجود تھا جس کا ذکر قرآنِ مجید میں بھی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ خالق کائنات اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے ذریعے چھ دن چھ راتوں میں کائنات (زمین آسمان) تخلیق کر دیئے تھے۔ اس وقت موت اور بقا کا تصور نہ تھا یہ تصور بھی جب پیدا ہوا جب اللہ تعالیٰ نے جاندار و بے جان کو پیدا فرمایا۔

مذکورہ ویدک تحریر میں لکھا ہے کہ اس وقت ایک بے حرکت نفس اپنی قدرت کے ساتھ موجود تھا یہ نفس کہاں سے آیا؟ اس کی موجودگی اللہ تعالیٰ خالق کائنات کی ازل سے موجودگی ظاہر کرتی ہے جو ازل سے تھا اور ابد تک رہے گا۔

تاریکی چھائی ہوئی تھی یعنی اس وقت آسمان مانند دھوئیں کے تھا پھر اس اولین تخم میں خواہش پیدا ہوئی، یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور زمین و آسمان تخلیق ہوئے اس خط کے اوپر عظیم طاقتیں تھیں سے مراد ان گنت مضبوط قوت والے فرشتے موجود تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا تھا کیونکہ کائنات بھر میں ایک عظیم ہستی کی شکل میں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مبارکہ موجود تھی اور اس خط کے نیچے عقل اور قدرت تھی۔ جگہ جگہ ویدوں کے مصنفین ابہام کا شکار ہوئے ہیں اور ایسے جملے لکھنے سے بھی انہوں نے دریغ نہیں کیا جو خلاف عقل تھے۔

تحریر میں اس قسم کے بے ربط اور مفہوم کے لحاظ سے غیر واضح جملے ظاہر کرتے ہیں کہ جن حقائق کا اظہار کیا جا رہا ہے ان کے متعلق ویدوں کے مصنفین کے ذہنوں میں ابہام بھی موجود تھا۔

کون جانتا ہے کہاں سے یہ دنیا پیدا ہوئی؟ یہ جملہ بھی عدم واقفیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ الہامی تعلیمات اپنی اصل صورت میں موجود ہوں تو کسی قسم کا ابہام نہیں ہوتا۔ ویدوں کے مصنفین نے اس جملہ میں بے خبری ظاہر کی ہے جب کہ زمین اور اس میں بسنے والی تمام مخلوقات کو اللہ ہی نے پیدا فرمایا ہے۔

دوسرے پیراگراف میں لکھا ہے کہ دوسرے دیوتا (خدا) تو اس دنیا کی پیدائش کے بعد بنے ہیں۔ مفہوم بتا رہا ہے کہ خالق کائنات تو اللہ واحد ہی ہے جس نے دنیا بھی بنائی اور دیگر مخلوقات بھی، دیوتاؤں کی تخلیق خودبخود نہیں ہوگئی۔ اصل میں مخلوق میں سے (انسانوں میں سے) ویدوں کے مصنفین نے دیوتاؤں کا تصور دے دیا۔ جب کہ ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے خدا (دیوتا) کا وجود نہ پہلے کبھی تھا نہ آئندہ

کبھی ہوگا۔ ہندوؤں نے انسانوں میں سے اور مظاہرات قدرت میں سے (ستاروں سیاروں میں سے) دیوتاؤں کا تصور دے دیا جو سراسر کفر وشرک ہے۔

اللہ ہی خالق کائنات ہے اسی نے زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ دنیا کے بننے کے متعلق ویدوں کے مصنفین تذبذب کی کیفیت سے دوچار ہیں "شاید اس نے دنیا کو نہ بنایا ہو؟" یہ جملہ بتاتا ہے کہ اصل الہامی تعلیمات کا ان کو علم نہ تھا۔ یادداشتوں کی بنیاد پر اس قسم کی تحریریں لکھیں گئیں تھیں جن سے عدم اطمینان ظاہر ہوتا ہے:

"جس کی آنکھ آسمان دنیا پر رہ کر دنیا پر حکومت کرتی ہے۔"

قرآن مجید کے مطابق تمام کائنات میں اللہ تعالیٰ ہی کی شہنشاہیت ہے۔ وہ باخبر اور ہر چیز کو جانتا ہے۔

اس قسم کی غیر واضح تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ بنی نوع انسان کے سامنے تخلیق کائنات کی واضح تصویر ہونی چاہئے جو صرف دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید ہی پیش کرتا ہے۔

قرآن مجید انسانوں کی پیدائش، مقاصد زندگی، زندگی بعد از موت پر روشنی ڈالتا ہے اور بنی نوع انسان کے سامنے ان حقائق کے انکشافات کرتا ہے جو انسان کے علم میں نہ تھے۔

ہندوستان کے مندروں اور چبوتروں پر ہر شہر گاؤں میں ایشور کی پوجا کی بجائے رام، لچھمن، سیتا، پاربتی، کرشنا، ہنومان (بندر) لکشمی، گنیش جی (ہاتھی) کالی مائی کی پوجا کی جاتی ہے اور اس طرح ہندو قوم بری طرح سے شرک اور کفر میں مبتلا ہے اور عقل سلیم سے کام لے کر صراط مستقیم تلاش کرنے سے عاری نظر آتی ہے۔

ہندوستان میں ہر معاملہ میں برہمنوں کو دیگر ہندو ذاتوں پر نہ صرف برتری حاصل ہے بلکہ ویدوں کی تعلیمات کا سارا زور برہمنوں کی بالا دستی قائم رکھنے پر ہے اور ہزاروں برس گزرنے کے بعد بھی دورِ جدید تک ذات پات کی تفریق اور نفرتوں میں رتی برابر فرق رونما نہیں ہوا۔ انگریزوں سے بھی ہزاروں برس قبل سے Devide and rule کے اصول پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ ان میں انسانوں کے درمیان مساوات کا اصول کبھی رائج نہیں رہا اس معاشرہ میں انسانوں کا بری طرح استحصال کیا جاتا ہے۔

انسانوں کے درمیان نفرت اور حقارت

اللہ تعالیٰ کی جانب سے جتنے بھی انبیاء دنیا میں تشریف لائے تھے انہوں نے انسانوں کے حقوق کا تحفظ عدم مساوات کا خاتمہ، اشرف المخلوقات تمام انسانوں کی عزت و وقار کی سربلندی، محبت، بھائی چارہ اور امن کا درس دیا تھا۔ ہر نبی نے بالا دست انسانوں کے ہاتھوں زیر دست انسانوں کے استحصال اور ظلم و ستم کے خاتمہ کا درس دیا مگر ہندو معاشرہ میں اونچی ذات کے ہندوؤں نے کمتر یا نیچ ذاتوں کا ہمیشہ استحصال کیا انسانوں کے درمیان تفریق روا رکھی گئی۔ بلکہ بے گناہوں کو بے دردی سے قتل تک کیا گیا۔ اس کی اصل وجہ ویدوں کی نفرت اور حقارت کی تعلیمات ہیں۔ ظلم اور بربریت کے ماحول میں ہندو رعایا کو ہزاروں برس قبل ہی یہ یقین دلایا گیا کہ ویدک تعلیمات آسمانی تعلیمات ہیں۔ یہ ڈیمانڈ راجاؤں کی بھی تھی تاکہ ان کی حکومتوں کے استحصالی نظام کے خلاف عوام بغاوت نہ کریں اور مذہبی فریضہ سمجھ کر ظلم و ستم اور زیادتیاں برداشت کرتے رہیں۔ آج بھی حکومت ہند، برہمنوں اور دیگر اونچی

ذاتوں کی یہ ضرورت ہے کہ اچھوتوں کی اکثریت ان کی غلام بن کر رہے اور برہمنوں کی بالادستی تمام ہندو ذاتیں تسلیم کریں۔

جس دور میں آریہ قوم ہندوستان میں آئی اور انہوں نے ہزاروں گاؤں اور شہروں کو ظلم و بربریت اور لڑ جھگڑ کر فتح کر لئے تو برہمنوں نے وید منتر پڑھ کر ان کے ظلم وستم کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ بھگوان کی یہی اچھا (مرضی) ہے کہ مفتوح قومیں فاتحین کی غلامی قبول کر لیں اور کبھی سرتابی نہ کریں ورنہ بھگوان ان کو تباہ کر دیں گے۔ یہ بات شکست خوردہ ہندوستان کے قدیم باشندوں اور نیچی ذات کے ہندوؤں کے ذہنوں میں بٹھا دی گئی جو نسل در نسل آج تک نیچی ذاتوں کے ہندوؤں کے ذہنوں سے محو نہ ہو سکی اور بالادست ہندو طبقات ان کا آج بھی بری طرح سے استحصال کر رہے ہیں۔ جبکہ ٹوٹل ہندوؤں میں تین حصے نیچی ذات کے ہندوؤں کی تعداد ہے اگر وہ سب اسلام قبول کر لیتے تو نہ صرف ان کو معاشرہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہو جاتا بلکہ بالادست برہمنوں کے استحصالی نظام سے بھی ان کو نجات حاصل ہو جاتی اور حکمرانی میں بھی ان کو اہم مقام حاصل ہو جاتا اور ہزاروں برس کی غلامی سے نجات مل جاتی۔ ہزاروں برس سے آج تک برہمن یا اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کی لڑکی کو زبردستی اپنے گھر میں ڈال لیتے ہیں اور ان سے بچے پیدا کرواتے ہیں۔ اس وقت اونچی ذات والوں کا دھرم نشٹ نہیں ہوتا بلکہ ویدوں کے مطابق ان کا حق ہے لیکن اگر اونچی ذات کی ہندو لڑکی نیچ ذات ہندو لڑکے سے ووواہ (نکاح) کر لے تو آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے اور کمتر ذات والوں کی کمبختی آجاتی ہے۔

کمتر ذاتوں سے ایشور کی ناراضگی

جب اللہ کا تصور آتا ہے تو یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ خالق کائنات اور کُل مخلوقات ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ:

''ہم نے انسان کو بہتر شکل میں پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب انسان برابر ہیں اگر کسی کو فوقیت حاصل ہے تو تقویٰ اور پرہیز گاری کی وجہ سے۔''

مگر ویدوں میں (ہر عیب ہونے کے باوجود) برہمن، اعلیٰ وارفع ہیں اور ایشور (خدا) ان کو پسند کرتا ہے۔ ویدوں کے مطابق ایشور (خدا) اچھوتوں کو ناپسند کرتا ہے اور اس نے ازل ہی سے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہندوستان کے قدیم باسیوں کو آریاؤں کی غلامی میں دے دے گا اور ان کو تباہ و برباد کر دے گا اور وہ بنیوں اور برہمنوں کی وجہ سے ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے اور وہ ملیچھ اور ناپاک ہی رہیں گے اور اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی خدمات سرانجام دیتے رہیں گے۔ یہ بات نسل در نسل نیچی ذات کے ہندوؤں اور ان کے بچوں کو ذہن نشین کروادی گئی ہے اور اگر ان میں سے کچھ لوگ اس ظالمانہ گرداب سے نکلنے کے لئے اپنا مذہب بدلتے ہیں تو ان کو دوبارہ ہندو رکھنے کے لئے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک طرف تو وہ ہندومت کے اعتقادات کی وجہ سے کفر و شرک میں مبتلا رہتے ہیں اور دوسری طرف وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کی غلامی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ تیسری طرف کفر و شرک کی وجہ سے وہ آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات نے ہر پیدا ہونے والے بچہ کو گناہوں سے پاک اور معصوم قرار دیا ہے۔ بھلا وہ برہمنوں کو ان کے کفر و شرک ظلم اور زیادتی کی وجہ سے کیوں عزیز رکھے گا؟ اور اپنے ہی پیدا کئے ہوئے بندوں جن کو ہندو معاشرہ نے ملیچھ اور نیچی ذات کے ہندو قرار دیا ہوا ہے۔ ان کو خود اللہ نے پیدا فرمایا ہے اور اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ نے ان کو برہمنوں یا اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی غلامی کے لئے پیدا نہیں فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

''ہم نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے''

اب چونکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ شرک جیسے گناہ عظیم کی وجہ سے مشرکین کو جہنم میں بھیج دے گا۔

اب اس اصول کی روشنی میں برہمنوں اور کمتر ذاتوں کے ہندوؤں کی آخرت کے متعلق سوچا جائے تو یہ دونوں طبقات کفر و شرک کی وجہ سے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں۔

دُنیاوی طور پر بھی اللہ تعالیٰ بالادست انسانوں کو زیردست انسانوں کے حقوق کے استحصال کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی انصاف پسند اور مہربان نہیں ہے۔

کمتر ذاتوں کے ہندو ظلم و ستم کی چکی میں اس قدر پس چکے ہیں کہ وہ یہ بھی بھول چکے ہیں کہ ان کے آباء و اجداد کبھی بھارت کے اصلی مالک اور حکمران تھے اور

باہر سے آنے والے آریاؤں نے ان کو نہ صرف غلام بنالیا بلکہ ان کو کمتر ذات کے ہندو بنا کر قیامت تک ان کی نسلوں کو اپنی غلامی کرنے پر مجبور کر دیا۔

ہزاروں برس قبل حکمران اور ہندوستان کے اصل باشندے جنہیں اچھوت بنادیا گیا تھا آج بھی بیدار ہو جائیں تو وہ مسلمانوں کے اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ مل کر بھارت میں برسر اقتدار آ سکتے ہیں اور ہزاروں برس کی غلامی کا جواء اتار کر پھینک سکتے ہیں۔

برہمنوں کی نفرت اور امتیاز

گائے کا پیشاب پینے والی ناپاک ترین قوم دوسروں کو ناپاک سمجھتی ہے۔

1) منوسمرتی ۱۱/۱۴۹ میں لکھا ہے:

"اگر برہمن شودر کا پانی پی لے تو اس کو تین ایام تک کش گھاس کا گرم کیا ہوا پانی پینا چاہیے تب وہ پاک ہوگا۔"

2) مہابھارت پران ۱۳/۱۷ ص ۱۵۴۹ پر لکھا ہے:

"شودر کا کھانا برہمن نہیں کھائے گا اگر کھائے گا تو وہ ناپاک ہو جائے گا اور اس کو کسی شرادھ (فاتحہ) کی دعوت میں نہ بلایا جائے اور وہ اگلے جنم میں چوہا بن کر پیدا ہوگا۔"

3- منودھرم شاستر ۴/۲۲۲ میں لکھا ہے:

"شودر کا کھانا جان بوجھ کر اگر برہمن کھا لے تو اس کو وہی کفارہ ادا کرنا پڑے گا جو کفارہ اس کو حیض، پاخانہ یا پیشاب پینے کا ادا کرنا پڑتا ہے۔"

4) اسی طرح منوشاستر ۴/۲۱۸ میں لکھا ہے:

''برہمن کو کسی شودر کا کھانا، کھانا جائز نہیں (کیونکہ) شودر کا کھانا برہمن کی معرفت کے نور کو زائل کر دیتا ہے۔''

5) وشست سمرتی ۶/۷ میں لکھا ہے:

''شودر کا کھانا کھا کر اگر برہمن مر جائے اور اس کو کفارہ ادا کرنے کا موقع نہ ملے تو وہ اگلے جنم (پیدائش) میں بستی کا سور بن کر پیدا ہوگا۔''

اس سے زیادہ نفرت کا اظہار اور کیا ہوگا۔؟

برہمنوں پر پابندیاں

1) کسی شودر لڑکی کو اگر برہمن اپنے پلنگ پر بٹھائے گا تو وہ نرگ (دوزخ) میں ڈالا جائے گا۔

2) وہ کھانا برہمن کو ہرگز نہ کھانا چاہئے، برہمن کے جس کھانے پر شودر کا ہاتھ لگ جائے۔ (دھرم شاستر ۵/۲۲)

3) اگر کوئی برہمن کسی شودر کے ساتھ رہنے لگے تو سال گزرنے پر وہ بے ذات ہو جائے گا اگر وہ شودر کے ہمراہ کھانے پینے لگے گا تو وہ فوراً ذات سے باہر ہو جائے گا۔ (منو دھرم ۱۰/۸۱)

ذات پات کی تقسیم

منوسمرتی ۱/۸۹ میں لکھا ہے:

''کھشتری کو ایشور (خدا) نے حکم دیا ہے کہ وہ راج پاٹ کرے اور حکومت کرے۔ برہمن کو اس نے حکم دیا ہے کہ وہ وید پڑھے اور پڑھائے اور دھرم شاستر کو چلائے۔ ویش کو اس نے حکم دیا ہے کہ بیوپار کریں، لین دین کریں اور شودر کو اس نے حکم دیا ہے کہ ان تینوں ذاتوں کی چاکری کریں کیونکہ ان کو دوجوں (اعلیٰ ذات) کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔''

منودھرم شاستر ۱۰/۱۲۳ میں لکھا ہے:

''برہمن کی چاکری اور خدمت شودر کے لئے بمنزلہ عبادت ہے، شودر کی نجات برہمن کی چاکری ہی سے ہوگی اگر شودر برہمن کی چاکری کے علاوہ اور کوئی نیک کام کرے گا تو اسے اس نیک کام کا کوئی نیک پھل نہ ملے گا۔''

یہی وہ غیر مساوی اور متعصبانہ اور غیر منصفانہ تعلیمات ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں برس سے نسل در نسل برہمنوں کا مزاج خراب چلا آیا ہے اور وہ خود کو اعلیٰ اور ارفع ذات سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا یہ تمام کروفر نیچی ذات والوں کے دم سے قائم و دائم چلا آتا ہے اس لئے وہ نیچی ذات والوں کے دھرم بدل کر کوئی دوسرا مذہب قبول کر لینے کے بھی خلاف ہیں اور ان کی تمام شعبہ ہائے زندگی میں بالادستی قائم ہے۔ آج بھی برہمن ان کے حقوق کا بری طرح سے استحصال کر رہے ہیں اور شودر ویدوں کی تعلیمات کے مطابق ان کی خدمت کرنے پر مجبور ہے۔

مذہبی تفریق

برہمنوں نے چار ہزار برس سے شودروں کے ساتھ مذہبی تفریق روا رکھی ہے اور خود ساختہ ویدوں کے متعلق یہ ذہن نشین کرایا ہوا ہے کہ ان کی تعلیمات الہامی ہیں اور شودروں کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ تعلیمات سنیں۔ اس طرزِ عمل سے ان کو یہ باور کرانا بھی مقصود ہے کہ ان کے فرائض صرف یہی ہیں کہ وہ اونچی ذات والوں کی غلامی کرتے رہیں اور کچھ نہ سوچیں۔

گوتم دھرم شاستر ۱۲/۴/۶ میں لکھا ہے کہ:

1) ''اگر کوئی شودر ہندو وید پڑھے تو اس کی زبان کاٹ ڈالی جائے، اگر وہ منتروں کو سن لے تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے اگر کوئی شودر وید منتروں کو زبانی یاد کر لے تو اس کو جان سے مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔''

2) ''شودر کو وید پڑھنا، پڑھانا منع ہے۔ اگر کوئی شودر وید پڑھے گا تو وہ اور اس کو پڑھانے والا دونوں اگلے جہان میں برہم راکھشش بن کر پیدا ہوں گے۔''

3) ''جو برہمن شرادھا (فاتحہ) کا کھانا کسی شودر کو کھلائے گا وہ کال سوتر نام کے نرگ (جہنم) میں پڑے گا۔'' (دھرم شاستر ۳/۲۴۹)

4) ''جو برہمن کسی شودر کو اپنے دھرم کی بات بتلائے گا یا برہمن اپنے دھرم کے فرائض کسی شودر کو سکھائے گا وہ اسی شودر کے ساتھ نرگ میں ڈالا جائے گا۔'' (منو دھرم شاستر ۷/۶۱)

دورِ جدید میں جو سیٹلائٹ کا دور ہے برہمن ان تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کیبل کے ذریعے اپنے مذہب کی تعلیمات کا پرچار کر رہے ہیں اور ان کے مذہبی پروگرام کئی ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر اور ٹیلیویژن اسٹیشنوں سے ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں۔ انہوں نے بے شمار مذہبی فلمیں بنا کر ریلیز کی ہیں اور بے شمار مذہبی ڈرامہ سیریز اربوں انسانوں کو دکھاتے ہیں جن میں ہندو شودر بھی شامل ہیں۔ خود اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق وہ سب جہنم کے حقدار بن گئے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا۔ تمام دنیا کے مذاہب کے ماننے والے دنیا کو اپنے مذہبی پروگرام دکھا رہے ہیں۔ ہندوؤں نے سوچا ہم پیچھے کیوں رہیں وہ بھی بلا سوچے سمجھے اپنے مذہبی پروگرام دکھانے لگے۔ چلو اسی بہانے شودروں کو تو ہندو دھرم کی تعلیمات کا علم ہوا اب ان کو یہ ڈر نہیں کہ کوئی اونچی ذات والا ان کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالے گا۔

اچھوتوں کا جینا اور مرنا دوبھر کر دیا

ویدوں کی تعلیمات کے مطابق جنت شمال کی جانب ہے اس لئے منو دھرم شاستر ۵/۹۲ میں لکھا ہے:

> ''شودر کا مردہ بستی کی جنوبی سمت سے مرگھٹ لے جایا جائے گا، شودر کی میت بستی کے شمال یا مغرب کی سمت سے مرگھٹ نہ جائے گی''

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ برہمن اور دیگر اونچی ذات والے ہندو شودروں سے کس قدر نفرت اور حقارت کا سلوک کرتے ہیں۔ انہوں نے ان کا جینا تو

حرام کیا ہوا ہے وہ ان کو مرنے کے بعد بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہ ان کو زبردستی (اپنے خیال کے مطابق) دوزخ میں بھیجنے پر تلے ہوئے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے وہ خود بھی دوزخ (نرگ) میں جانے والے ہیں۔ مگر خودساختہ تعلیمات کی بدولت وہ عارضی خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ کسی ہندو کے پاس سند نہیں کہ وہ جنت میں جائے گا۔ اللہ اور اس کے رسولوں اور الہامی تعلیمات کی دشمن اقوام کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر ہزاروں برس سے شیطان نے ان کو فریب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جنت کے شمال میں واقع ہونے کے تصور کی وجہ سے آریہ قوم عموماً برصغیر کے شمال میں آباد ہوتی رہی۔ آپ انگلستان سے جاپان تک کی تاریخ کا جائزہ لیں۔ آریہ قوم شمالی علاقوں میں آباد ہوئی۔ یہ لوگ جنوبی علاقوں میں بسنے والے برہمنوں اور کھشتر یوں کو اپنا ہمسر نہیں سمجھتے اور ان کو کالا برہمن کہہ کر ان کو کمتر ہونے کا احساس دلاتے ہیں۔ وہ جنوب سے چلنے والی ہواؤں کو بھی منحوس قرار دیتے ہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق جنوبی علاقوں میں شیطان (ٹائیفون) رہتا ہے۔ جنوبی ہند کے شمال میں کسی شودر کی بستی قائم نہیں ہونے دی گئی بلکہ جنوبی ہند کے شمال میں برہمن اور دیگر اونچی ذات کے ہندوؤں کی بستیاں ہیں۔ تعصب، جہالت اور خودنمائی کی یہ بدترین صورت حال ہے۔

شودروں کے لئے مذہبی تعزیرات

ہندوستان کی آزادی کے بعد مختلف قوموں کی موجودگی کی بناپر اوراس کو متحد رکھنے کے خیال سے اس ملک کو (Secular) یعنی لادین ملک قرار دیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ عدالتیں ویدوں کی تعزیزی سزاؤں کی بجائے حقائق کی روشنی میں انصاف کرتی ہیں۔ مگر جب سے انتہا پسند ہندوؤں نے سر اٹھایا ہے مختلف اطراف سے رام راج کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔ برہمن یا اونچی ذات والے ہندو صرف شودر ہندوؤں ہی کو کمتر نہیں سمجھتے بلکہ تمام غیر ہندو مذاہب کے ماننے والوں کو بھی کمتر ملیچھ اور ناپاک سمجھتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کبھی ہندوستان سیکولرازم سے ہٹ کر رام راج کا ملک بن گیا تو کروڑوں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے غیر ہندو باشندوں اور شودروں کی کمبختی آجائے گی اور غیر ہندوؤں کو مجبور کیا جائے گا کہ یا تو وہ ہندو بن جائیں یا ملک چھوڑ جائیں۔ کمتر شودروں کے لئے ان کی کتابوں کے مطابق ہم آپ کو ان کے تعزیری احکامات سے آگاہ کرتے ہیں۔

منوشاستر ۸/۲۸۱ میں لکھا ہے:

1) ''اگر کوئی شودر کسی برہمن پر ہاتھ اٹھائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے، اگر وہ برہمن کو لات مارے تو اس کا پاؤں کاٹا جائے، اگر وہ برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو راجہ کا (حکومت کا) فرض ہے کہ اس کے چوتڑوں کو داغ دے۔''

منوشاستر ۸/۲۸۲ کے مطابق:

2) ''اگر کوئی شودر کسی برہمن پر تھوک دے تو اس کے ہونٹ کٹوا دیئے جائیں۔
اگر وہ کسی برہمن پر پیشاب کر دے تو اس کا آلہ تناسل کاٹ دیا جائے۔''

دھرم شاستر ۸/۲۷۴ میں لکھا ہے:

3) ''اگر کوئی شودر کسی برہمن عورت سے زنا کرے تو راجہ (حکومت) کو چاہئے
اس کا عضو تناسل کٹوا دے اور اگر وہ عورت شادی شدہ ہے تو اس زانی
شودر کو جان سے مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور اس کا مال و
اسباب ضبط کر لیا جائے۔''

بھارت میں پونا اور نواح میں یہ قانون رائج تھا اور اس پر عمل ہوتا تھا۔
مرہٹوں کی تاریخ بتاتی ہے۔ منوسمرتی ۸/۲۸۰ کے مطابق:

4) ''اگر کوئی شودر کسی برہمن یا چھتری کا نام بے حرمتی سے لے یا وہ کسی برہمن
کو گالی دے تو راجہ (حکومت) کا فرض ہے کہ ایک لوہے کی کیل 9 انگل
برابر گرم کر کے اس کے حلق میں ڈلوا دے۔''

اسلام برابری کا پیغام دیتا ہے اور کسی پر ظلم اور زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور عربی، عجمی، کالے، گورے کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتا۔ بلکہ فضیلت کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری، زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے اور عبادت گزار بننے کو قرار دیتا ہے اور دنیا میں پیدا ہونے والے ہر بچہ کو بے گناہ اور معصوم قرار دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک گناہگار برا ہوتا ہے۔ مگر وہ بھی اگر سچے دل سے توبہ کر لے اور آئندہ گناہ سے مکمل طور پر اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔

مگر ہندو دھرم والوں نے نہ صرف انسانیت کی تذلیل کی ہے بلکہ برہمن اور

اونچی ذات کے ہندوؤں کے لئے تمام مراعات اور حقوق سمیٹ کر دوسروں کا استحصال کرنے اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کی مذہبی طور پر کھلی آزادی ہے۔

منوسمرتی ۸/۲۱۴ میں لکھا ہے:

5) ''شودر کو اگر آزاد بھی کر دیا جائے تو وہ آزاد نہ سمجھا جائے گا اس لئے کہ قدرت نے اسے غلام بنا کر پیدا کیا ہے اور وہ پیدائشی غلام ہے۔''

قدرت نے پیدائشی طور پر نہ کسی کو شودر بنایا ہے اور نہ وہ پیدائشی طور پر غلام ہے۔ تمام دنیا کے مذاہب کے مطابق دنیا کے تمام انسان حضرت آدم وحوا کی آل اولاد ہیں اور اگر اولادِ آدم قیامت تک پیدا ہوتی رہے گی وہ حضرت آدم وحوا ہی کی اولاد یں ہوں گی۔ اسی طرح برہمن، شودر یا دیگر ہندوؤں کی ذاتوں کے لوگ اولادِ آدم ہونے کی وجہ سے بطور انسان برابر اور پیدائشی طور پر آزاد ہیں۔ برہمن بتائیں کہ صدیوں سے ان کی اولادیں اگر برہمن کہلوا رہی ہیں اور ان کو شودر نہیں کہا گیا تو دوسری طرف انسانوں کی تمام نسلیں اولادِ آدم کہلواتی ہیں۔ ہندو بھی ان میں شامل ہیں۔ رہا ذات پات کا مسئلہ تو یہ صرف پہچان کے لئے ہے کسی کو اعلیٰ اور ادنیٰ سمجھنے کے لئے نہیں۔ اسلام نے حقوق انسانی کا انصاف کی رو سے تعین کر دیا ہے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی۔ مگر ہندوازم ناانصافیوں کا پلندہ ہے۔

منوسمرتی ۱۰/۱۲۹ میں لکھا ہے:

6) ''شودر کو مال و دولت جمع کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر شودر کو مال و دولت جمع کرنے کا موقع بھی ملے تو اس کو مال و زر جمع نہ کرنا چاہئے (غریب اور مفلس رہنا چاہئے) اس لئے کہ وہ مال و زر جمع کرے گا تو وہ برہمن کو دکھ دے گا۔''

ہندوؤں کی مذہبی کتابیں شودروں کو مالی طور پر بدحال رہنے کا درس دیتی ہیں اور وہ شودروں (انسانوں کا ایک طبقہ) کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کا حکم دیتی ہیں۔

منوسمرتی ۸/۲۱۷ کے مطابق:

''برہمن کو شودر کا مال لوٹنے کی کھلی چھٹی ہے۔''

7) ''شودر کا مال برہمن بہ جبر لے سکتا ہے اس سے برہمن پر کوئی جرم عائد نہ ہوگا۔''

اس قسم کی اجازت کو انسانی اختراع اور انسانوں کے ہاتھوں کمزور انسانوں کا استحصال نہ کہا جائے تو اس کو کیا نام دیا جائے۔ یہ تعلیم تو دنیاوی قوانین میں بھی نہیں دی جاتی اس کو مذہبی تعلیم کیسے کہا جا سکتا ہے؟ مذہب تو دنیا سے ناانصافیوں کے خاتمہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی زور آور کو کمزور کے ساتھ زیادتی کی اجازت نہیں دیتا، بھارت میں جب اقلیتوں اور شودروں کا مال و اسباب لوٹ کر ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے تو ہندوؤں کا یہ عمل ان کی مذہبی تعلیمات کی رو سے صحیح اور سیکولر قوانین کے سراسر خلاف اور جرم ہوتا ہے۔ اسی لئے بھارت میں رام راج کی بات کی جاتی ہے تاکہ ملک ہندوؤں کی مذہبی تعلیمات کے مطابق چلایا جا سکے اور اکیسویں صدی کے انسانی بیداری اور علم کے اعلیٰ جدید دور میں جنگل کے قانون کو نافذ کر دیا جائے۔ اگر کبھی ایسا ہوگیا تو یہ کروڑوں انسانوں کے ساتھ ظلم کی انتہا ہوگی اور بھارت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

کمزوروں کو لوٹ کر قلاش کر دینے کی روایت آریاؤں نے اس وقت ڈالی تھی جب وہ برصغیر میں داخل ہوئے تھے اور لوٹ کھسوٹ، ظلم اور زیادتی کو جائز قرار دینے کو مذہبی رنگ دے دیا تھا تا کہ مظلوموں کو مطمئن کیا جا سکے کہ یہ تمام مصیبتیں ان کے مقدر کا حصہ تھا اور ہزاروں برس سے آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آریاؤں نے شاستروں اور ویدوں کی رو سے جن اقوام کو اچھوت اور نیچ قرار دیا تھا وہ یہ ہیں۔ جن کو بھارت کی عدالت عالیہ نے بھی شودر ہونے کی توثیق کر دی ہے جو انسانیت کی توہین ہے۔

گائستھ قوم:

''اگر چہ اس قوم نے بہت ترقی کر لی ہے لیکن برہمن چھتری بنئے بقول ان کو نیچ اور شودر ہی سمجھتے ہیں اور ان سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان کا چھویا ہوا کھانا پانی نہیں کھاتے اور نہ آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں۔''

(کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۲۵ جلد ۲۵ ص ۶۳۶)

کرمی قوم:

''کرمی ایک کاشتکار قوم ہے جو اودھ میں رہتی ہے یہ برہمن اور چھتریوں جیسی زندگی گزارتے ہیں اور کاشتکاری ان کا پیشہ ہے۔ جنیو (زنار) پہنتے ہیں۔ بیوہ کی دوسری شادی کے خلاف ہیں رام اور کرشن کی پوجا کرتے ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے، اپنے مرنے والوں کا کریا کرم بڑے برہمن کو بلا کر کراتے ہیں۔ ان کا کوئی کام (کرم) ویدک اور برہمنی دھرم کے خلاف نہیں ہوتا مگر وہ

اچھوت قرار دیئے جاتے ہیں۔ برہمن اور چھتری نہ ان کا چھوا کھاتے ہیں نہ ان سے رشتہ کرتے ہیں نہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ مگر وہ اچھوت ہی قرار پاتے ہیں۔" (لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ ص ۳۴۳)

سکھ قوم:

"ہندوؤں کے نزدیک سکھ قوم جو پہلے جاٹ تھی اچھوت ہے۔ اعلیٰ ذات کے برہمن اور چھتری اُن سے شادی نہیں کرتے نہ ان کا کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے ہیں۔" (بھارتی قانون نے اس کی توثیق کر دی ہے)

(انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۴ ص ۳۴۳)

مرہٹہ:

"ان کے بارہ قبائل ہیں جو یدو جادو وغیرہ کہلاتے ہیں۔ یہ خود کو راؤ بھی کہتے ہیں۔ جو راجپوتوں کا لقب ہے۔ کاشتکاری کرتے ہیں۔ مگر شاستروں کے مطابق اچھوت ہیں۔ برہمنوں کے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ قوم دوغلی اور مخلوط النسل ہے۔ یعنی یدو بنسی مرہٹے دوغلے ہیں اور سیوا جی کی نسل سے تعلق رکھنے والے سورج بنسی مرہٹے بھی دوغلے ہیں۔ ان میں دراوڑی خون شامل ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ صحیح النسل چھتری نہیں ہیں۔ اسی طرح ناگپور کے بھونسلے اودے پور کے راجہ بن بیر سنگھ کی اولاد سے ہیں جو ایک مقامی عورت سے تھا۔ برہمن ان کے ساتھ نہ کھاتے اور نہ شادی کرتے ہیں۔"

(ویکلی رپورٹر بمبئی جلد ۴ ص ۵۲۴، دکن لاء رپورٹ جلد ۱۲ ص ۳۸۴)

نائڈوقوم:

''دراوڑی قوم سے تعلق رکھنے والی دکن کی مختلف اقوام اچھوت ہیں۔ ان میں یلما، ریڈی، لنگایت، جنگم مہذب قومیں ہیں۔ ان کی تعلیم اور تہذیب دیگر پست اقوام سے زیادہ ہے۔ انہوں نے اپنا آبائی سناتن دھرم چھوڑ کر ویدک دھرم اپنالیا ہے۔ یہ بھی اچھوت قرار دیئے گئے۔''

(مدارس ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ص ۱۳۵)

مسلمان قوم:

ویدوں اور شاستروں کے ماننے والے ہندو مسلمانوں کو ملیچھ اور نیچ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے ساتھ کھانا پینا بھی ناپسند کرتے ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں گھر جاکر گائے کا پیشاب خود پر چھڑک کر اپنے آپ کو پاک کر لیتے ہیں۔

انسانوں سے نفرت کرنے والی اس ہندو قوم کا یہ عالم ہے کہ علوم وفنون اور سائنسی ترقی کے اس دور میں بھی جبکہ میڈیکل سائنس بھی بام عروج پر ہے اور دنیا کا ہر شخص جانتا ہے کہ پیشاب نجس ہوتا ہے اور طبی واخلاقی نقطہ نظر سے بھی اس کا پینا نہ صرف انسانوں کے لئے ضرر رساں ہے بلکہ اس کا جسم کے کپڑوں پہ چھڑکنا بھی انسان کو پلید اور ناپاک کرنے کے سوا کوئی اور فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ مگر شیطان نے ان کو انسانیت کی پستی کی ان اتاہ گہرائیوں میں لا پھینکا ہے جہاں پاکی اور ناپاکی کا تصور بھی اس قوم نے فراموش کر دیا ہے۔ جبکہ سب جانتے ہیں کہ انسان کو پاک رہنا چاہئے اور پیشاب تو ناپاک ہوتا ہے۔

روئے زمین پر عبادت کا پست ترین انداز

روئے زمین پر ہندو واحد قوم ہے جس نے بابل و نینوا کی ہزاروں برس پرانی، مادر پدر آزاد عذابِ الٰہی کا شکار ہونے والی تہذیب کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ ہندوؤں کی عبادت اور عقیدہ کو دیکھ کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ دنیا کی واحد قوم ہے جس نے لنگ پرستی کی اور اس عمل کو عبادت کا اعلیٰ درجہ دیا ہوا ہے۔ ہر مندر میں لنگ پرستی (انسانی اعضائے تناسل کی پرستش) ہوتی ہے اور اخباری رپورٹوں کے مطابق ہندوستان کے بڑے بڑے مندر دیوداسیوں کی آڑ میں فحاشی اور عیاشی کا بہت بڑا ذریعہ بن چکے ہیں۔

پانچ ہزار برس قبل بابل و نینوا کی تہذیب میں بھی مندروں کا یہی عالم تھا اور سرِ شام نوجوان مندروں کا رخ کر لیتے تھے۔ اس دور میں دیوداسیوں کو ذہن نشین کروا دیا گیا تھا کہ مردوں کے ساتھ شب بسری اور ہم بستری بہت بڑی عبادت اور ثواب کا کام ہے۔ یہ روایت مندروں میں آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ اُس دور میں فحاشی کی تمام صورتیں موجود تھیں۔ ننار کا بت بہت مشہور تھا اور اس کے مندر میں یہ سب کچھ ہوتا تھا۔ مگر لنگ پرستی کا ثبوت نہیں ملتا۔ لنگ پرستی کی روایت کی تفصیل شیوا پران نامی ہندوؤں کی کتاب میں موجود ہے:

''ایک بار پاربتی جی کو دن کی روشنی میں مہادیو (شیوا) سے ہمبستری کی خواہش ہوئی۔ مہادیو کو یہ بات پسند نہ آئی۔ پاربتی نے اصرار کیا تو وہ لیٹ گئے اور پاربتی کو اوپر لے لیا پھر اپنے لنگ کو بڑا کرنا شروع کیا۔ پاربتی اس میں ٹنگی ہوئی فضا

میں بلند ہوگئی اور آسمان تک پہنچ گئی۔ وہ شور مچانے لگی تو جنگل اور بستیوں کی مخلوق حیرت سے یہ ماجرا دیکھنے جمع ہوگئی۔ وشنو نے شور سنا تو اسے پاربتی پر رحم آ گیا اس نے پاربتی کو (لنگ سے) نکالنے کی کوشش کی مگر نکال نہ سکا، (اس نے) شیو جی کا لنگ جڑ سے کاٹ دیا۔ شیو جی غصے میں اُٹھے کہ وشنو جی کو قتل کر دیں مگر وشنو نے معافی مانگ لی اور کہا میں نے محض پاربتی کو بچانے کے لئے یہ کام کیا ہے۔ مہادیو (شیوا) نے اسے معاف کر دیا لیکن حکم دیا کہ آج سے لوگ میری پوجا (عبادت) کی بجائے اس عضو کی پوجا کریں گے۔"

(ارمغان ویدص ۱۰۲ مرتبہ عزیز احمد صدیقی سے ماخوذ)

اگرچہ یہ سب لکھنے کی قلم اجازت نہیں دیتا مگر یہ بتانے کے لئے لکھ دیا گیا ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی علیہ السلام کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے ہٹ جاتی ہے تو شیطان کی پیروکار بن جاتی ہے جو اس قوم کو انتہائی پستیوں میں گرا کر آخرت برباد کروا دیتا ہے۔ ہندوستان میں یہ مذہبی رجحان بھی پایا جاتا ہے کہ جن ہندو عورتوں کے اولاد نہیں ہوتی حصول اولاد کے لئے مرد اپنی بیویوں کو مذہب کے نام پر مندروں میں پجاریوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور وہاں جو شیطانی کھیل کھیلے جاتے ہیں الامان۔ ہندوؤں کی کتابوں کے اقتباسات سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ انسانوں کو ان کی تمام تر خرابیوں، انسانی کمزوریوں کے باوجود، دیوتاؤں کا درجہ دیا ہوا ہے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ انہوں نے تواریخ عالم سے کچھ نہیں سیکھا اور نہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ قدیم اقوام عالم پر جو عذاب الٰہی نازل ہوئے تھے ان کا سبب کون کون سے گناہ کبیرہ اور کفر و شرک تھے؟ انہوں نے ٹیکسلا، موئنجو ڈرو، ہڑپہ کے کھنڈرات سے بھی عبرت حاصل نہ کی۔

دراصل شیطان کا مشن یہ ہے کہ وہ انسانوں کو عقیدہ توحید کی جگہ کفر و شرک میں مبتلا کرتا ہے اور ان کو فواحشات اور شیطانی مشاغل میں مبتلا کرتا ہے اور انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کا استحصال کروا کر انسانیت کی تذلیل سے خوش ہوتا ہے اور انسان چندروزہ دنیاوی زندگی اور گناہوں کی لذت میں ایسا گم ہوتا ہے کہ اس کو اپنی آخرت اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا خیال تک نہیں آتا۔ زندہ انسان یہ بھول جاتے ہیں کہ جس خالق کائنات نے ان کو پہلے پیدا کیا تھا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

آریاؤں کی فواحشات اور ویدک تعلیمات

اگر ہم ویدوں کی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آریاؤں میں شادی بیاہ کا رواج مفقود تھا۔ یہ لوگ مادر پدر آزاد تھے یہ لوگ جنسی تسکین کے لئے فواحشات کا سہارا لیتے تھے۔ یہ لوگ جنسی تسکین کے لئے اپنی ماں، بہن، بیٹی سے بھی منہ کالا کر لیتے تھے۔ ویدوں کی تعلیمات نے ان میں آج تک وہ اثرات باقی رکھے ہیں۔ مشہور ہے کہ راجہ داہر نے اپنی سگی بہن سے شادی کر لی تھی۔ مذہب کے نام پر آج بھی یہ لوگ جنسی بے راہ روی کا شکار ہیں۔

ویدوں کی جملہ تعلیمات کا حاصل

1) ویدوں کی تعلیمات انسانوں پر ظلم وزیادتی کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ انسانیت کی تذلیل اور کمزوروں اور نیچی ذات والوں کے استحصال کا درس دیتی ہیں۔

2) وہ نفرت کا پرچار کرتی ہیں۔ لوٹ مار اور غارت گری کو اونچی ذات والوں کے لئے جائز قرار دیتی ہیں اور اونچ نیچ پیدا کر کے غیر مساوی سلوک کا حکم دیتی ہیں۔

3) وید عبادات کے ضمن میں بت پرستی، کفر وشرک کی تعلیم دیتے ہیں جو خطرناک ترین گناہ ہے اور ان پر عمل کرنے والوں کی بخشش نہیں ہے اور وہ دوزخ میں جائیں گے۔

4) ان تعلیمات کو چھوڑ کر جن میں اللہ ایک ہے کا درس موجود ہے۔ بقیہ ۹۹ فیصد تعلیمات انسانی ذہن کی اختراع ہیں جن کو الہامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

5) ویدوں میں برہمن کو غیر منصفانہ حد تک حقوق دیئے گئے ہیں جو کام دوسروں کے لئے گناہ ہیں۔ برہمن کے لئے جائز کئے گئے ہیں اور غیر برہمنوں کے حقوق کو بری طرح سے پامال کیا گیا ہے اور ان کی حق تلفیاں کی گئی ہیں۔

6) وید خود ساختہ دیوتاؤں، اجرام فلکی، آگ، پانی، ہوا اور مٹی کی پرستش کی اجازت دیتے ہیں۔

7) ویدوں میں انسانوں کو خدائی درجہ دیا گیا ہے۔

8) ویدوں میں اندرا، وشنو اور برہما دیوتاؤں (خودساختہ خداؤں) کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کی حرام کاریاں، شہوت پرستیاں بھی مذکور ہیں جو ان کو عام نیک انسان سے بھی پست درجہ پر ظاہر کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں بری طرح سے ان کی بے حرمتی کی گئی ہے۔

9) ویدوں میں عضوتناسل (لنگ) کی عبادت کی تلقین کی گئی ہے جس کی مثال قدیم بت پرست قوموں میں بھی نہیں ملتی۔

10) وہ خدا ہی کیا جو تخلیق ہو جائے، اللہ تعالیٰ تو ان عیوب سے پاک ہے مگر ویدوں میں نہ صرف تخلیق کائنات کے حوالے سے غیر منطقی تعلیمات دی گئی ہیں بلکہ دیوتاؤں کی تخلیق کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

11) اسی پر بس نہیں کہ دیوتاؤں کو مخلوق کی طرح تصور کر کے ان کی بیویاں بھی بتائی گئی ہیں جن کا نام سری دیوی، کالی کلکتہ والی اور لکشمی دیوی ہے۔

12) ویدوں میں عورتوں کی بری طرح سے تذلیل کی گئی ہے۔ ان کو جائز حقوق نہیں دیئے گئے۔

13) ویدوں میں برہمنوں کے حلولی دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے۔ جیسے برہمنوں کے پنج تن، کرشن جی، کرشن لیلا، ہنومان جی۔

14) آخرت کا تصور بھی غیر حقیقی اور ناقابل یقین ہے۔

ویدوں کے متعلق ہندو محققین کے خیالات

مختلف زمانوں میں مختلف شاعروں نے (جس قسم کے شاعر اس زمانے میں ہو سکتے تھے) اپنے ماحول، معاشرہ، بودو باش، رسوم و روایات، قصص و حکایات کے متعلق جو کچھ نظم کیا وہ آریاؤں کی خانہ بدوشی کی زندگی اور بعد میں کاشتکاری کے زمانہ میں زبان زد خلائق تھا (جس طرح قدیم زمانہ کے بعض منظوم قصے آج کل بھی دیہات میں مروج ہیں) بعد میں ویاس جی نے ان میں اپنے مسلک و خیالات کا اضافہ کیا اور تصنیف کی۔ ممکن ہے کہ ویدوں میں کہیں کہیں الہامی تعلیمات بھی ہوں کیونکہ ان میں شرکیہ تعلیمات کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں الہامی تعلیمات کی جھلک بھی دکھائی دے جاتی ہے۔ میتا پراں بحوالہ ہندوازم ص ۹۰ میں لکھا ہے:

''ایک وید میں متعدد بار تحریف ہوئی ہے۔ رشیوں کی نسلوں نے اس میں نگاہ کی خرابی اور دل کی لغزش کی وجہ سے بہت سی اختلافی چیزیں داخل کر دی ہیں۔ منتروں، برہمنوں اور کلپ سوتروں کے نسق میں بہت سی تبدیلیاں ہو گئیں اور رگ، یجر اور سام وید بار بار مدون ہوئے پہلے یجر وید ایک ہی تھا پھر اس کے دو حصے ہو گئے۔ اسی طرح دواپرا زمانہ میں تینوں ویدوں میں خلفشار واقع ہو گیا۔''

اب یہ حقیقت سامنے آ گئی ہے کہ وید کسی ایک دور کی تصنیف نہیں ہیں۔ بلکہ عرصہ دراز تک سینہ بسینہ چلے آنے والے لٹریچر پر مبنی ہیں۔ ان میں مختلف ادوار میں رد و بدل کیا جاتا رہا۔ ہندوازم کی تعلیمات میں تضاد اس بات کا ثبوت ہے۔

تین خدا

ہندوؤں میں برہما، شو اور وشنو تین خدا مانے جاتے ہیں۔ دورِ جدید میں ہندوؤں کا کہنا ہے کہ یہ تینوں مستقل خدا نہیں ہیں بلکہ پرماتما کی تین صفتوں کے مظہر ہیں:

1) برہما: یعنی پیدا کرنے والا

2) شو جی: سلسلہ کو آگے بڑھانے والا

3) وشنو: ہلاک کرنے والا

ان میں سے شو جی کی لنگ کے توسط سے پرستش عام طور پر کی جاتی ہے۔

ان کا ذکر رامائن مہابھارت میں کہیں نہیں ہے۔

شو جی کی بدکار سوچ:

ایک دفعہ شو جی نے دیکھا کہ وہ اپنی لڑکی سرسوتی سے امر شنیع (زنا) کا مرتکب ہونا چاہتا ہے۔ (معاذ اللہ) (ہندوازم ص ۱۸۴)

ہندوازم میں خدا کے تصور میں بھی توہین کا عنصر شامل کیا گیا ہے۔

ہندو ڈاکٹر چٹر جی نے اپنی کتاب (Oh You Hindu Awake) میں لکھا ہے:

”مذہب تو زندگی گزارنے کے ڈھنگ کا نام ہے اور یہ کہ اس سے دنیا اور آخرت کی کامیابی ملے۔ دنیا کا ہر مذہب ایسے ہی بنیادی اصولوں کا حامل

ہے۔ مذہب تو انصاف کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ اسے چاہئے کہ وہ محبت، انصاف اور برابر کے حقوق دے تو ضروری ہے کہ مذہب انسانی فطرت کی تشفی کرے کیونکہ ساری انسانیت اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ اپنی مخلوق کے درمیان تعصب نہیں رکھتا۔ چاہے کوئی گورا ہو یا کالا، اونچی ذات کا ہو یا نیچی ذات کا، امیر ہو یا غریب، اللہ کمزوروں کے خلاف ظالموں کا مددگار نہیں۔ جنہیں ستایا گیا ہو اللہ کی ہمدردیاں تو ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اب ہمارے انڈیا میں کئی مذہب ہیں۔ ہر مذہب کا حامل دوسرے کی عزت کا خیال رکھتا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو نام نہاد اونچے لوگ برہمن ہیں۔ انہوں نے ہندوؤں کے ذہنوں میں دوسرے مذاہب کے بارے میں نفرت وحقارت کے بیج بو دیئے ہیں کہ وہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھیں نہ صرف یہ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں بلکہ چھوٹی ذات کے ہندوؤں کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔

منوسمرتی:

ہندوؤں کی مقدس کتاب میں تحریر ہے:

''برہمن پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ دھرم (مذہب) کو پورا کرے۔ چنانچہ دنیا میں جہاں کہیں بھی جو کچھ بھی موجود ہے وہ برہمن کی جائیداد ہے، برہمن کی اصلیت کی عظمت کی بنیاد پر برہمن سب کا سہارا بن کر رہے گا اور تمام لوگ برہمن کے ماتحت رہ کر اس کی مہربانیوں کے گن گائیں گے۔''

منوسمرتی کے اس اشلوک کو آکسفورڈ سے شائع ہونے والی کتاب (Hindu Manners) کے صفحہ ۱۳۹ پر وضاحت کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے:

کائنات دیوتاؤں کی قوت کے ماتحت ہے

دیوتا منتروں کی قوت کے ماتحت ہیں

منتر برہمنوں کی قوت کے ماتحت ہیں

لہٰذا برہمن ہی ہمارے دیوتا ہیں

امریکہ نے ایک معروف اسکالر ڈاکٹر چارلس نے اپنی خودنوشت سوانح عمری میں ہندو مذہب کے بارے میں اپنے تجربات کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہندو کون ہوتا ہے۔ اس کی تعریف کرنا بڑا آسان ہے۔ ہندو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو بھی خدا کہہ دیا جائے تو اس کی حقیقت پر کوئی تحقیق ہوسکتی ہے نہ سوال کیا جاسکتا ہے۔ بس ایک بات ہے کہ اس کی پوجا کی جانی چاہئے۔''

گاندھی نے کہا:

''میرا رام وہ رام نہیں جو رامائن کا رام ہے۔''

جواہر لعل نہرو نے کہا:

''رامائن اور مہابھارت الف لیلوی داستانیں ہیں جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔''

بھارت کے پہلے گورنر جنرل راج گوپال اچاریہ نے کہا:

''رامائن حقیقی داستان نہیں ہے۔ یہ محض لٹریچر ہے اب غور کریں تو ہندو اس لٹریچر کو ختم کیوں نہیں کر دیتے؟ تو جواب یہ ہے کہ ہندو دھرم باقی نہیں رہے گا۔''

رام دیوتا:

ہندوؤں کا سب سے بڑا دیوتا، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق والمکی نے کتاب لکھی ہے جس کا نام رامائن ہے۔ ایک انسان کی لکھی ہوئی کتاب کو ہندو مقدس کتاب کا درجہ دیتے ہیں۔ اس مقدس کتاب میں رام کے متعلق جو کچھ لکھا وہ یہ ہے کہ رام اپنی بیوی سیتا کو سکریوان (راون) ہندوؤں کے نزدیک شیطان) لے کر سری لنکا بھاگ گیا۔ حیرت یہ ہے کہ شیطان ہندوؤں کے بھگوان رام سے طاقتور نکلا، اب رام نے بیوی واپس لانے کے لئے ایک بندر نما دیوتا ہنومان کی خدمات حاصل کر لیں۔ ہنومان نے رام سے کہا کہ وہ اس شرط پر مدد کرے گا کہ رام اس کے دو جڑواں بھائیوں کو قتل کر دے۔ معاملہ طے ہو گیا تو ہنومان نے پورا ساتھ دیا۔ بہر حال رام کی بیوی سیتا واپس آ گئی۔ رامائن میں لکھا ہے کہ سیتا نے کافی عرصہ راون (شیطان) کے ساتھ لنکا میں گزارا تھا اس کے دل سے راون کی محبت نہ گئی۔ رام کی سالی نے ایک دن رام سے کہا کہ سیتا آپ کی چہیتی بیوی ہے مگر وہ تو ابھی تک راون کی محبت میں گرفتار ہے۔ آؤ تم کو دکھاؤں کہ اس کے پنکھے میں راون کی تصویر ہے جسے وہ اپنے سینے پر رکھ کر سوتی ہے۔ چنانچہ رام نے یہ سب کچھ خود دیکھ لیا۔

اب رام کے متعلق جائزہ لیں کہ اس کی بیوی راون کے پاس رہ کر آ گئی مگر اس نے اس کو اپنے گھر دوبارہ رکھ لیا۔ اس کی بیوی سیتا راون کی محبت کو سینے سے لگائے رہی۔ رام سیتا کو خود راون سے واپس لانے کی بجائے ہنومان کا سہارا لینے پر مجبور ہے اور وہ اس کے سوتیلے بھائیوں کو جان سے مارنے کا وعدہ کر رہا ہے۔ راماءٔن کے مطابق رام نے نیچی ذات کی عورتوں کے ناک کان اور چھاتیاں کاٹ ڈالی تھیں۔

اسی رام کو ہندو اپنا دیوتا کہتے ہیں اور اس کے اعمال کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہوئے اس کی پیروی کرتے ہیں۔

یہ کیسا دیوتا ہے کہ اس کی جنم بھومی بھی تھی اور حکومت بھی۔ اس کے جتنے حالات و واقعات ہیں سب دنیاوی راجاؤں جیسے ہیں اور وہ خود بھی راجہ تھا۔ جس کو انہوں نے خدا کا روپ دے رکھا ہے۔

دراصل ہندو لٹریچر میں مجوسیوں کی تعلیمات کا بہت اثر ہے۔ مجوسی بھی بادشاہ کو خدا کا درجہ دیتے تھے۔ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ ہندو بھی آگ کو دیوتا مانتے اور عبادت کرتے ہیں۔ رام کی تاریخ سے ہندو دانشور متاثر نہیں ہوتے جیسا کہ ہم پہلے نہرو اور گاندھی کا ذکر کر چکے ہیں کہ وہ رام کو وہ رام نہیں سمجھتے جو عام ہندو سمجھتے ہیں۔

کرشن مہاراج (دیوتا)

اس کو بھی ہندو دیوتا مان کر پوجا کرتے ہیں۔ اس دیوتا سے منسوب ہے کہ اس کو برہنہ لڑکیوں کو دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ جب ہندو عورتیں دریا پر نہا رہی تھیں اس نے ان سب کے کپڑے اٹھا لئے اور درخت پر جا بیٹھا۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب گیتا میں لکھا ہے کہ جب کرشن دیوتا درخت پر بیٹھا تھا تو یہ عورتیں اپنا جسم اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ رہی تھیں اور اپنے کپڑے مانگ رہی تھیں۔ کرشن دیوتا نے ان کو برہنہ حالت میں دیکھنے کے لئے کہا کہ وہ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اس کو نمستے کہیں (سلام کریں) تو کپڑے ملیں گے۔ انہوں نے ایسا کیا تو کرشن کی خواہش پوری ہوگئی اور اس نے ان کے کپڑے واپس کر دیئے۔

ذرا غور فرمایئے اس قسم کی تعلیمات ہندوؤں کی کس قسم کی تربیت کرتی ہیں؟ دیوتاؤں کا یہ عالم ہے تو پیروکار کس قسم کے اعمال کریں گے۔ اس طرح گناہوں کو ہندوازم نے جائز قرار دے رکھا ہے تو شرم و حیا، عزت اور آبرو کا تحفظ بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ دیگر دیوتاؤں کے حالات و تعلیمات سراسر دیومالائی قسم کے ہیں اور دراصل ہندوازم کو مذہب کہنا بھی مناسب نہیں ہے۔

دیوتا اوران کی تعداد

دیوتاؤں کو اگرچہ خداؤں کے روپ سمجھا جاتا ہے مگر یہ لفظ اس قدر استعمال کیا جاتا ہے کہ اگر کسی ہندو میں کوئی اچھا عمل دیکھ لیا جائے تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تم تو دیوتا سمان ہو یعنی دیوتا کی طرح ہو اور کبھی کبھی تو زور دے کر کسی انسان کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تم تو دیوتا ہو۔ یہی حال نیک عورت کا ہے کہ اس کو دیوی کہہ دیا جاتا ہے کہ ہندوازم انسانی اختراعی سوچ کے گرد گھومتا ہے جیسے انسان کی بیوی ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک دیوتا کی بھی بیوی (دیوی) ہوتی ہے۔ مسٹر گونداس کی تحقیق کے مطابق پہلے ویدوں میں ۳۳ دیوتا تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد ۳۳ کروڑ تک جا پہنچی۔ (ہندوازم ص ۱۵۹)

ہندوؤں نے ہر شے کا الگ الگ دیوتا مقرر کیا ہوا ہے جیسے یجر وید ادھیائے ۲۴ میں لکھا ہے:

''تیز رفتار گھوڑے، مارخور بکرے، نیل گائے کا دیوتا سورج ہے۔ کالی گردن والے پشو کا دیوتا اگنی ہے۔ داغدار پیشانی والی بھیڑ کا دیوتا سرسوتی ہے۔ کالے رنگ والے تندخو بائیں اور دائیں طرف سفید دھاریوں والے یا بالکل سیاہ دھاریوں والے پشوؤں کا دیوتا یم ہے۔ جس کی دم پر سفید داغ ہوں اس پشو کا دیوتا دابو ہے۔ بغیر مہار آئے سانڈ سے جفتی کر کے حمل اسقاط کرنے والی گائے کا اور چھوٹے قد اور ٹیڑھے ترچھے اعضاء والے پشو کا دیوتا وشنو ہے۔ سرخ اور سرخی مائل سیاہ رنگ والے اور بیر کے مانند ارغوانی رنگ والے پشوؤں کا دیوتا سوم ہے۔ اگلی ٹانگوں پر سفید داغوں والے، اگلے زانوں پر

سفید داغوں والے پشوؤں کا دیوتا پرسپتی ہے۔ آسمانی رنگ والے پشوؤں کا دیوتا میگھ ہے۔ کالی گردن والے، سفید جوڑوں والے، موٹی ٹانگوں والے پشوؤں کا دیوتا پون اور بجلی ہے۔ نیچی آواز والی، اونچی آواز والی اور مدھم آواز والی تین قسم کی بھیڑوں کا دیوتا پرتھوی ہے۔ لال رنگ والوں کا دیوتا رُدر ہے۔ مگرمچھ کے بچے اور مگرمچھ اور دیگر آبی جانوروں کا دیوتا سمندر ہے۔''

دُعا ملاحظہ ہو

اتھرو وید کانڈ ۵ سوکت ۲۴ میں ہے:

1) اگنی دیوتا جو نباتات کا مالک ہے مجھے محفوظ رکھے۔
2) دیئو اور زمین جو تخیوں کی مالکہ ہیں وے دونوں دیویاں میری رکھشا کریں۔
3) ورن دیوتا جو پانیوں کا مالک ہے میری حفاظت کرے۔
4) متر اور ورن نامی دیوتا جو بارش کے دیوتا ہیں میری رکھتا کریں۔
5) کرت دیوتا جو پہاڑوں کے مالک ہیں میری حفاظت کریں۔
6) سوم دیوتا جو بیلوں کا مالک ہے میری حفاظت کرے۔
7) ہوا جو طبقۂ وسطیٰ کی مالک ہے مجھے محفوظ کرے۔
8) سورج دیوتا جو آنکھوں کا مالک ہے میری رکھشا کرے۔
9) چاند جو تاروں کا مالک ہے میری حفاظت کرے۔
10) اندر دیوتا جو دیولوک کا مالک ہے میری رکھشا کرے۔
11) مرتوں کا باپ جو حیوانوں کا مالک ہے میری رکھشا کرے۔
12) موت کا دیوتا جو رعایا یا جانداروں کا مالک ہے میری حفاظت کرے۔
13) یم راج جو مرے ہوئے پتروں کا مالک ہے مجھے محفوظ رکھے۔

مختلف ویدوں میں عبادت (پوجا)

ہندوؤں کے مختلف ویدوں میں بانجھ گائے کے بالوں اور کھروں کو سجدہ، گھوڑوں اور گھوڑیوں کے مالکوں کو سجدہ، نائی کے استرے اور سردی والے بخار کو نمسکار (سلام)، سجدہ کرنے کی تلقین اور سانپوں کی پرستش کے احکامات موجود ہیں۔

رگوید منڈل ۶ سوکت ۵۲ منتر ۱۳، ۱۴ میں ہے:

''چڑھتی ہوئی اشا (شفق) میری رکھشا کرے، لہروں والے دریا میری حفاظت کریں، ساکن پہاڑ میری رکھشا کریں اور سورگ میں (جنت میں) پہنچے ہوئے میرے پتر (بچے) میری حفاظت کریں۔''

ہندوازم کفر وشرک اور تضادات کا ملغوبہ

ہندوازم میں کائنات میں موجود اشیاء، مظاہرات قدرت، چاند، سورج، ستاروں، جانوروں کو ایک دوسرے کا دیوتا بنا دیا گیا ہے اوران کی پوجا کی جاتی ہے۔ شیطان انسانوں کو کس قدر پستی کی انتہا تک گرا کر گمراہ کر سکتا ہے ہندوازم اس کی زندہ مثال ہے۔ اس میں وہ باتیں شامل ہیں جن کو کسی صورت بھی عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی حد تو یہ ہے کہ خدا اور فرشتوں کی تمیز بھی ختم کر دی گئی ہے اور فرشتوں کو بھی خدائی درجہ دے کر ان سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کی اس منطق کو تمام کائنات پر منطبق کیا جائے تو تمام کائنات کے ستاروں، سیاروں اور اشیاء اور دیگر مخلوقات کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کو دوسرے حصہ کا دیوتا بنانا پڑے گا اس طرح ۳۳ کروڑ تو کیا

ان گنت دیوتا بن جائیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اور عقائد کے معاملہ میں ہندوؤں کی اکثریت غور وفکر کی ضرورت محسوس نہیں کرتی کیونکہ ہر صاحب عقل ہندو جانتا ہے کہ یہ تعلیمات عقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔

ویدوں کی تعلیمات پر مسٹر گونداس کے خیالات

مسٹر گونداس لکھتے ہیں کہ:

''ویدوں کی ازلیت وتقدس کا عقیدہ کسی ایسے شخص کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا جس کی نگاہ تاریخ پر ہو۔ یہ عقائد بالکل باطل ہیں ہر اس شخص کے نزدیک جس نے ویدوں کا خالی الذہن ہوکر مطالعہ کیا ہو۔ ان کے بے شمار باہمی تضادات، ان کے اکثر وبیشتر معاملات، ان کے مضحکہ خیز بیانات اور فحش نگاری، قدیم ایام میں بھی ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے رائے عامہ کی پرواہ نہ کی، سخت تنقید کا باعث بنی رہی ہے۔ چنانچہ چارواک کے نزدیک، ویدوں کے مصنف تھے (ان مصنفوں کے متعلق تہذیب واخلاق سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔'' (ہندوازم ص ۸۷ تا ۸۸)

❁❁❁

ویدوں میں فحش نگاری

ویدوں میں معاشرہ میں فحاشی پھیلانے کی پوری پوری ترغیب موجود ہے۔ ان کے مطابق ایک ہندو عورت ایک وقت میں کئی کئی خاوند رکھ سکتی ہے اور دیگر مردوں کے پاس اس کا خاوند زنا کروانے کے لئے بھی بھیج سکتا ہے۔ یعنی وہ ایک خاوند کے ہوتے ہوئے دوسرے لوگوں سے بھی باری باری نکاح کر سکتی ہے اور پھر دوبارہ اپنے پہلے خاوند کے پاس واپس آ سکتی ہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ وہ ایسا اپنے خاوند کی مرضی ومنشاء سے کر سکتی ہے۔

ملاحظہ ہو اتھروید کانڈ نمبر ۵، سوکت نمبر ۱۷، منتر نمبر ۸۔۱۱، رگوید منڈل نمبر ۱۰ سوکت نمبر ۱۰۹، منتر ۷، ۸:

''اگر کسی ایک عورت کے پہلے دس غیر برہمن خاوند موجود ہوں، اگر برہمن اس کا ہاتھ پکڑ لے تو وہی اس کا اکیلا خاوند سمجھا جائے گا کیونکہ برہمن ہی عورتوں کا مالک یا خاوند ہے نہ کہ کھشتری اور ویش۔''

یہ تحریر ہندوؤں کے لئے فتوے سے کم نہیں۔ یعنی ایک عورت کئی خاوند بھی رکھ سکتی ہے اور برہمن چاہے تو اس کو لے جائے۔ اصل حق اس عورت پر برہمن کا سمجھا گیا ہے۔ عورت کو ذلالت کے گہرے کھڈ میں پھینکنے کی مثال اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ گویا ویدوں کے نزدیک عورت بے زبان جانور سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ کتیا بھی ایک کتے کے علاوہ دوسرے کتوں کو اہمیت نہیں دیتی۔ جبکہ ہندو عورت کو تو انسانیت سے گری ہوئی اس روایت کے سامنے بولنے یا احتجاج کرنے کی بھی اجازت نہ تھی کیونکہ اس کے خیالات اور احساسات پر مذہبی تعلیم کا خول چڑھا دیا گیا تھا اور وہ مجبور و بے بس ہو گئی تھی۔ دنیا کے کسی مذہب میں عورت کے استحصال کی مثال اس سے

بڑھ کر موجود نہیں ہے۔

ہندوازم کے وید تو دیور کو بھی عورت کا دوسرا خاوند قرار دیتے ہیں اور دعوت فحاشی دیتے ہیں۔

اتھروید کانڈ نمبر ۱۴، سوکت نمبر ۲، منتر نمبر ۱۸،۱۷:

''خاوند سے سنتان کے ابھاؤ (اولاد نہ ہونے کی صورت میں) میں دیور کی کامنا (چاہت) کرنے والی عورت۔''

ہندوازم میں مذہبی طور پر ایک عورت بیوی ہو سکتی ہے اس کو طلاق دینے کی اجازت نہیں۔ اس لئے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ دیور سے ملوث ہو جاتی تھی۔ دور جدید میں بھی کٹر ہندو اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو مندر میں بھیج دیتے ہیں کہ وہ عورت بچہ پیدا کر سکے۔ اب پروہت اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔ اس سے زیادہ عورت کی تذلیل اور کیا ہوگی۔ جبکہ عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہوتی ہے اور تینوں صورتوں میں وہ قابل احترام ہوتی ہے۔

مہامنی پاسک اچاریہ نے نرکت میں دیور کے معنی دوسرا ''ور'' (خاوند) لکھا ہے۔

ہندوازم کی کتابوں، ان کی تعلیمات، خود ساختہ فلسفوں اور غیر حقیقی باتوں کے متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے جس کے لئے یہ پوری کتاب بھی ناکافی ہے۔ تاہم ان تعلیمات کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کسی دور میں ہندوازم بھی وحدانیت کا پرچار کرنے والا مذہب ہوگا۔ مگر ہزاروں برس پر محیط ادوار میں اس کا حلیہ اس قدر بگاڑ دیا گیا کہ موجودہ صورت ہو چکی ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ایسی ہستی دنیا میں موجود ہو جو ہندوازم کی تعلیمات کے برعکس صراط مستقیم دکھائے تاکہ ان کی اصلاح ہو سکے اور ان کو آخرت میں پچھتاوا نہ ہو سکے۔

کلکی اوتار

(پیغمبر عالم، رہبر کل کائنات)

(روزنامہ جنگ جمعہ ایڈیشن 7/7/1999)

مصنف پنڈت وید پرکاش اپادھیائے (بنگالی نژاد ہندو برہمن) الہ آباد یونیورسٹی میں سنسکرت کے ریسرچ اسکالر ہیں۔ نامور محقق ممتاز عالم دین (پنڈت) نے کئی سال کی تحقیق ودریافت کے بعد جو کتاب لکھی ہے اس کو آٹھ دیگر ممتاز پنڈتوں نے نظر ثانی کے بعد درست قرار دیا ہے۔

کتاب کے مصنف اور دیگر ممتاز پنڈتوں نے واضح طور پر لکھا ہے:

''ہندومت میں اور ہندوؤں کی بڑی بڑی کتابوں میں جس رہبر و راہنما (پیغمبر عالم ﷺ) کا تذکرہ کلکی اوتار کے نام سے ملتا ہے وہ صرف عرب کے (حضرت) محمد (ﷺ) صاحب پر ہی صادق آتا ہے۔ اسی لئے دنیا بھر کے ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ مزید انتظار کی زحمت ترک کر کے اس ہستی (محمد ﷺ صاحب) کو کلکی اوتار (پیغمبر عالم) کے طور پر مان لیں۔ (بالفاظ دیگر ان پر ایمان لے آئیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کریں) کتاب کے مصنف اور دیگر آٹھ دوسرے ممتاز پنڈتوں نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ہندومت کے پیروکار اب تک کلکی اوتار کے منتظر ہیں۔ وہ ایک ایسے انتظار کی زحمت میں مبتلا ہیں جو قیامت تک ختم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ جس متبرک اور برگزیدہ ہستی کے وہ

منتظر ہیں وہ تو اس دنیا میں آ چکی ہے اور آج سے چودہ سو سال قبل اپنا مشن (کام) پورا کر کے دنیا سے پردہ فرما لیا ہے۔ پنڈت وید پرکاش اود پادھیائے اپنے دعوے کے ثبوت میں ہندوؤں کی متبرک کتابوں ویدوں سے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

1) ''پرون'' ہندوؤں کی متبرک کتاب میں لکھا ہے کہ: ''کلکی اوتار'' اس دنیا میں بھگوان کے آخری پیامبر ہوں گے یہ پوری دنیا اور عالم انسانیت کی رہنمائی کے لئے مبعوث ہوں گے اس حوالے کے بعد پنڈت جی لکھتے ہیں: ''یہ بات صرف اور صرف حضرت محمد (ﷺ) صاحب پر ہی صادق آتی ہے۔''

2) ہندومت کی ایک پیشین گوئی کے مطابق کلکی اوتار (پیغمبر انسانیت) ایک دیپ (جزیرہ نما) میں پیدا ہوں گے اور یہ دیپ ہندومت کی کہاوت کے مطابق علاقہ عرب ہے جو جزیرہ نمائے عرب کے نام سے بھی مشہور ہے۔

3) ہندومت کی مقدس کتب میں کلکی اوتار پیغمبر عالم کے باپ کا نام وشنو بھگت اور والدہ کا نام سومانب بتایا گیا ہے۔ سنسکرت میں وشنو کے لفظی معنی ''اللہ'' اور بھگت کے لفظی معنی بندہ کے ہیں۔ اس لئے وشنو بھگت کا عربی ترجمہ ''عبداللہ'' ہوا جس کے معنی اللہ کا بندہ ہیں۔ اور سومانی کے معنی ''امن و شانتی'' ہے اسے عربی میں آمنہ کہا جاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہی تھا۔

4) ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں کہا گیا ہے کہ کلکی اوتار کی گزر بسر کھجوروں اور زیتون پر ہوگی اور وہ علاقے کے سب سے ایماندار اور سچ بولنے والے ہوں

گے۔ظاہر ہے کہ یہ بات سوائے حضرت محمد ﷺ کے کسی اور پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ ان کو صادق اور امین بھی کہا جاتا تھا۔

5) ویدوں میں کہا گیا ہے کہ کلکی اوتار اپنے علاقے کے سب سے معزز گھرانے میں پیدا ہوں گے۔ یہ بات بھی حضرت محمد ﷺ ہی پر صادق آتی ہے۔

6) کلکی اوتار کو بھگوان (اللہ) اپنے قاصد (فرشتہ) کے ذریعے غار میں تعلیم دے گا۔ حضرت محمد ﷺ صاحب کو حضرت جبریل امین نے غار حرا ہی میں وحی کے ذریعے تعلیم دی۔

7) بھگوان کی جانب سے کلکی اوتار کو ایک نہایت ہی تیز رفتار گھوڑا فراہم کیا جائے گا جس پر بیٹھ کر وہ پوری دنیا اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریں گے۔ حضرت محمد ﷺ کا براق پر بیٹھ کر معراج کا واقعہ اسی جانب اشارہ کرتا ہے۔

8) کلکی اوتار کو بھگوان آسمانی مدد پہنچائیں گے۔ غزوۂ بدر میں حضرت محمد ﷺ کی مدد فرشتوں کے ذریعے کی گئی۔

9) سب سے اہم ثبوت یہ ہے کہ کلکی اوتار ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوں گے۔ حضرت محمد ﷺ صاحب ۱۲ ربیع الاوّل کو تولد ہوئے۔

10) کلکی اوتار بہترین شہسوار اور شمشیر زن ہوں گے۔ اس دلیل کے جواب میں ہندو پنڈت (مصنف) جو لکھتا ہے وہ نہایت اہم اور قابل غور ہے۔

وہ لکھتا ہے:

تلوار اور گھوڑوں کا زمانہ گزر چکا ہے، بندوق اور میزائل کا زمانہ ہے۔ چنانچہ اب کسی شمشیر زن اور شہسوار کا انتظار کرنا نہایت احمقانہ فعل ہے۔ حقیقت یہ

ہے کہ آسمانی کتاب ''قرآن مجید'' کے محمد ﷺ صاحب ہی وہ کلکی اوتار (پیغمبر عالم) ہیں۔ جن کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ اس لئے جو لوگ اب تک مقدس کتاب پر ان کی پیشین گوئی کے مطابق کلکی اوتار کا انتظار کر رہے ہیں ان کو اپنا نقطہ نظر تبدیل کر لینا چاہئے۔''

ان تمام ناقابل تردید حقائق کی روشنی میں تمام ہندوؤں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر وہ حقیقت سے منہ موڑ کر اپنی مذہبی ڈگر پر چلتے رہیں گے تو آخرت میں سوائے (نرگ) اور (دوزخ) کے ان کو کوئی مقام حاصل نہ ہو سکے گا کیونکہ ہندو کفر و شرک بت، پرستی اور خود ساختہ دیوتاؤں کے عقائد میں بری طرح سے پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور ان کو صراطِ مستقیم دکھانے کی کوشش کی ہے۔ اسلام قبول کر لینا ان کے اپنے مفاد میں ہے۔

بدھ مت

بدھ مذہب براعظم ایشیا اور مشرق بعید کے ممالک چین اور ہندوستان میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

بدھ مذہب کے بانی مہاتما گوتم بدھ ریاست کپل وستو کے راجہ کے گھر ۵٦۰ ق م پیدا ہوئے۔ بعض تاریخ دان تاریخ پیدائش کچھ اور لکھتے ہیں۔ بہرحال مہاتما بدھ کو دنیا عارضی اور ناپائیدار نظر آتی تھی اور وہ اس کو دکھوں کا گھر سمجھتے تھے۔ تمام ہندو معاشرہ نے ذات پات کے خوفناک بندھن میں ہندوؤں کو باندھ رکھا تھا اور اعلیٰ ذات کے ہندو نیچی ذات کے ہندوؤں کا بری طرح سے استحصال کرتے تھے اور ان کا مذہب کے نام پر جینا دوبھر کیا ہوا تھا۔ بدھ مذہب کی تعلیمات برہمنوں کے استحصالی نظام کے خلاف اور انسانیت کی سربلندی کے لئے تھیں۔

بدھ مذہب مساوات کا درس دیتا تھا اور اس کی اکثر تعلیمات انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مشابہ تھیں اس لئے اکثر لوگ مہاتما بدھ کو نبی یا اوتار بھی مانتے ہیں۔ مہاتما بدھ نے ہزاروں برس پہلے پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کی پیشین گوئی بھی کی تھی۔

حضور ﷺ کے متعلق پیشین گوئی

کتابوں میں لکھا ہے کہ جب مہاتما بدھ کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو مہاتما بدھ نے اپنے شاگرد نندا کو جو مغموم نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا، تسلی دیتے ہوئے کہا:

"میں دُنیا میں پہلا بدھ نہیں ہوں بلکہ دنیا میں ایک بدھ تشریف لائے گا (یعنی سب سے آخر میں آئے گا) اس لئے میرا دنیا سے جانا ضروری ہے۔"

انہوں نے اسی (۸۰) برس کی عمر میں وفات پائی۔

مہاتما بدھ نے زبانی تعلیمات دی تھیں اور ان کی تعلیمات پر مبنی ان کی اپنی کوئی کتاب نہ تھی۔ ان کی وفات کے سینکڑوں سال بعد تک ان کی تعلیمات کی حامل کوئی کتاب دنیا میں موجود نہ تھی۔ آج کل دنیا میں پالی زبان میں بدھ مت کی تعلیمات ملتی ہیں۔ بدھ مت کا لٹریچر تین مجموعوں میں ملتا ہے:

1) Sutta سُتّا کے معتقدات۔

2) Vinaya وینایا، اس میں بھکشوؤں کی زندگی کے متعلق آئین اور ضوابط ہیں۔

3) Abhi Dhamma ابھی دھما، یہ معتقدات کے متعلق فنی اور عملی مجموعہ ہے۔

اس لٹریچر کی تدوین کا دور نا معلوم ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ مجموعے تیسری صدی ق م میں مرتب کئے گئے ہوں گے۔ (داس گپتا ص ۸۳-۱۱۲)

بدھ مذہب کی تعلیمات کی تدوین کے لئے کونسلیں منعقد ہوئیں۔ مہاتما بدھ کی وفات کے بعد ایک کونسل منعقد کی گئی تھی۔ جس میں مہاتما بدھ کے قریبی شاگردوں نے شرکت کی تھی۔ تین شاگردوں کو اس کونسل میں ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ مہاتما بدھ کی تعلیمات کو قلم بند کریں۔ پہلے شاگرد نے مہاتما بدھ کی زندگی کے اصول وضوابط لکھے اپالی کے اخلاق اور رسوم بیان کئے۔ نندا نے اپنے استاد کے معتقدات کے متعلق لکھا۔ یہ کونسل سات ماہ تک کام کرتی رہی اور اس طرح بدھ مت کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا۔

جب مہاتما بدھ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو ایک اور کونسل منعقد کی گئی جس نے ان غلطیوں کا ازالہ کیا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کی تعلیمات میں شامل ہوگئی تھیں۔ اس کونسل میں طے کیا گیا کہ کھانے پینے کی اشیاء منشیات اور دان میں (نذرو نیاز میں) سونا چاندی لینے کے متعلق احکامات میں مناسب ترمیم کر دی جائے۔ اس الحاد کے ذمہ داران دس ہزار بھکشوؤں کا تنزل کر دیا گیا جنہوں نے بدھ مت میں رہتے ہوئے نیا فرقہ بنالیا۔ تیسری کونسل بادشاہ اشوک اعظم کے دور میں منعقد ہوئی جس میں ساٹھ ہزار بھکشوؤں کو الحاد کے الزام میں بدھ مت سے خارج کر دیا گیا۔ آج کے دور میں بدھ مت کے کافی فرقے ہیں۔ جن میں دو بڑے فرقے مشہور ہیں:

فرقے:

ایک جنوبی فرقہ اور دوسرا شمالی فرقہ:

جنوبی فرقہ انہی کتابوں کا حامل ہے جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے جبکہ شمالی فرقہ کے پاس للیتا دسترا نامی کتاب ہے۔ یہ کتاب ۴۰۰ء میں بھی موجود تھی۔ یہ Budha Ghosa کی تصنیف کا دور ہے۔

بدھ مت کی تعلیمات کی حامل کتابوں کی تعلیمات میں کافی تضاد پایا جاتا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بدھ مت اللہ تعالیٰ کی ہستی کا منکر ہے۔ ان کتابوں میں ایسی عجیب وغریب تعلیمات ہیں جن کا حقیقت سے قطعاً تعلق نہیں ہے اور یہ خلافِ عقل ہیں۔ کرۂ ارض کا محیط ۲۴ ہزار میل سے زائد نہیں ہے۔ مگر بدھ مت کی تعلیمات میں ملتا ہے کہ زمین کے درمیان ایک پہاڑ ہے جس کی لمبائی تیرہ لاکھ چوالیس ہزار میل ہے۔

اگرچہ بدھ مت کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار ہے مگر ہزاروں برس سے بدھ مت کے ماننے والے مہاتما بدھ کے مجسموں کی پوجا کر رہے ہیں۔ اس طرح کفر وشرک ان کے مت کا اہم حصہ بن چکا ہے اور انہوں نے خود مہاتما بدھ کو خدا بنایا ہوا ہے۔ اگر بدھ کو خدا کا اوتار سمجھ لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ وہ خدا کا ماننے والا ہوگا اور اس کی تعلیمات خدا کی ہستی کو تسلیم کرنے والی ہوں گی مگر چونکہ بدھ مت کی کتابوں کی کوئی سند نہیں اور وہ ہزاروں برس بعد لکھی گئی ہیں اس لئے ہندوازم کی کتابوں کی تعلیمات کی طرح بدھ مت کی تعلیمات بھی وہ نہیں ہیں جو مہاتما بدھ کے دور میں ہوں گی موجودہ تعلیمات کو الہامی تعلیمات تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

❁❁❁

عبادات (پوجا پاٹ)

مہاتما بدھ کی تعلیمات میں کہیں کہیں الہامی عبارات سے مشابہ تحریر ملتی ہے۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ بدھ خدائی اوتار تھے تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے وحدانیت کی تعلیم دی ہوگی۔ اس بات کو اس لئے بھی تقویت ملتی ہے کہ کہیں ثبوت نہیں ملتا کہ مہاتما بدھ کی زندگی میں کبھی ان کا کوئی مجسمہ بنایا گیا یا انہوں نے اس کی کبھی اجازت دی مگر ان کی وفات کے کافی عرصے بعد ان کے ماننے والوں نے ان کے مجسمے اور بت بنا لئے اور آج تک مہاتما بدھ کو خدائی درجہ دے کر ان کی پوجا کی جاتی ہے اور بڑی بڑی خانقاہوں کے کمروں میں ان کے مجسمے رکھے ہوئے ہیں۔ ان پر چڑھاوے بھی چڑھائے جاتے ہیں، مرادیں بھی مانی جاتی ہیں۔ ان تمام اعمال سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوازم کے اثرات اس مذہب میں بھی سرایت کر گئے۔

جین مت

جین مت بھی برہمنی سامراج کے ردِ عمل میں وجود میں آیا۔ اس کے بانی مہاتما مہاویر تھے جو مہاتما بدھ کے ہم عصر تھے۔ جینیوں کے نزدیک ان کا مذہب ازلی ہے۔ مہابیر کو یہ لوگ آخری ترتھنکر مانتے ہیں (Tin Than-Karas) مہاویر سے دو سو پچاس برس پہلے بھی ایک ترتھنکر دنیا میں آئے تھے۔ اس کے دنیا میں آنے کا عرصہ یہ لوگ آٹھ لاکھ چالیس ہزار برس قبل مانتے ہیں۔ ترتھنکر آنے کے سلسلے میں مہاویر کو چوبیسواں ترتھنکر مانا جاتا ہے۔ (داس گپتا ص ۱۷۰) کے مطابق یہ مت بھی

خدا کا منکر تھا مگر مہاتما مہاویر کے بعد یہ لوگ تمام ترتھنکروں کو خدا بنا بیٹھے اور ان کے مجسمے بنا کر ان کی پوجا کی جاتی ہے۔

جین مت کے فرقے

جین مت کے دو مشہور فرقے ہیں:

اوّل سوتمبر:

جس سے تعلق رکھنے والے سفید لباس پہنتے ہیں۔ ان کے دعوے کے مطابق مہاتما مہاویر کی اصلی تعلیمات کے حامل یہی لوگ ہیں۔

دوم ڈگمبر:

یہ لوگ ننگے رہتے ہیں ان کے نزدیک مہاتما مہاویر کی تعلیمات ان کے ساتھ ہی دنیا سے مفقود ہو گئی تھیں۔

یہ لوگ اصل تعلیمات کے حامل خود کو قرار دیتے ہیں اور اپنی رسومات اور عبادات کو درست اور حقیقی سمجھتے ہیں۔

جینیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی مقدس کتابیں (۱۴) پروا اور (۱۱) انگ تھیں ان کے نزدیک پروا کتابیں تو دنیا میں نہ رہیں۔ انگ کتابیں آج بھی ان کے پاس موجود ہیں۔

ڈگمبر فرقہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کتابیں سوتمبر فرقہ کی خود ساختہ کتابیں ہیں۔ جین مت میں سب سے برگزیدہ زندگی سادھو کی سمجھی جاتی ہے۔ سادھو اپنے پاس

ضروریات زندگی نہیں رکھتا بلکہ بھیک مانگ کر زندگی بسر کرتا ہے۔

سادھو کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے ایک کمبل، ایک کشکول، ایک جھاڑو اور کچھ ٹکڑے کپڑے کے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جانوروں پر ظلم کے خلاف ہیں۔ یہ لوگ چوبیس گھنٹے میں صرف تین گھنٹے سوتے اور بقیہ وقت میں ریاضت کرتے ہیں۔ سوامی دیانند کا کہنا ہے کہ اپنے عروج کے دور میں جینیوں نے وید کتابوں کو تلف کر دیا تھا۔

جین مت والوں میں توہم پرستی کی ناقابل یقین روایات موجود ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے ایک تری تھنکر پانچ سو بانس برابر قد رکھتے تھے اور ان کی عمر ۸۴ لاکھ سال تھی۔ دوسرے تر تھنکر کا قد چار سو بانس برابر تھا اور اس کی عمر بہتر لاکھ برس تھی۔ اس کے بعد عمریں کم ہو گئیں۔

جین مت میں کہیں نیکی اور سچائی کی تعلیم بھی نظر آ جاتی ہے۔ تاہم کفر و شرک کی تعلیمات اور عمل، اس مذہب کو خود ساختہ ظاہر کرتا ہے جس کی اتباع میں آخرت میں نجات نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس مذہب کے بانی نے اپنے دور میں جس قسم کی تعلیمات دی تھیں وہ بھی اب دنیا میں موجود نہیں ہیں۔

ہندوؤں میں فرقہ بندی نئی بات نہیں ہے۔ نئے نئے فرقے بنتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ دورِ حاضر میں سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش نامی کتاب ۱۸۷۵ء میں لکھی اور فرقہ آریہ سماج کی داغ بیل ڈالی۔

سوامی دیانند کے دنیا سے جانے کے بعد ان کی تعلیمات میں تبدیلیاں ہوتی چلی گئیں۔

چین کے مذاہب

چینیوں کی اکثریت تین مذاہب کی پیروکار ہے۔ اگرچہ چین کا صوبہ سنکیانگ مسلمانوں کی اکثریت کا حامل ہے اور وہ اسلامی طرز زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں

1) بدھ ازم
2) کنفیوشس ازم
3) طاؤازم، موجود ہیں۔

بدھ ازم کے ماننے والے بھی چین میں کافی تعداد میں بستے ہیں تاہم بدھ ازم اس وقت دنیا میں اپنی اہمیت گنوا چکا ہے۔

کنفیوشس ازم کی تعلیمات الہامی نہیں ہیں اور نہ ہی اس قسم کا دعویٰ یہ مذہب کرتا ہے۔ اس کے باوجود یہ چین کا سب سے بڑا مذہب تھا۔ کنفیوشس کا تعلق پانچ چھ ق م کے دور سے ہے یہ پہلا شخص نہیں تھا جس نے اس مذہب کی رسومات یا عبادات کی ترویج کی تھی وہ خود یہ کہتا تھا کہ میں تو اپنے اسلاف کی تعلیمات کو آگے بڑھا رہا ہوں کیونکہ مجھے اپنے اسلاف کی تعلیمات سے عقیدت اور محبت ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ اس کے پوتے سے منسوب کتاب Doctrine of Means میں لکھا ہے:

''کنفیوشس نے Yag اور Shun کے اصولوں کو لکھا ہے جو اس کے اسلاف تھے Won اور Wu کے احکامات کو نافذ کیا کیونکہ اس نے ان کو بطور نمونہ اپنے سامنے رکھا تھا۔''

یہ سمجھنا غلط بات ہوگی کہ ان کتابوں میں سے جو اس کے زمانے میں رائج تھیں، اس نے تاریخ کی کتابیں منظوم صحیفے یا اس قسم کی پرانی کتب کو تالیف کیا تھا۔ عہد کہن کی کتابوں کا کچھ حصہ تو اس دور میں ضائع ہو چکا تھا اور جتنی تعلیمات موجود تھیں اس نے ان کا مطالعہ کیا اور اپنے شاگردوں کو ان کے مطالعہ کے لئے زور دیا۔ وہ حصہ اس طرح محفوظ ہو گیا۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ چین کی پرانی کتابوں کا کبھی دعویٰ نہیں رہا کہ وہ الہامی ہیں یا وحی پر لکھی گئی ہیں بلکہ ان کتابوں کی مدد سے از خود ان کو لکھا گیا تھا۔ ان کو لکھنے والوں میں مورخین اور شعرا شامل تھے۔ Josephedkins نے اپنی کتاب Religion in China صفحہ 164 میں تحریر کیا ہے کہ:

''اہل چین کے پاس ایسا لٹریچر موجود نہیں جسے وہ بطور سند پیش کر سکیں جس طرح ہم کرسچنوں کے پاس ہے۔''

اس جائزہ سے صاف ظاہر ہے کہ مذہبی طور پر اہل چین کا لٹریچر قابل اعتبار نہیں سمجھا جا سکتا۔ تاہم اس مذہب کی اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

Shuking اس تاریخی کتاب میں ۲۴ ق م سے لے کر ۷۱۹ ق م کے شاہی خاندانوں کے تاریخی منظوم حالات لکھے ہوئے ہیں۔

Szemakhien نے اپنے Memoirsof of Confucious میں لکھا ہے کہ ابتدا میں ان نظموں کی تعداد تین ہزار تھی۔ ان میں سے کنفیوشس نے ۳۰۵ نظموں کو منتخب کیا تھا اور نظموں کا یہ حصہ آگے منتقل ہوا تھا۔

Kuhst نے ۱۱۷۸ء میں لکھا ہے کہ شاہی خاندان کے خاتمہ کے بعد ان نظموں کو جمع کر کے لکھنے کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

کنفیوشس ازم کی بنیادی تعلیمات کا مقصد والدین اور اسلاف کی پوجا (عبادت) ہے تاہم کنفیوشس کی لکھی ہوئی کتابوں کو مقدس خیال کیا جاتا ہے۔

یہ مذہب توہم پرستی سکھاتا ہے عام اخلاقیات پر زور دیتا ہے۔ اس مذہب کے ماننے والے آسمان اور دیوی دیوتاؤں کی عبادت کرتے اور کنفیوشس کے نام کی مندروں میں قربانی کرتے ہیں۔ اس طرح چینی لوگ کفر و شرک میں مبتلا تھے۔

چین میں کمیونزم

چین میں کمیونزم ۱۹۴۹ء میں رائج ہو گیا جو سرے سے مذہب ہی کے خلاف تھا اس لئے چین کے پرانے مذاہب کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اب وہاں لادین معاشرہ ہے جس کا مذہب سے تعلق نہیں ہے۔ کمیونزم کے آنے سے چین میں طاؤ ازم کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

”شنٹوازم“

جاپان والوں کا مذہب

قبل از تاریخ کے زمانے میں جاپان پر جس قبیلے کی حکمرانی تھی وہ سورج کی پوجا کرتا تھا جس کو وہ لوگ سورج دیوی کہتے تھے۔ اس دیوی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی جس کے گرد ہزاروں دیگر دیوی دیوتا بھی موجود تھے۔ یہ لوگ اپنے اسلاف کی پوجا بھی کرتے تھے۔ بعد میں اس کفر وشرک نے باقاعدہ ایک بت پرست مذہب کا روپ اختیار کر لیا جس کو شنٹوازم (دیوتاؤں کا راستہ کہا جاتا ہے۔ جاپان میں اس مذہب کی جڑیں مضبوط ہیں اور قومی مذہب اور تمدن کا رنگ اختیار کئے ہوئے ہے اور بادشاہ کو خدائی درجہ حاصل ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ جاپان میں یہ روایت مشہور ہے کہ جاپان کا پہلا بادشاہ سورج دیوی کا پوتا تھا اور اس کو سورج دیوی نے آسمانی تحائف دیئے تھے جو تلوار، آئینہ اور جواہر پارو پر مشتمل تھے جو آج بھی شاہی خاندان کے پاس محفوظ چلے آرہے ہیں۔

شنٹوازم چھٹی صدی عیسوی میں اس وقت متاثر ہوا جب جاپان میں بدھ ازم آیا اس کے آنے سے ایک امتزاج پیدا ہوگیا جس کو دو طرفہ شنٹوازم (Ryo-bu-Shinto) کہتے ہیں۔ ۱۸۶۸ء میں جاپان میں انقلاب آیا تو

جاپان والوں نے شنٹوازم کو خارجی اثرات سے پاک کرنے کی کوشش کی۔

کسی دور میں شنٹوازم زبانی روایات پر مشتمل تھا کیونکہ پانچویں صدی عیسوی میں جاپان میں تحریر کا رواج نہیں تھا۔ ان تمام روایات کو لکھا کر کے آٹھویں صدی میں دو کتابیں لکھی گئیں جن کے نام Kojiki اور Nihongi ہیں۔ ان کتابوں میں ان تمام چیزوں کو Kami کہا گیا ہے جن کی پوجا کی جاتی ہے جبکہ ان کے ہاں خدا کے لئے لفظ Kam استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک Kami بادشاہ، تمام اسلاف، حیوانات، پرندے، سمندر، پہاڑ، درخت، پودے، شہر، بھیڑیا، اومڑی وغیرہ ہیں اور ان کی پرستش کی جاتی ہے۔ جاپانیوں کے ہاں زندگی بعد از موت کا تصور نہیں ہے۔

شنٹوازم دیومالائی روایات کا حامل مذہب ہے جو کفر و شرک سے بھرا ہوا ہے۔ اس کی کتابوں میں اخلاقیات کی تعلیم نہیں ہے۔ کنواری لڑکیوں کو مندروں میں پروہت بنا کر رکھا جاتا ہے۔ ان کنواری لڑکیوں پر جب غشی کے دورے پڑتے ہیں اور وہ جو کچھ زبان سے بولتی ہیں ان الفاظ کو الہامی سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جاپان میں جادو ٹونے کا بھی بہت رواج ہے۔ بادشاہ کے لئے جاپانی اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ بادشاہت کا طلسم اس وقت متاثر ہوا جب گزشتہ عالمگیر جنگ ۱۹۳۸ء/۱۹۴۵ء میں جاپان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور جاپان پر اتحادیوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے خود کو دیوتا کہلانا بند کر دیا۔

❀❀❀

افریقی قبائل کے عقائد

جن افریقی باشندوں نے عیسائیت یا اسلام قبول نہیں کیا ان میں پسماندہ ترین افریقی قبائل شامل ہیں۔ ان قبائل میں کفر و شرک بدرجہ اتم موجود ہے ہندوؤں کی طرح یہ بتوں، مجسموں کے علاوہ مختلف جانوروں کو بھی دیوتاؤں کا درجہ دیتے اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ ان میں شیطانی رسوم و رواج کو بھی مذہبی عقائد کا درجہ حاصل ہے۔ ان میں سفلی جادو ٹونوں کا رواج بھی ہے۔ جس طرح ہندوؤں میں تمام دیوی دیوتاؤں کو ماننے کے باوجود اللہ ایک کے تصور کے لئے ایک آسمانی پرماتما کا تصور موجود ہے اسی طرح یہ قبائل بھی کسی نہ کسی انداز سے ایک آسمانی ہستی کے بھی قائل ہیں۔

مذاہب عالم اور کفر وشرک

اسلام کے علاوہ ہم نے دیگر مذاہب عالم کا مختصراً جائزہ پیش کیا ہے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی مذہب وحدانیت پر اس طرح یقین نہیں رکھتا جس طرح وحدانیت پر ایمان رکھنے کا تقاضہ ہے بلکہ ہر ایک خود ساختہ مذہب کی تعلیمات میں ہمیں کفریہ اور شرکیہ تعلیمات ملتی ہیں۔ جو ان مذاہب پر عمل کرنے والوں کے لئے آخرت میں زبردست خسارے کا باعث ہے۔ ان میں سے اکثر مذاہب کا زندگی بعد از موت کا تصور بھی حقائق کے منافی ہے۔ بلکہ ان مذاہب کے ماننے والوں میں غلط تعلیمات کی وجہ سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو سرے سے مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین نہیں رکھتے۔ ان مذاہب کی تعلیمات کے اس تاریک پہلو کے باوجود یورپ، امریکہ، روس اور دیگر بعض علاقوں میں بسنے والے کروڑوں تارکِ مذاہب اور کمیونزم سے متاثر لوگوں میں نظریاتی طور پر یہ یقین بھی موجود ہے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی موجود نہیں۔ یہ نظریہ چودہ سو سال پہلے کفار مکہ کا بھی تھا اور وہ کہتے تھے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔

یہ ایک ایسا خطرناک نظریہ ہے کہ جزا و سزا کا تصور ختم ہو جاتا ہے اور انسان گمراہی کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور بری طرح سے اپنی آخرت برباد کر کے جہنم کا حقدار بن جاتا ہے اور یہی شیطان کا مشن ہے۔

کفر و شرک میں مبتلا شخص کے دوزخی ہونے کی عملی پہچان

تمام غیر مسلم لوگ جو ایک اللہ پر ایمان رکھنے کے بجائے ایک سے زائد خداؤں یا مورتیوں، بتوں اور دیگر اشیاء کو دیوی، دیوتا ماننے یا مظاہرات قدرت کو خدائی درجہ دینے والوں کے دوزخی ہونے کی پہچان اسی دنیا میں اس کی بستر مرگ پر کیفیت سے ہو جاتی ہے۔ اس کی کیفیت سے عبرت حاصل کر کے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں جانے والا ہے۔ مقام عبرت یہ ہوگا کہ دنیاوی زندگی میں کفر و شرک سے تائب ہو کر اور اسلام قبول کر کے جنت کا حقدار بنا جا سکتا ہے۔

مرتے وقت کافر کے رشتے دار اور دوست احباب اس کے قریب موجود ہوں اور اس کو تاکید کر دیں کہ جب اس کو موت کے فرشتے نظر آئیں تو وہ ان کو بتا دے کہ نظر آنے والے فرشتے غصے میں ہیں یا اس سے راضی ہیں اور وہ اس سے کس قسم کا سلوک کرنے والے ہیں۔ اگر مرنے والا خوفزدہ نظر آئے اور درد و کرب سے اس کی جان نکل جائے اور مرنے کے بعد اس کے چہرے پر خوف کی علامات نظر آئیں تو تمام رشتے دار اور عزیز و اقارب یقین کر لیں کہ فرشتوں نے اس کی روح بے دردی سے اس کے جسم سے جدا کی ہے اور اس کو زبردست تکلیف سے گزرنا پڑا ہے اور واقعی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کفار اپنے مرنے والوں کی کیفیت کا مشاہدہ کر لیا کریں۔ خوف و وحشت کی کیفیت ان کو ہر مرنے والے کافر میں نظر آئے گی اور وہ یقین کر سکتے ہیں کہ

اگر وہ بھی کفر وشرک کی کیفیت میں مر گئے تو ان کی جان بھی فرشتے بے دردی سے قبض کریں گے اور ان کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہوگی۔

اس عملی مشاہدے سے وہ یقین کر سکتے ہیں کہ صرف مسلمانوں ہی کی بخشش ہوگی اور وہ جنت کے حقدار ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھی زبردست بداعمالیوں کا شکار ہوگا یا اس نے بھی کفر وشرک کی راہ کسی نہ کسی طور پر اپنائی ہوگی تو موت کے فرشتے اس کے ساتھ بھی رُو رعایت نہیں کرتے۔ مسلمانوں کی اکثریت اللہ واحد پر ایمان رکھنے اور نیک اعمال کرنے اور گناہوں پر توبۃ النصوح کرنے کی وجہ سے جنت کی حقدار ٹھہرے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان پر رحمت فرمائے گا۔ (انشاء اللہ)

جبکہ نیک یا بدکار کفار میں سے قریب المرگ ہر شخص کے ساتھ موت کے فرشتے سخت سلوک کریں گے اور کسی ایک کے چہرے پر بھی اطمینان نظر نہیں آئے گا اور وہ دوزخ کا حقدار ٹھہرے گا۔

اللہ تعالیٰ کبھی کسی کا حق نہیں رکھتا اور وہ ایک نیکی کا اجر دس گنا یا اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔ نیک کفار اپنے کفر وشرک کی وجہ سے مرنے کے بعد جنت میں نہیں بھیجے جائیں گے اور ان کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ لہٰذا ایسے کفار کی نیکیوں کا اجر ان کو اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں عطا فرما دے گا۔ اس کی کئی صورتیں ہیں جن میں دولت اور دنیاوی شہرت میں اضافہ بھی شامل ہے۔

یہودیت

بنی اسرائیل (یہودیوں کو) اہل کتاب کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی کہلاتے تھے کیونکہ کتاب برحق توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس قوم نے توریت میں تحریف کرنا شروع کر دی جو خوفناک گناہ تھا۔ جب اس قوم نے اللہ تعالیٰ سے کئے گئے اپنے وعدوں کی پے در پے خلاف ورزیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک زورآور قوم سے چھٹی صدی قبل مسیح میں ان پر یلغار کرادی۔ یہ بابل (موجودہ عراق) کا بادشاہ بخت نصر تھا جس نے یروشلم پر حملہ کیا اور ان کے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس حملہ کے دوران ہیکل سلیمانی بھی مسمار کرادیا گیا۔ ہیکل سلیمانی میں تابوت سکینہ تھا جس میں اصل توریت کی سلیں موجود تھیں۔ تابوت سکینہ سمیت یہ تختیاں بھی دوبارہ برآمد نہ ہوئیں اس طرح اصل الہامی کتاب توریت بھی دُنیا سے غائب ہوگئی۔ بخت نصر چالیس ہزار یہودی عورتوں، مردوں اور بچوں کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ اس طرح اب اصل توریت تو دُنیا میں نہ رہی۔ بعد میں یادداشتوں کی بنیاد پر اس کو مرتب کیا گیا اور اصل الہامی تعلیمات کی جگہ خودساختہ تعلیمات نے لے لی۔ توریت کسی کو بھی حفظ نہ تھی کہ صحیح الہامی تعلیمات کو قلم بند کیا جا سکتا۔

آج عیسائی جس کتاب کو بائبل کا نام دیتے ہیں وہ (Old Testament) عہد نامہ عتیق اور (New Testament) عہد نامہ جدید کا مجموعہ ہے۔

دراصل بائبل میں بنی اسرائیل کی جانب مبعوث ہونے والے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے صحائف کی تحریف شدہ تعلیمات بھی شامل ہیں۔

(Old Testament) عہد نامہ عتیق میں توریت (یا قانون) کی پانچ کتابیں (اسفار) شامل ہیں جن کو موسیٰ علیہ السلام کی کتابیں کہا جاتا ہے۔ یہ پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثناء ہیں۔

دوسری کتاب کیتھیم میں بائیس چھوٹی کتابیں شامل ہیں۔

سلسلہ سوم کیتھیم میں زبور سمیت بارہ کتابیں شامل ہیں۔

ان میں گیارہ ایسی کتابوں کا بھی تذکرہ موجود ہے جو اس مجموعہ کتب میں موجود نہیں ہیں۔ الہامی کتاب تو نبی علیہ السلام کی زندگی ہی میں اللہ تعالیٰ مکمل کروا دیتا ہے۔ اس میں نبی علیہ السلام کی وفات اور بعد کے حالات کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔

بائبل کی تصنیف بعد میں ہونے کا یہ بھی بڑا ثبوت ہے کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کی وفاتِ مبارکہ کے بعد کے حالات بھی مذکور ہیں۔ یہ بھی ممکنات میں سے ہے کہ بائبل کی تعلیمات میں کچھ تعلیمات الہامی ہو سکتی ہیں۔ مگر دیگر تحریف شدہ تعلیمات میں ایسی تعلیمات بھی شامل ہیں جو خلافِ حقیقت اور عقل کی کسوٹی اور الہامی تعلیمات کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر ہیکل کے بعد اصل توریت کی لوحیں (تحریر شدہ سلیں) اور دیگر تبرکات رکھوائے تھے۔ بخت نصر نے سب کو جلا ڈالا لیکن توریت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ہیکل کی

تعمیر سے پہلے ضائع ہو چکی تھی۔ کیونکہ ہیکل کی تعمیر کے بعد جب تابوت سکینہ کو اس میں منتقل کیا گیا تھا تو بعد میں صرف دو لوحیں (تختیاں) برآمد ہوئی تھیں مگر آج کل توریت کی جو پانچ کتب موجود ہیں جو موسیٰ ؑ کی کتابیں کہلاتی ہیں۔ صرف دو تختیوں کی تحریروں کو پڑھنے کے بعد نہیں لکھی جا سکتی تھیں۔ کیونکہ ان دو تختیوں پر بنی اسرائیل کے انبیاء ؑ موسیٰ ؑ سے لے کر حضرت سلیمان ؑ کے دور تک کی الہامی تعلیمات مکمل طور پر نہیں تحریر کی جا سکتی تھیں بلکہ بقیہ لوحوں کا کچھ پتہ نہ چلا کہاں چلی گئیں۔ توریت میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

''جب ہیکل کی تعمیر ہو چکی تو کاہنوں نے خداوند کے عہد کے صندوق کو اس کی جگہ پر گھر کی الہام گاہ میں یعنی پاک مکان میں لا کر کروبیوں کے پروں کے نیچے رکھا۔ یعنی کروبی اپنے دو بازو صندوق کی جگہ کے اوپر پھیلائے ہوئے تھے اور کروبیوں نے صندوق کو اور اس کی چوبوں کو چھپا رکھا تھا۔ اس طرح چوبیں ادھر بڑھ آئیں۔ ایسی کہ چوبوں کے سرے پاک مکان سے الہام گاہ کے سامنے دکھائی دیتے تھے اور وہاں آج کے دن تک ہیں اور صندوق میں کچھ نہیں تھا سوائے پتھر کی ان لوحوں کے جن کو موسیٰ ؑ نے حورب پر رکھا جبکہ خداوند نے بنی اسرائیل سے ان کے مصر کی زمین سے نکلتے وقت عہد باندھا تھا۔'' (سلاطین ا،۸/۹/۶)

یہ بھی ذکر ہے:

''تب یسعیاہ نے فرقیاہ سے کہا خداوند کا کلام سن، دیکھ وہ دن آتے ہیں کہ سب جو کچھ تیرے گھر میں ہے اور جو کچھ کہ تیرے باپ دادا نے

آج کے دن تک جمع کر رکھا ہے۔ سب بابل کو لے جائیں گے کچھ باقی نہ رہے گا۔" (سلاطین ۲، ۱۶۔۱۷/۲۰)

(Kitto) کے سائیکلو پیڈیا ببلکل لٹریچر کے مطابق:

"یہاں تک کہا جاتا ہے کہ عزرا نے تمام عہد نامہ عتیق کو محض حافظہ کی مدد سے از سر نو تحریر کیا تھا کیونکہ ان تمام کتابوں کے نسخے تغافل شعاری کی وجہ سے معدوم ہو چکے تھے۔"

تاہم جب صحیفوں کو عزرا کے بعد نحمیاہ نبی نے جمع کیا (مقابان نمبر ۲، ۲/۱۳ کے مطابق) تو یونانی بادشاہ نے ۱۶۸ ق م میں یروشلم پر حملہ کر کے شہر بیت المقدس کو تباہ و برباد کر دیا اور مقدس صحیفوں کو نذر آتش کر دیا اور حکم دے کر جبراً توریت کی تلاوت بند کرا دی۔

اس کے بعد پھر صحیفوں کو کسی نہ کسی طرح مرتب کر کے اس میں کیتھیم کی کتابوں کا بھی اضافہ کر دیا گیا مگر ۷۰ ق م میں رومی بادشاہ ٹائٹس نے ۷۰ء میں بیت المقدس کو برباد کیا اور یہودی دوبارہ وہاں آباد نہ ہو سکے۔ ٹائٹس نے بیت المقدس کے ہیکل سے مقدس صحیفے نکال لئے اور اپنے ساتھ روم لے گیا۔ اب یہودی علماء نے لوگوں کو زبانی وعظ کا سلسلہ جاری رکھا اور یادداشتوں کی بنا پر لکھ لکھ کر ایک بار پھر صحیفے ترتیب دیئے گئے۔ ۷۰ء میں تو یہودی علماء نے تین صحیفوں کو لکھا ہوا تھا۔ مگر آج کل ان کتابوں کی کل تعداد ۳۹ ہے۔ جوزیفس یہودیوں کا مستند مورخ جو Antiquities of Jews کا مصنف ہے وہ ان کتابوں کی تعداد کا ذکر اس طرح کرتا ہے:

''جب میرے ملک کی تباہی ہوئی تو میں نے ناٹمس سے درخواست کی کہ میرے خاندان کو آزاد کردیا جائے اس کی عنایت سے مجھے کتب مقدسہ بھی مل گئیں۔''

تعداد کے متعلق وہ لکھتا ہے۔

''ہمارے ہاں کتابوں کا سلسلہ لاتعداد نہیں جو ایک دوسرے سے مخالف اور متبائن ہوں۔ (جیسا کہ یونانیوں کے ہاں ہے) ہمارے ہاں کل بائیس کتابیں ہیں جن میں تمام سابقہ ادوار کے واقعات موجود ہیں اور جو تمام الہامی ہیں۔ ان میں پانچ کتابیں موسیٰ علیہ السلام کی ہیں جن میں شریعت کے قوانین اور نوع انسانی کی ابتداء سے لے کر (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی وفات تک کی تاریخی روایات ہیں۔ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے انبیاء علیہم السلام نے تیرہ کتابوں میں اپنے عہد کے حالات لکھے ہیں۔ باقی چار کتابوں میں حمد وستائش کے نغمے اور انسانی زندگی کے عام اخلاقی ضوابط درج ہیں۔''

(Reply to opion book: 1 sec: 8)

ان تمام حوالہ جات کو پڑھنے کے بعد یہ بات ٹھوس حقیقت بن کر سامنے آجاتی ہے کہ آج جن کتابوں کو توریت یا مقدس صحیفوں کا نام دیا جاتا ہے ان کا ان الہامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں توریت کی شکل میں نازل ہوئی تھیں۔ جس طرح بار بار توریت کے نسخے دنیا سے نابود ہو گئے۔ اسی طرح اصل الہامی تعلیمات کی جگہ موجودہ کتب مقدسہ کی تعلیمات میں انسانی ذہن کارفرما نظر آتا ہے اور یہ تعلیمات پیروی کے قابل بھی نہیں ہیں۔ اصل توریت آرامی زبان میں موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ آج دنیا میں اس کا وجود نہیں ہے۔

جہاں دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآنِ مجید کی حقانیت کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں اس کے کروڑوں حفاظ موجود ہیں اس لئے اس میں کسی قسم کے اضافہ یا ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کی سچائی کی یہ دلیل بھی ہے کہ قرآنِ مجید اسی عربی زبان میں دنیا بھر میں موجود ہے جس میں یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا تھا۔ قرآن مجید توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر سابقہ کتابیں اپنی اصل حالت میں موجود ہوتیں تو ان میں بھی توحید کی تعلیمات موجود ہوتیں۔ مگر آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہودی دو خداؤں کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک اللہ کے ساتھ عزیر علیہ السلام کو بھی خدائی کا درجہ دیا ہوا ہے۔ جو سراسر کفر و شرک ہے۔

یہودیوں کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ○ (سورۃ البقرہ آیت ۷۹)

"بدبختی ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور پھر اس کے متعلق مشہور کر دیتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہے۔"

جوزف نے اپنی کتاب (Judaism as Greed And Life) میں لکھا ہے:

"جس فیصلے کی رو سے بعض کتابیں عہد نامہ عتیق میں شامل کی گئی ہیں اور دوسری مسترد کر دی گئی ہیں وہ فیصلہ انسانی تھا خدائی نہ تھا۔ بڑے بڑے استاد ان کتابوں کو لے کر بیٹھ گئے اور محض اپنی فراست کی بنا پر یہ فیصلہ کر دیا کہ ان میں سے فلاں فلاں کتاب مستند ہے۔ بعض حالات میں یہ فیصلہ بہت مشکل

ہو جاتا تھا۔ چنانچہ بعض کتابوں کے متعلق تیسری صدی عیسوی تک بھی فیصلہ نہ ہو سکا کہ انہیں کس زمرہ میں رکھا جائے۔''

یہ اعتراف ہے اس حقیقت کا کہ بائبل میں انسان تحریفات کرتے رہے ہیں اور اس کو مقدس تعلیمات کی حامل بھی سمجھتے ہیں جبکہ انسانی تعلیمات الہامی تعلیمات کا کسی صورت بھی متبادل نہیں ہو سکتیں بلکہ الہامی تعلیمات کو بدل ڈالنا یا ان میں اپنی جانب سے تبدیلیاں عمل میں لانا زبردست گناہ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

جوزف مزید ان تحریفات کے حق میں لکھتا ہے:

''بائبل چونکہ خدا پرست انسانوں کا کارنامہ ہے اس لئے اس میں لازمی طور پر خدائی اور انسانی دونوں عناصر شامل ہیں لیکن ہر شے جو انسانی ہوگی غیر مکمل ہوگی۔ اس لئے ہمیں یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ ان آسمانی کتابوں میں خدا کی صداقت صحیح صحیح طور پر پیش کر دی گئی ہے۔ جب روشنی کی شعاعیں کسی رنگین شیشے سے گزریں گی تو یہ نہ صرف اپنی درخشندگی ہی کھو بیٹھیں گی بلکہ اس شیشے سے مختلف رنگ بھی مستعار لیں گی۔ یہی کیفیت بائبل کی ہے (اسے) اس کے علاوہ کچھ اور سمجھنا اس امر کے مترادف ہوگا کہ ان انسانوں کو انسانی حدود سے بلند لے جا کر خدائی دائرہ میں شامل کر دیا جائے۔''

''بائبل کی بعض کہانیاں بالکل افسانے ہیں اگرچہ نہایت حسین اور عبرت انگیز، باقی رہے علوم و فنون سو وہ اس طرح کے مطابق ہیں جس میں ان کتابوں کے مصنف پیدا ہوئے۔''

''یہی روایات اگر چہ اس امر پر زور دیتی ہیں کہ عہد نامہ عتیق کی بعض کتابیں انہی کی لکھی ہوئی ہیں جن کے حالات پر وہ مشتمل ہیں (اور اس کا باور کرنا غیر معقول نہیں) لیکن انہیں اس حقیقت کے اعتراف میں بھی ذرا تامل نہیں کہ بعض کتابوں میں بعد میں ردوبدل اور اضافہ بھی ہوا ہے۔''

(Vallentine's Jewish Encyclopedia) صفحہ ۹۵

پر وہ لکھتا ہے:

''تاریخ اور وقائع کے مستند ماخذ کی حیثیت سے عام طور پر بائبل کی حالت مایوس کن ہے اس کے بیانات اور معلومات یا تو مبہم اور متضاد ہیں اور یا اس زمانے کی تاریخ سے بالکل مطابقت نہیں رکھتے۔''

جلد نمبر ۹ جوائش انسائیکلو پیڈیا کے مطابق:

''اگر چہ اسفارِ موسیٰ علیہ السلام، خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف بتائی جاتی ہے لیکن جدید تحقیق کی رو سے ان کے قریباً اٹھائیس مختلف ماخذ تسلیم کئے گئے ہیں۔''

یہودی اہل کتاب کہلاتے ہیں ان کی الہامی اصل کتابوں کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔ وہ عزرا فقیہہ (مسلمانوں کے نزدیک نبی علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے کر شرکیہ عقائد اختیار کر چکے ہیں۔ کسی دور میں شرکیہ عقیدہ اپنا لیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ قوم راندہ درگاہ ہوگئی۔ مگر اپنی چالاکی اور عیاری کی بدولت یہ قوم آج بھی خود کو دنیا کی تمام اقوام سے برتر سمجھتی ہے اور عیسائی دنیا بھی بدقسمتی سے اس قوم کو اعلیٰ اور ارفع سمجھتی ہے۔ یہ عیسائیوں میں ان کا کامیاب پراپوگنڈہ ہے۔ بقول عیسائیوں کے

یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا تھا۔ اس کے باوجود نصاریٰ نے خود کو بری طرح سے یہودیوں کے ساتھ نتھی کیا ہوا ہے اور وہ یہودیوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ مگر عیسائی دنیا اندھا دھند ان کی سازشوں پر عملدرآمد کر رہی ہے۔ جو بجائے خود تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔

کلام اللہ میں یہودیوں کی جانب سے تحریفات کئے جانے کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں پارہ دوم سورۃ البقرۃ آیت ۷۵ میں کیا ہے:

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَقَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ (سورۃ البقرۃ آیت ۷۵)

''کیا تم اب بھی یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا بھی ہوا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا کلام سن کر پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالا اور وہ بھی اس کو سمجھنے کے بعد اور یہ حرکت وہ دانستہ کر رہے تھے۔''

اس سے ثابت ہوا کہ دنیا سے توریت تلف ہو جانے سے پہلے بھی یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ کلام اللہ بدل دیتے تھے۔

عیسائیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جانب مبعوث ہونے والے آخری پیغمبر تھے اور انجیل مقدس کی رُو سے انہوں نے پیغمبر آخر الزماں (یعنی ایک آنے والے پیغمبر کی پیشین گوئی بھی کی تھی)۔

تاہم عیسائی اور غیر عیسائی لٹریچر میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر ان کی زندگی کے ابتدائی حالات دنیا کے سامنے آج تک نہ آ سکے۔

اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق کہتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے بحکم ربی اپنی والدہ حضرت مریم سلام اللہ کے بطنِ مبارک سے پیدا ہوئے تھے اور انہوں نے یہودیوں کی جانب سے لگائی گئی اپنی ماں پر تہمت کا جواب اللہ تعالیٰ کے حکم سے والدہ کی گود ہی میں دے دیا تھا جبکہ وہ نومولود بچے تھے۔

مگر عیسائی دنیا نے جب سے انجیل مقدس میں تحاریف کر دیں تو حقائق کچھ کے کچھ کر دیئے گئے۔ اناجیل نے حضرت مریم سلام اللہ کو شادی شدہ قرار دیا اور ان میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مبارک کے بعد حضرت مریم سلام اللہ اور ان کے شوہر نومولود کے ہمراہ مصر چلے گئے تھے۔ دورِ جدید کے محققین کی رائے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالاتِ زندگی تیس سال عمر تک پتہ نہیں چلتا اور وہ گمنامی میں ہیں۔ دنیا کو تیس برس بعد کے حالاتِ زندگی کا علم ہو سکا ہے کہ وہ فلسطین واپس تشریف لے آئے تھے۔ تاریخ کلیسا کو عیسائی دنیا مستند صحیفہ سمجھتی ہے۔

(Mosheim) موشیم عیسائیوں کا نامور مورخ ہے اس نے لکھا ہے کہ:

"آپ علیہ السلام کی بقایا زندگی (پیدائش کے چند ایام بعد کی زندگی) گوشہ گمنامی میں بسر ہوئی یہاں تک کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آپ کی عمر تیس برس ہوگئی تھی۔"

"بہت سے مصنفین نے اپنے تصورات کی بدولت لوگوں کی توجہات کو مرکوز کرنے کے لئے ہمارے نجات دہندہ (حضرت مسیح علیہ السلام) کی زندگی کے (مذکورہ) گمنام گوشے کے متعلق عجیب وغریب مضحکہ خیز افسانے وضع کر رکھے ہیں۔"

ایک قیاس یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس عرصہ میں (جس عرصہ کے حالات دنیا کے سامنے نہیں ہیں) آپ (Essenes) ایسنز فرقہ سے تعلق رکھ کر زہد وریاضت کی زندگی بسر کرتے رہے ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرمادی۔ حالانکہ از روئے اسلام انہوں نے نبی ہونے کا دعویٰ اپنی والدہ کی گود میں کردیا تھا جبکہ وہ نومولود بچے تھے۔

حواری:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گرد جو لوگ جمع ہوئے اور ان پر ایمان لائے ان کا تعلق ایسنز فرقہ سے تھا اور ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے عین مطابق توحید کا تھا۔ مگر یہودیوں نے اپنی روایتی مذہب دشمنی کے مطابق نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صعوبتوں میں مبتلا کیا بلکہ ان کے حواریوں کے لئے بھی مصائب پیدا کئے۔

کتاب رسولوں کے اعمال ۲، ۴۱/ ۴۷ میں لکھا ہے کہ:

"پس جن لوگوں نے اس کا کلام قبول کیا انہوں نے بپتسمہ لیا اور اسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب ان میں شامل ہو گئے اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے اور روٹی توڑنے اور دعا مانگنے میں مشغول رہے اور ہر شخص پر خوف چھا گیا۔"

اصل انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے دور تک موجود تھی اس کو انجیل برنباس کہا جاتا ہے۔ اس کی تعلیمات مواحدانہ تھیں اور اس وقت اس میں الہامی تعلیمات کافی حد تک موجود تھیں۔ مگر بعد میں جب شاطر یہودی عالم سینٹ پال نے یہودیت چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی تو اس نے عیسائی دنیا میں عقیدہ تثلیث روشناس کرا دیا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا گیا اور ان کی والدہ کو بھی خدائی درجہ دے کر عیسائیوں میں تین خداؤں کا تصور پیدا کر دیا جو سراسر شرک ہے اور تباہی کا باعث ہے۔ اس طرح یہودیوں نے اپنی تو آخرت برباد کی ہی تھی۔ عیسائیوں کی آخرت بھی برباد کر کے ان کو عقیدہ توحید سے ہٹا دیا اور چونکہ انجیل برنباس میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بہت کچھ تھا اس لئے اس کو ترک کر کے دیگر اناجیل بنا لی گئیں۔ حالانکہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود آج بھی بائبل میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کا تذکرہ موجود ہے مگر عیسائی دنیا کی آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ یہی حال یہودیوں کا ہے۔

سورۃ النساء آیت ۵۱ میں فرمانِ الٰہی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ (سورۃ النساء آیت ۵۱)

''بھلا تم نے ان لوگوں کو دیکھا نہیں جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے راستے پر ہیں۔''

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بت نجس ہیں مگر آج بھی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ آپس میں ایک ہیں اور وہ اللہ واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں اور ہندوؤں کو ان کی نسبت بہتر خیال کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے عقائد میں بگاڑ پیدا کر کے شیطان نے ان کو اسلام کی اصل تعلیمات جو کہ توریت، زبور، انجیل میں بھی تھیں، کوسوں دور کر دیا ہے۔ انجیل کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

''میں صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور بیٹوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالنے کے لئے نہیں آیا۔''

مگر سینٹ پال (پولوس) نے غیر یہودیوں میں بھی عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس طرح عیسائیت کو یہودیت سے الگ کر دیا گیا۔

انجیل کی رو سے عیسائیوں کا نام کرسچین سب سے پہلے ۴۳ء میں رکھا گیا تھا۔ (اعمال ۱۱/ ۲۶)

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجینس نائج میں لکھا ہے کہ:

''لفظ کرسچین مذاق کے انداز میں ۶۵ ء میں رکھا گیا تھا کیونکہ کرسچن تیل اور چربی کو گوندھنے والے کو کہا جاتا تھا۔ Christ کے معنی تیل اور چربی سے مسح کرنے والے کے ہیں۔ یہ لفظ یونانی لفظ Greaser کے ہم معنی ہے۔''

نیقیہ کی مشہور کونسل:

۳۲۵ء میں نیقیہ کی مشہور کونسل منتخب ہوئی تو عیسائیت، یہودیت سے الگ صورت اختیار کر چکی تھی۔ اب عقیدہ تثلیث رائج ہو چکا تھا (باپ، بیٹا، روح القدس) کونسل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ:

''جو شخص دعویٰ کرے کہ کسی وقت خدا کے فرزند (نعوذ باللہ) کا وجود نہ تھا یا وہ نیست سے ہست کیا گیا یا کسی ایسے مادہ یا جوہر سے اس کی تخلیق ہوئی جو ربانی نہیں ہے یا وہ مخلوق ہے یا متغیر ہے۔ ایسا شخص کلیسا کے نزدیک ملعون ہے۔''

تثلیث:

تثلیث کے عقیدہ کو بادشاہ قسطنطین نے قانونی شکل میں نافذ کر دیا۔ اس طرح تثلیث عیسائیت کا عقیدہ بن گئی۔ سو سال بعد حضرت مریم کو بھی بطور خدا مذہب کا حصہ بنا دیا گیا۔ یعنی ایک میں تین، تین میں ایک، خدا، عیسیٰ علیہ السلام اور مریم سلام اللہ یہ عیسائیت میں شرک کا آغاز تھا۔

انجیل کی تصنیف:

سپنگلر نے لکھا ہے:

”جب حضرت مسیح علیہ السلام کے دوست اور شاگرد بوڑھے ہو گئے۔ یروشلم میں اس جماعت کا صدر آپ کا بھائی تھا تو انہوں نے ان قصص اور روایات کو جو عام طور پر زبان زد عام تھیں یکجا مرتب کر کے آپ کی سوانح عمری تصنیف کی۔ یہی انجیل ہے۔“ (زوال مغرب جلد دوم ص ۲۱۲)

اناجیل کا انتخاب:

اناجیل میں اصل انجیل کا انتخاب عیسائی دنیا کے لئے بہت مشکل مرحلہ تھا۔ نیقیہ کی مشہور کونسل منعقدہ ۳۲۵ء میں اس پر بڑی لے دے ہوئی۔ اس کونسل میں جو شاہ قسطنطین کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی دو ہزار اڑتالیس مندوبین نے شرکت کی۔ اس کونسل کا انعقاد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں جو اختلافات پائے جاتے تھے ان کو دور کیا جائے اور ایک متفقہ مذہب عیسائیت کی تشکیل کی جائے۔ بحث و تمحیص نے اس قدر زور پکڑا کہ کونسل کے اجلاس سے ۱۷۳۰ مندوبین کو باہر نکال دیا گیا اور بقیہ ۳۱۸ مندوبین بھی خاطر خواہ نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ سوچتے سوچتے وہ تنگ آ گئے کہ کس انجیل کو باقی رکھا جائے اور بقیہ کو کس طرح تلف کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک رات کو انہوں نے تمام اناجیل کی کتب کو فرش پر بکھیر دیا صبح کو آ کر دیکھا تو کچھ اناجیل اور خطوط میز پر رکھے تھے انہیں اناجیل کو مقدس سمجھ لیا گیا اور بقیہ اناجیل کی کتابوں کو مسترد کر دیا گیا۔

Historical view of the council of Nicaea by rev Issac Boyle کے مطابق ان پادریوں نے متفقہ فیصلہ کر لیا کہ اسے خداوند کی خوشنودی سمجھ لینا چاہئے۔ بالخصوص اس لئے کہ ان قابل ہستیوں کے دل میں روح القدس سما رہا تھا جس نے انہیں خداوند کی مرضی کی طرف رہنمائی کر دی تھی۔ عہد نامہ جدید کی مقدس کتابوں کے انتخاب کی اس داستان پر بھلا کون سی قوم اعتبار کر سکتی ہے اور اس کو اصلی اناجیل کا صحیح انتخاب قرار دے سکتی ہے۔ مگر عیسائی دنیا آج تک ان کتابوں کو مقدس سمجھ رہی ہے جبکہ علمائے یہود نے عہد نامہ عتیق کی کتابوں کا انتخاب اپنی فہم و فراست سے کیا تھا۔ عیسائیوں کے نزدیک متی، مرقس، لوقا، یوحنا کی اناجیل مقدس ہیں۔ ان کی اصلیت کا بھی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

انجیل متی:

عیسائیوں کے نزدیک یہ انجیل سب سے قدیم ہے۔ اس کے نہ تو سن کا علم ہے اور نہ کوئی مؤلف کا نام جانتا ہے۔ دورِ جدید کی تحقیق یہ ہے کہ متی کی انجیل کے جس حصہ کا مؤلف حواری متی تھا وہ حصہ تو اسی دور میں ضائع ہو چکا تھا۔ بعد میں متی کی انجیل ۶۱ء اور ۶۵ء کے درمیانی دور میں مرتب ہوئی۔ پروفیسر ہارنک ذکر کرتے ہیں کہ اس کا زمانہ تالیف ۸۰ء اور ۱۰۰ء کے درمیانی عرصے سے تعلق رکھتا ہے۔ دراصل یہ انجیل یونانی زبان میں تحریر کی گئی تھی۔ محققین کے نزدیک اس کا عبرانی ترجمہ ۴۰۰ء میں جیروم نے کیا تھا مگر بعد میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے جب انجیل متی ملی تھی وہ عبرانی زبان میں تھی۔

مرقس کی انجیل:

مورخین کے نزدیک مرقس کی انجیل قدیم ہے متی کی انجیل نہیں۔ اس انجیل کا ذکر چوتھی صدی عیسوی میں تاریخ کلیسا میں یوسی بس نے کیا ہے۔ یوسی بس کے بقول ۶۴ء میں اس انجیل کو مرقس نے لکھا جو یہودی الاصل تھا۔

لوقا کی انجیل:

پہلی صدی کے آخر میں غیر یہودی مورخ لوقا نے اس انجیل کو مرتب کیا تھا۔

یوحنا کی انجیل:

اس انجیل کو حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری یوحنا کی تحریر سے منسوب کیا جاتا ہے۔ تحقیق جدید کے مطابق یہ انجیل مسیح علیہ السلام کے حواری نے نہیں لکھی بلکہ ایشیا کوچک کے باشندہ یوحنا نے اس کو تحریر کیا تھا۔

موسیو رینان کہتا ہے:

''یہ اناجیل کھلے طور پر ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں۔'' (ص ۲۹)

پروفیسر Joad نے اپنی کتاب God and Evil ص ۳۱۸ پر لکھا ہے کہ اناجیل کے باہمی تضاد نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ میں ان کے متعلق کافی پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسٹر Bevan نے بالکل صحیح کہا ہے:

''ہماری قدیمی اناجیل سینٹ مرقس اور سینٹ پطرس کی یادداشتوں کا مجموعہ ہیں۔ یعنی (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام نے پطرس کی وفات سے ۳۸ برس پہلے جو

کہا تھا اس میں سے جو پطرس کو یاد رہ سکا وہ بھی آرامی سے یونانی زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس لئے قطع نظر کلیسا کے فیصلے سے یہ سمجھنا حماقت ہے کہ جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ لفظاً لفظاً انہی کا ہے گویا کسی مختصر نویس نے اس کو لکھ لیا ہے یا فوٹو گرافر نے اس کو محفوظ کر لیا ہو۔''

ان تمام گزارشات سے ثابت ہے کہ اصل مکمل الہامی تعلیمات کی حامل اناجیل دنیا میں موجود نہیں۔ انجیل تو ایک کتاب نازل ہوئی تھی ایک سے زائد اناجیل کی موجودگی ہی خود ساختہ اناجیل کا ثبوت ہے۔ جس کی اتباع اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی اتباع نہ ہوگا۔ بلکہ مرتبین اناجیل کی تعلیمات کی پیروی ہوگا۔ ان تعلیمات نے ان قوموں کو شرک میں مبتلا کر کے آخرت برباد کر دی ہے۔

دوزخ کے متعلق چرچ آف انگلینڈ کا جدید گمراہ کن تصور

عیسائیت کی تعلیمات میں سینکڑوں برس سے تحاریف کا سلسلہ شروع ہے جو دورِ جدید میں بھی جاری وساری ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک جھوٹ کو سچا ثابت کرنے کے لئے سینکڑوں جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ دوزخ اور جنت کے متعلق چرچ آف انگلینڈ نے جدید تصور اپنا لیا ہے اور سابقہ تصور کو یکسر تبدیل کر لیا ہے۔ چرچ کمیشن کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دوزخ کا پرانا تصور کہ آگ کا بہت بڑا گڑھا ہے جس میں مسلسل عذاب ہوگا صحیح نہیں۔ دوزخ صرف فنا کی حالت یا عدم وجود کا نام ہے۔ دوزخ میں آگ کے ذریعے عذاب کا تصور صرف لوگوں کو دوزخ سے ڈرانے کی ایک غلط کوشش ہے۔ رپورٹ کے مطابق مسلسل عذاب کے اذیت ناک تصور نے بہت سے لوگوں پر نفسیاتی خوف مسلط کر دیا تھا۔ عیسائیوں نے خوفزدہ کر دینے والی ایسی مذہبی سوچ کو صحیح تسلیم کر لیا تھا جس میں خدا کو اذیت دینے والے عفریت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوزخ کا وجود نہیں ہے۔ دوزخ کا واقعی وجود ہے اور ہر ایک کو یوم حساب سے بھی گزرنا پڑے گا۔ دوزخ کا مطلب مکمل فنا کی حالت ہے جو حتمی طور پر خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرے گا تو انجام صرف عدم وجود ہوگا۔ جنت کے بارے میں رپورٹ کے مطابق جنت بھی اس حالت میں نہیں ہے جس طرح اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ جنت دائمی آرام اور مکمل تکمیل نہیں ہے۔ بلکہ صرف خدا کی زندگی میں دائمی طور پر حصہ ہے۔

چرچ آف انگلینڈ کی یہ رپورٹ دو سال قبل ایک سابق بشپ ڈیوڈ جنکیسن کی طرف سے شروع کی جانے والی متنازعہ بحث کو ختم کرنے کے سلسلے میں سامنے آئی ہے۔ ڈیوڈ جنکیسن نے دوزخ کے وجود کو مسترد کر دیا تھا کہ یہ صرف خیالی تصور ہے۔ اس نے کہا تھا کہ میرا خیال ہے کہ خدا ہر ایک کو دوزخ سے بچا لے گا اور کسی کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہیں رکھے گا۔ (روزنامہ جنگ ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء بروز جمعہ)

چرچ آف انگلینڈ کی یہ رپورٹ بھی انسانی ذہن کی اختراع، خوش فہمیوں پر مبنی اور گناہگاروں کو طفل تسلیاں دینے کا ایک انداز ہے۔ جس کا الہامی تعلیمات سے قطعاً تعلق نہیں ہے جبکہ دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں دوزخ اور جنت کا جو تصور پیش کیا گیا وہی حقیقت ہے۔ سینکڑوں ہزاروں برس سے اہل کتاب کا بھی یہی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ جو انبیاء کی الہامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ دوزخ آگ کا زبردست الاؤ اور جنت ابدی زندگی کا مستقر ہے۔

بائبل کی تعلیمات ایسی بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی توہین اور انبیاء علیہم السلام کی بے حرمتی ظاہر ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام پر کبیرہ گناہوں کا بہتان باندھا گیا ہے اور ان کو نیک انسان کے درجے سے بھی (نعوذ باللہ) گرا دیا گیا ہے۔ بائبل کے ان اقتباسات کو لکھنے کی قلم اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ہم نے ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ بہر حال اس سے یہ تو ثابت ہو جاتا ہے کہ بائبل کے مصنفین نے اپنے ماننے والے گنہگاروں کو بھی گناہ کرنے کا جواز مہیا کر دیا ہے۔ جو یہ سوچ کر مطمئن ہو سکتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) ان گناہوں کا ارتکاب ان کے انبیاء علیہم السلام بھی کر چکے ہیں۔ اگر وہ بخشے جا سکتے ہیں تو یہ کیوں نہیں بخشے جا سکتے۔؟ چرچ آف انگلینڈ کی مذکورہ بالا رپورٹ بھی گنہگاروں کے لئے خوشخبری سے کم نہیں۔

اِسلام جبر سے نہیں پھیلا

(بی بی سی کی رپورٹ)

- اسلام جبر سے نہیں پھیلا، دوسرے مذاہب کا احترام سکھاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رواداری کا درس دیا۔
- عیسائیوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کے خلاف ظلم کا بازار گرم کیا۔
- جبکہ اسلام نے سپین، ایتھوپیا، وادیٔ نیل اور خرطوم میں عیسائیوں کو آزادی دی اور گرجا گھر آباد ہوئے۔
- زبردستی مسلمان بنانا تو کجا اس بات کی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی کہ مفتوح قومیں اسلام قبول کریں۔
- عیسوی کیلنڈر کے حساب سے رسول اللہ ﷺ کے یوم وصال پر رپورٹ۔

لندن (ریڈیو رپورٹ) حضرت محمد رسول ﷺ کا دین اسلام دوسرے مذاہب کی عزت کا حکم دیتا ہے اور دین اسلام جبر کے ذریعے نہیں پھیلا بلکہ اس بات کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتا کہ مفتوح قومیں اسلام کو قبول کریں۔ ان خیالات کا اظہار بی بی سی کی ایک رپورٹ میں کیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کے یوم وصال پر جو عیسوی کیلنڈر کے حساب سے 8 جون 632 کو ہوا تھا، نشر کی گئی۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دوسرے میں دو اور تیسرے مذہب کو ماننے والے یہودی اور عیسائی

تھے۔ رومن سلطنت عیسائی مذہب ماننے والوں کی تھی جنہوں نے یہودیوں پر مکمل پابندی لگادی تھی۔

مغربی ممالک میں فرانس اور سپین میں کلیسا بدعنوان تھے۔ روم اور قسطنطنیہ کے اختیار کو تسلیم بھی نہیں کرتے تھے۔ اس حال میں ساڑھے چودہ سو سال پہلے دین اسلام کا ظہور ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال تک یہ دین اسلام حجاز اور عرب کے وسطی اور جنوبی علاقوں تک پھیل چکا تھا لیکن ان کے وصال کے نو سال کے اندر شام، عراق، مصر اور شمالی افریقہ تک اس کا سایہ پھیل گیا۔ ایک صدی میں سپین سے شمالی ہندوستان تک کے علاقے اس نئے دین کے ماننے والوں کے زیر اثر تھے محمد رسول اللہ ﷺ کا اسلام دوسرے مذاہب کی عزت کا حکم دیتا ہے۔ رواداری پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ سپین میں جہاں عیسائیوں نے یہودی مذہب کو ممنوع قرار دے دیا تھا مسلمانوں کا دور یہودیوں کے لئے سنہری دور ثابت ہوا۔ اسلام کے ماننے والوں نے ایتھوپیا، وادئ نیل اور خرطوم میں عیسائیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دی اور یہاں گرجا گھر آباد ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اسلام کی جو توسیع ہوئی اس میں کسی کو زبردستی مسلمان بنانا تو کجا اس بات کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کی گئی کہ مفتوح قومیں اسلام قبول کریں۔

یہودیوں نے قتل مسیح علیہ السلام کی مکروسازش کی

تمام یہودی آج بھی اپنے بزرگوں کو مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ جبکہ عیسائی دنیا کا بھی یہی خیال ہے۔

دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں قتل مسیح علیہ السلام کے متعلق اصل حقیقت اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو بتادی ہے۔

سورۃ النساء آیت ۱۵۷ پارہ ۶ میں ہے:

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (سورۃ النسآء آیت ۱۵۷)

"(اللہ کی لعنت رہی ان پر) ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے قتل کر دیا مسیح عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کو جو اللہ تعالیٰ کا رسول تھا حالانکہ وہ اسے قتل نہ کر سکے اور نہ ہی سولی پر چڑھا سکے لیکن انہیں شبہ ہو گیا اور جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی اس واقعہ کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ حقیقتاً انہیں اس بات کا کچھ بھی علم نہیں ہے صرف اٹکل اور گمان کی بات کرتے ہیں یقیناً مسیح علیہ السلام کو یہ قتل نہیں کر سکے۔"

اس سورت مبارکہ کی روشنی میں مسیح علیہ السلام ابن مریم کو یہودیوں کی جانب سے سولی پر چڑھائے جانے والے واقعہ کی اصل صورت حال یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کا ارادہ کرنے والے گروہ کے پیشوا کو جب (اس موقع پر جبکہ مسیح علیہ السلام وہ گرفتار کرنے گئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل دے دی گئی تھی اور اس پکڑ دھکڑ کے موقع پر پیچھے آنے والے قاتلوں نے اس شخص کو سولی پر چڑھا دیا جس کی صورت اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام سے مشابہ بنا دی تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کو سولی سے بچالیا۔ آج تک یہود و نصاریٰ یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ نعوذ باللہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو یہودیوں نے مصلوب کر دیا تھا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ہونے سے بچالیا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھانے کا ارادے کا جرم آج بھی یہودیوں کی گردنوں پر ہے اور یہ بہت گھناؤنا گناہ ہے۔

اس قوم کی اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہوگی کہ قرآن مجید میں بھی نشان دہی ہے اور یہودی خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادوں نے اللہ تعالیٰ کے معصوم انبیاء کو قتل کر دیا تھا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو انہوں نے ناحق قتل بھی کیا''

تعداد میں مبالغہ آمیزی ہے یا حقیقت کیا ہے؟ بہرحال یہودی خود اقرار کرتے ہیں کہ انہوں نے چالیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تھا۔

بائبل میں یہودی کفریات

انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا بلکہ ان کی پاکیزہ زندگی امت کے لئے عملی طور پر مشعل راہ ہوتی ہے۔ مگر جب کوئی قوم صراط مستقیم سے ہٹ جائے اور وہ شیطان یعنی طاغوت کی بندگی شروع کر دے اور انبیاء علیہم السلام کے اصل راستے سے یکسر ہٹ جائے تو اس کے ذہن کی شیطانی خباثت مختلف مواقع پر ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

تحریفات بائبل میں ہمیں کھلے طور پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں انبیاء علیہم السلام کی توہین کی تعلیمات ملتی ہیں جو سراسر کفریہ ہیں اور دنیا کا کوئی بھی صاحب بصیرت شخص ان کو درست تسلیم نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت اسحٰق اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف فرمائی ہے۔

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ (القرآن)

''اور وہ حضرات ہمارے یہاں سب سے اچھے اور منتخب لوگوں میں سے ہیں۔''

دل پر جبر کر کے اللہ سے ڈر کر ہم بائبل کی کچھ خرافات لکھ رہے ہیں:

- بڑھاپے میں داؤد علیہ السلام کا پہلو گرم کرنے کے لئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملک کی جوان کنواری حسینائیں لائی جاتی تھیں۔ (نعوذ باللہ) (سلاطین ۱، ۱/۴)

- ❑ حضرت لوط علیہ السلام نے شراب سے بدمست ہو کر (نعوذ باللہ) اپنی بیٹیوں سے زنا کیا۔ (پیدائش ۳۱،۹/۳۸)
- ❑ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی بیوی کو محل میں بلا کر اس سے زنا کیا۔ (نعوذ باللہ) (۲۔سموئیل ۱۲/۱)
- ❑ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی عورت سے پیدا ہوئے۔ (نعوذ باللہ) (متی ۱/۶)
- ❑ حضرت سلیمان علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تو ان کی بیویوں نے ان کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کر دیا۔ (اسلاطین ۴/۱۱)

لکھنے والوں نے جس مذہبی کتاب میں انبیاء علیہم السلام کو شرابی، زانی، قاتل، مشرک اور بت پرست بنا دیا ہو۔ اس کتاب کی تعلیمات کو الہامی یا مذہبی ماننے والوں کے لئے یہ تمام گناہ کبیرہ جائز اور قابل اتباع ہو جائیں گے۔ آج آپ یہ تمام خرافات بائبل کے دعویدار معاشروں میں عملاً دیکھ سکتے ہیں۔ جبکہ مذہبی تعلیمات کا ایک اہم مقصد اصلاح معاشرہ بھی ہوتا ہے۔ جو ان لوگوں کے ہاں خال خال نظر آتا ہے۔ ٹی وی نشریات سے کس طرح مخرب اخلاق پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ دنیا بھر کے ٹی وی چینل دیکھ کر آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ان اقوام کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا تقدس کیا ہو سکتا ہے۔؟ آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

❀❀❀

مذاہب عالم اور تصورِ آخرت

جس طرح دورِ قدیم میں قوموں نے اپنے اپنے مذہبی عقائد اور نظریات میں تبدیلی کر لی تھی اور انبیاء علیہم السلام کی الہامی تعلیمات سے انحراف کرتے ہوئے تحریفات کر لی تھیں۔ اسی طرح انہوں نے خود ساختہ تصور آخرت بھی اپنا لیا تھا اور زندگی بعد از موت کے حقائق بھی بھلا دیئے تھے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہر قوم میں مبعوث ہونے والے نبی علیہ السلام نے تو خالق کائنات کی جانب سے دی گئی کم و بیش ایک جیسی تعلیمات اپنی اپنی قوم کے سامنے پیش کی تھیں مگر مختلف مذاہب اختیار کرنے والوں نے ایک دوسرے سے مختلف افکار و نظریات اور تعلیمات اپنا لیں اور عقائد میں بھی الگ راہیں اختیار کر لیں۔ یہ اندازِ فکر بجائے خود غلطیوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اس سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ جب کوئی قوم اپنے مرکز سے ہٹ جاتی ہے تو وہ مختلف افکار و نظریات اور عقائد کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مختلف مذاہب میں تصورِ آخرت میں بھی کافی تضاد پایا جاتا ہے۔

قدیم اہل مصر کا عقیدۂ آخرت:

چھبیس سو (۲۶۰۰) سال ق م سے پہلے اہل مصر کے عقیدہ آخرت کا پتہ نہیں چلتا جبکہ فراعنہ مصر کے پانچویں خاندان کے عہد میں عقیدۂ آخرت کا تصور ملتا ہے۔ وہ لوگ مرنے کے بعد جزا و سزا پر یقین رکھتے تھے۔ اس دور میں اوسیریس نامی

دیوتا کی پرستش کی جاتی تھی ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد ہر شخص نے خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ جزاوسزا کا فیصلہ اوسیریس (Osiris) خود کرتا ہے اور فیصلہ کے لئے دیگر دیوتا (Thot) تھوٹ، (Anobs) انوبس، (Horus) ہورس اور (Myths) ماتھس اور دیگر بیالیس منصفین اس سے تعاون کرتے ہیں۔ جس مرنے والے کی نیکیاں زیادہ ہوتیں ان کو نعمتوں سے نوازا جاتا اور وہ اوسیریس کی طرح ہو جاتا اور گنہگار انسان کے لئے سزائیں تجویز کی جاتیں۔ جیسے آگ میں ڈال دینا یا درندوں کے سامنے ڈال دینا یا کوئی اور سزا دے دینا۔ سزا کے لئے ان کے ہاں ایک تصوراتی جانور بھی تھا جس کا منہ مگرمچھ کا اور دھڑ شیر کا تھا۔ یہ بھی گنہگار کو نگل جاتا تھا۔

قدیم مصری تہذیب میں جزاوسزا کی تفصیل بھی ملتی ہے جزاوسزا میں کفرو شرک ملتا ہے۔ مگر یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ عقیدۂ آخرت کسی بگڑے ہوئے مذہب کی بگڑی ہوئی تعلیمات کی تصویر کی آمیزش رکھتا تھا۔

مذہب زرتشت کا تصور آخرت:

زرتشت (Zoroaster) ملک ایران سے تعلق رکھتا تھا اس کا زمانہ ۷۰۰ ق م ہے۔ اس کا مذہب بلخ کے ساتھ ساتھ تمام ایران میں پھیل گیا تھا۔ زرتشت کا کہنا تھا کہ کائنات میں دو خدا ہیں۔ اہورامازدا، نیکی کا خدا اور اینگرومینو شر کا خدا تھا۔

زرتشت کی تعلیمات کے مطابق مرنے کے چوتھے روز بعد نوجوان خوبصورت عورت اور بدروح بڑھیا کا روپ اختیار کر لیتی ہیں۔ جبکہ دونوں اپنی حالتوں کے لحاظ سے مادی جسم سے عاری ہوتی ہیں۔ جب میت حالت نزع میں

ہوتی ہے اس کی روح تین دن تین رات حالت نزع میں معلق پڑی رہتی ہے۔ جب روح جسم سے الگ ہوتی ہے۔ انسان کے دل اور ضمیر کے محاسبہ کے لئے اسے حساب کے پل پر سے گزرنا پڑتا ہے تاکہ اس کی آخرت کا فیصلہ ہو سکے۔ میت کا فیصلہ میت کے نیک و بد اعمال کو تولنے کے بعد ہوگا اور عدل و انصاف کیا جائے گا۔ فیصلے سے پہلے انسان کو پل صراط پر سے گزرنا ہوگا۔ یہ تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور گنہگار کا اس پر سے گزرنا محال ہوگا اور بدکار لوگ جہنم میں جا گریں گے اور بدکار لوگ اندھیروں میں ہوں گے جبکہ نیک لوگ روشنی میں ہوں گے اور آسانی سے پل صراط عبور کر لیں گے اور اہورامازدا خود ان کا استقبال کرے گا اور وہ اس کے پاس ابدی سعادت حاصل کر لیں گے۔ جن لوگوں کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی ان کو زمین و آسمان کے درمیان وسیع اور کشادہ مقام پر ٹھہرایا جائے گا۔ یہاں وہ اپنے ابدی انجام کا انتظار کریں گے اور ان کو جنت یا دوزخ میں بھیجنے کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

قدیم یونانیوں کا عقیدۂ آخرت:

یونانیوں کی قدیم تواریخ کی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں عقیدۂ آخرت موجود تھا۔ ۹۰۰ ق م میں موجود ہونے والے نابینا شاعر (Homere) کی نظم (Odyssey) میں بھی عقیدۂ آخرت کا تذکرہ موجود ہے۔ ان کے نزدیک زمین کے نیچے ایک تاریک مقام ہے جہاں مرنے کے بعد انسانی ارواح پہنچ جاتی ہیں۔ ہومر کے بیان کے مطابق مرنے کے بعد روحیں سایوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ یونانیوں کا عقیدہ دیویوں اور دیوتاؤں پر تھا۔ ان کے نزدیک مرنے کے بعد جزا و سزا ملتی تھی۔

عقیدۂ آخرت بدھ اور ہندومت:

ہندو یا بدھ مت آج جس شکل میں موجود ہیں ان کی تعلیمات میں جزا وسزا کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ بدھ مت میں عقیدہ نروان کا ذکر موجود ہے۔ نروان کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح کو برہما میں فنا ہو جانا ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک یہ نظریہ ہے کہ جب تک روح مختلف اشکال میں بار بار جنم لے کر پاک نہیں ہو جاتی اس کو نروان حاصل نہیں ہو سکتا۔

مہاتما بدھ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے شاگرد نندا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

> ''اے نندا ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ (جسم) مجموعہ عناصر اپنے اعضائے ترکیبی میں تحلیل ہو کر لازمی طور پر فنا سے ہم کنار ہو جائے گا۔ لیکن ارتقائے روحانی کو جاری رکھنے سے تجھے کوئی حالت روک نہیں سکتی۔ عنقریب تم شہوانی لذات اور ذاتی وجود کی برائی، جہالت اور بیہودہ توہمات کی تاریکی سے نجات پا جاؤ گے۔''

بنی اسرائیل کا عقیدۂ آخرت:

یہودیوں کی پہلی کتاب میں عقیدۂ آخرت نظر نہیں آتا۔ ان کے نزدیک جزا وسزا قدرت کی طرف سے اسی دنیا میں دی جاتی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کسی بدکار سے اس کی برائی کا بدلہ لینے سے غفلت نہیں برتتا، چاہے وہ ایک فرد ہو یا پوری نسل ہو۔ اس عقیدہ پر غور کیا جائے تو یہ آپ کو حقائق کے سراسر منافی دکھائی دے گا۔

جیسا کہ ہم حقیقت کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں کہ یہودیوں سمیت دنیا بھر میں بے شمار برائیاں اور فواحشات، قتل و غارت گری ہو رہی ہے۔ اگر یہودی نظریہ کو درست مان لیا جائے تو ان برائیوں کی وجہ سے اقوام عالم میں بسنے والے کروڑوں انسانوں پر غضب الٰہی نازل ہو جاتا۔ اگرچہ قدرت کی طرف سے بعض اوقات مختصر لوگوں یا خطے میں تباہی و بربادی بھی دیکھنے میں آتی ہے مگر سب ظالموں کو سزا نہیں ملتی۔ جبکہ آخرت میں تو ایک ایک ظلم کا حساب ہوگا۔ یہودی نظریہ آخرت مشکوک نظر آتا ہے۔ از روئے قرآن پہلے یہودیوں کا خیال تھا کہ اول تو جہنم کی آگ ان کو چھوئے گی نہیں اور اگر خدا نے ان کو جہنم میں بھیج بھی دیا تو کچھ عرصہ بعد ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ یہ نظریہ بھی بجائے خود گمراہ کن اور حقائق کے منافی ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات دنیا میں گنہگاروں، مجرموں اور بدکاروں کو سزا نہیں ملتی۔ یہودیوں کی کتاب ہو یا صحیفہ ایوب ان میں آخرت کے متعلق واضح تعلیمات نہیں ملتیں اور نہ ہی یہودیوں کا ایمان کامل نظر آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں یہودیوں میں ایک ایسا فرقہ بھی موجود تھا جو یہ کہتا تھا کہ قیامت برپا نہیں ہوگی۔ جبکہ فریسی فرقہ تسلیم کرتا تھا کہ قیامت ضرور آئے گی۔

اسعیاہ Isaiah نبی کے صحیفہ میں (جو کہ ۳۰۰ سال ق م کا ہے) لکھا ہے کہ:

”سن لو! خداوند زمین کو خالی کر دے گا اور اس کو بالکل بیکار کر دے گا۔ اس کی سطح کو الٹ پلٹ کر دے گا اور اس کے باشندوں کو منتشر کر دے گا۔“

(اسعیاہ باب ۲۴ آیت ۱)

اس آیت کا تعلق بھی دنیاوی طور پر ہے آخرت پر دلالت نہیں ہے۔ صرف قیامت کا کچھ حصہ معلوم ہوتا ہے۔

عیسائیت میں عقیدۂ آخرت:

عیسائیت میں جزا وسزا کے ضمن میں حیات ابدی اور خداوند کی بادشاہت کا عقیدہ نیکیوں کے انعام کے لئے عقیدہ ہے اور بدیوں کی سزا کے لئے ظلمت، آگ اور دوزخ کا عقیدہ ہے۔ فیصلے کے دن کے سلسلے میں ان کا کہنا ہے کہ اس روز یسوع مسیح علیہ السلام فرشتوں کے ہمراہ تشریف لائیں گے۔ اس معاملہ میں وضاحت موجود نہیں کہ وہ قیامت کے دن آئے گا یا اشارہ اس دن کی طرف ہے جب وہ دفن کے تین روز بعد وہ دوبارہ اٹھے گا۔ کیونکہ اناجیل میں غیر واضح طور پر اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔

انجیل متی باب ۱۶ کے مطابق حضرت یسوع مسیح کی دنیا میں آمد قیامت سے پہلے ہے۔

''ابن آدم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ تب وہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ دے گا، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو موت کا مزہ اس وقت تک نہیں چکھیں گے جیسا کہ ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتا دیکھو نہ لیں۔''

مگر انجیل متی کے باب ۱۲ میں یہ بھی لکھا ہے:

''میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر بیہودہ بات جو لوگ منہ سے نکالتے ہیں قیامت کے دن ان کو حساب دینا پڑے گا۔'' (آیت ۳۶)

عقیدۂ آخرت کا انکار

ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اہل کتاب ہوں یا دیگر مذاہب کے پیروکار جن اقوام کا عقیدۂ آخرت سرے سے موجود نہیں یا اگر ہے تو حقائق کے منافی ہے تو ان کے لئے آخرت میں سوائے خسارے کے اور کچھ نہیں ہے۔ جب کوئی قوم اس قسم کے نظریات رکھتی ہے تو اس میں چنگیزیت جنم لیتی ہے اور وہ بسا اوقات شرف انسانیت سے بھی گر جاتی ہے۔ وہ قوم شیطانی نظریات میں پھنس کر رہ جاتی ہے اور دنیاوی عیش و آرام میں اس قدر گم ہو جاتی ہے کہ صراطِ مستقیم کی راہ گم کر بیٹھتی ہے اور اسی گمراہی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے۔ آخرت میں حساب کتاب، جزا و سزا کی منکر اقوام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر مرنے کے بعد ان کو عالم برزخ اور عالم آخرت سے واسطہ پڑ گیا تو ان کے لئے بچنے کا ٹھکانہ کہاں باقی رہ جائے گا اور اصلاح کا موقع بھی نہ ملے گا۔

دراصل دنیا آزمائش کی جگہ ہے اور امتحان گاہ، انسان کے مرنے کے بعد اس کا نامۂ اعمال بند کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں کامیابی یا ناکامی کا دارومدار اس کے اچھے یا برے نامۂ اعمال پر ہوتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ موت آخرت کی پہلی سیڑھی ہے۔ مرنے کے بعد منکر نکیر ہر انسان کا امتحان سوال و جواب کی صورت میں لے کر دوزخ یا جنت کا فیصلہ کر دیتے

ہیں۔ جو انسان برے اعمال کی وجہ سے قبر کے امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں ان پر عذاب قبر مسلط کر دیا جاتا ہے اور وہ قیامت تک اسی کیفیت میں رہیں گے۔ دنیاوی زندگی میں جو لوگ شیطان کی پیروی کر کے گمراہی کی زندگی گزارتے ہیں اور عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت برباد کر لیتے ہیں۔ ان کی یہ کیفیت عارضی نہیں ہوتی بلکہ مرنے کے بعد وہ ہمیشہ کے خسارے کا شکار ہو جاتے ہیں اور آتش جہنم کے حقدار بن جاتے ہیں۔ سوچا جائے تو یہ سب کچھ دین حق کی پیروی میں دنیاوی زندگی بسر نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ حقائق سے نظریں چرانے سے حقائق بدل نہیں جاتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اصول اٹل ہوتے ہیں جن کو بہرحال روبہ عمل آنا ہوتا ہے، کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے، انسان کو فیصلہ عقل و شعور سے کرنا چاہئے اور سوچ سمجھ کر زندگی بسر کرنی چاہئے۔

مختلف مذاہب کی تعلیمات کا حاصل

ہم نے اس کتاب میں دنیا بھر کے مذاہب اور ان کا تعارف اور تعلیمات مختصر طور پر پیش کر دیا ہے جو کفر و شرک، صغیرہ و کبیرہ گناہوں، مبالغہ آمیزیوں سے لبریز ہیں جن کو الہامی تعلیمات تو کیا عام اخلاقی اور اصلاحی تعلیمات بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا جن کو کوئی ذی ہوش انسان صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ تعلیمات شیطان کی پیروی میں تو ہو سکتی ہیں۔ ان کو رحمٰن کی جانب سے کسی صورت بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تمام تعلیمات انسانی فطرت کے خلاف ہیں اور سراسر غلط ہیں۔

مذاہب عالم کی کتابوں اور تعلیمات کی کیفیت

مختلف مذاہب کی الہامی کتابیں اور ان کی تعلیمات اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان میں گمراہ کن حد تک تحاریف کی گئی ہیں اور تعلیمات کو بری طرح سے مسخ کر دیا گیا ہے جو اقوام ان تعلیمات پر عمل کرتی یا ان کو برحق مانتی ہیں۔ وہ الہامی تعلیمات کی پیروی نہیں کرتیں بلکہ اپنے ان عالموں کی پیروی کرتی ہیں۔ جنہوں نے الہامی تعلیمات کو بدل دیا تھا جبکہ ان اقوام کے لئے لازم تھا کہ وہ خودساختہ تعلیمات کی بجائے الہامی تعلیمات کی پیروی کرتیں جو اس وقت ان کی مذہبی کتابوں میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایک کتاب تو ایسی ہوتی جو اصل الہامی تعلیمات کی حامل ہوتی اور قیامت تک کے لئے نسل انسانی کے لئے راہِ ہدایت دکھاتی اور کسی غیر مسلم کے پاس جواز نہ رہتا کہ دنیا میں الہامی کتاب میسر نہ تھی کہ وہ اس کی پیروی کر کے سرخرو ہوتے اور راہِ نجات حاصل کر لیتے۔

اب اتمام حجت کے لئے قدرت نے ایک ایسی انمول اور مقدس کتاب کو اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری

بھی قبول کی، وہ الہامی کتاب قرآن مجید ہے جس میں من وعن وہی الہامی تعلیمات موجود ہیں جو جس حالت میں حضور نبی کریم ﷺ پر چودہ سو برس قبل نازل ہوئیں تھیں۔

اب اگر کوئی قوم ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتی اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے روز پیش ہوتی ہے تو اس کے پاس دین اسلام اور اس کی تعلیمات کے انکار کی دلیل باقی نہیں رہتی۔ غیر مسلم مفکرین بھی اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں کہ قرآن مجید ہی دنیا میں واحد الہامی کتاب ہے جو دنیا میں اصلی حالت میں موجود ہے۔ اب تمام بنی نوع انسان کے پاس قرآنی تعلیمات کو نہ ماننے کا جواز باقی نہیں رہتا۔

دراصل جس دور میں قرآن مجید کا نزول ہوا اس دور میں بھی دیگر مذاہب کی مذہبی کتابیں تبدیل شدہ حالت میں موجود تھیں اور ان کی تعلیمات ناقابل اتباع ہو چکی تھی۔ لہٰذا دنیا بھر کے انسانوں کو اصل الہامی تعلیمات کی حامل الہامی کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ متلاشیان حق نے اسلام قبول کرلیا اور صراطِ مستقیم پر چل کر اپنی عاقبت سنواری اور آتش دوزخ سے بچنے کا انہوں نے اہتمام کرلیا۔

قرآنِ مجید دُنیا کی آخری الہامی کتاب

خصوصیات:

- اس کی تعلیمات من وعن وہی ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں نازل ہوئی تھیں۔
- یہ الہامی تعلیمات احکاماتِ الٰہی ہیں۔
- قرآنِ مجید سابقہ الہامی کتب کی تصدیق کرتا ہے۔
- یہ کتاب ہر قسم کے شک وشبے سے بالاتر ہے۔
- کسی بھی مقام پر اس کتاب میں تضاد بیانی نہیں ہے۔
- اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے۔
- اس کی تعلیمات میں اضافہ یا ترمیم کرنا ناممکن ہے۔
- دنیا بھر میں اس کی سچی تعلیمات کے کروڑوں حفاظ موجود ہیں۔
- دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور چھپنے (شائع ہونے) والی الہامی کتاب ہے۔
- یہ کتاب تمام بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لئے نازل کی گئی ہے۔
- اس کتاب کا موضوع رحمٰن اور انسان ہے۔

- اس کتاب میں انسان کے ازلی دشمن شیطان اور اس کے کردار اور ناپاک عزائم کا بھی ذکر ہے۔
- یہ کتاب تمام دنیا کے انسانوں کو چیلنج کرتی ہے کہ وہ اس جیسی کوئی آیت بنا کر دکھا دیں۔
- یہ کتاب تمام بنی نوع انسان کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔
- سابقہ الہامی کتابوں کی جن تعلیمات میں تحریفات کی گئی ان میں سے کئی تعلیمات صحیح طور پر الہامی شکل میں قرآن مجید میں موجود ہیں۔
- قرآن مجید علم ہدایت ہے اور اس میں تمام ضروری علوم کا تذکرہ موجود ہے۔
- قرآنِ مجید میں تمام کائنات اور مخلوقات اور نظام ہائے کائنات کا ذکر موجود ہے۔
- یہ کتاب انسان کو اپنی اور رحمٰن کی پہچان کراتی ہے۔
- یہ حق و باطل کی پہچان کراتی ہے۔
- یہ کتاب خیر اور شر کی پہچان کراتی ہے۔
- اس کتاب سے علم ہوتا ہے کہ انسان کو کن مقاصد اور آزمائشوں کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔
- یہ زندگی بعد از موت پر روشنی ڈالتی اور آخرت کی خبر دیتی ہے۔
- اس کتاب میں جنت اور دوزخ کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔
- یہ یومِ جزا و سزا کی خبر دیتی اور حق کو باطل سے جدا کرتی ہے۔
- یہ کتاب نیکی کی تعلیم دیتی اور برائی سے روکتی ہے۔

- اس کتاب کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان دوزخ کی سزا سے بچ سکتا ہے اور وہ مرنے کے بعد جنت کی ابدی زندگی کا حقدار بن سکتا ہے۔
- یہ کتاب گمراہ قوموں کو دیئے جانے والے عذابوں کا تفصیلی ذکر کرتی اور غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔
- اس کی تعلیمات سائنس کی کسوٹی پر پوری اترتی ہیں اور سائنس بھی اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔

- اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد غیر مسلم مفکرین، دانشوروں اور سائنسدانوں نے بھی مبنی برحق ہونے کی تصدیق کی ہے۔
- یہ کتاب انفرادی اور اجتماعی عدل و انصاف کی تعلیم دیتی ہے۔
- یہ کتاب اعلیٰ اخلاق کا درس دیتی اور گناہوں اور برائیوں کے برے نتائج سے آگاہ کرتی ہے۔
- اس کی اکثر تعلیمات کا نزول قرآن سے پہلے بنی نوع انسان کو علم نہ تھا۔
- اس کی تعلیمات دل و دماغ پر اثر کرتی ہیں اور ہر صاحب بصیرت شخص ان کو تسلیم کر لیتا ہے۔
- یہ انبیاء علیہم السلام کو اصل احترام دیتی ہے اور ان کو سچی الہامی تعلیمات سمیت پیش کرتی ہے۔

قرآنِ مجید سے متعلق فرامین الٰہی

مکمل الہامی کتاب:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ

(سورۃ المائدہ، آیت ۴۸)

"(اے پیغمبر ﷺ!) ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے جو ان تمام دعوؤں کی تصدیق کرتی ہے جو سابقہ الہامی کتابوں میں کئے جاتے رہے ہیں اور ان تمام کتابوں کی (اصل) تعلیم اس کے اندر آگئی ہے۔"

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (سورۃ الانعام، آیت ۱۱۵)

"(اے پیغمبر ﷺ!) تمہارے رب کی طرف سے دیئے جانے والے احکامات اور قوانین صدق اور عدل کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ اب ان میں تبدیلی کرنے والا کوئی نہیں۔"

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر، آیت ۹)

"ہم نے اس (قرآنِ مجید) ضابطۂ حیات کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"باطل اس کے آگے یا پیچھے کہیں سے بھی اس کے پاس نہ آ سکے گا۔" (۴۲،۴۱)

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ یونس، آیت ۳۷)

"اور یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو اللہ کی وحی اور تعلیم کے بغیر مکمل کر لیا جائے یہ تو جو کچھ پہلے آ چکا تھا اس کی تصدیق اور الکتاب کی تفصیل ہے (یعنی جو الہامی کتابیں پہلے آ چکی تھیں) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے۔"

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(سورۃ یونس، آیت ۳۸)

"کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو (قرآن مجید کو) خود تصنیف کر لیا ہے۔ کہو اگر تم اس الزام میں سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تصنیف کر لاؤ اور ایک خدا کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لئے بلا لو۔"

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۱۹۲ تا ۱۹۷)

"بے شک یہ قرآن رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں صاف عربی میں ہے۔ اگلے نبیوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن مجید کا ذکر ہے۔ کیا انہیں یہ نشانی کافی نہیں کہ حقانیت قرآن مجید کو بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں۔"

قرآن پاک میں ارشاد ہے

"اگر ہم اس قرآن مجید کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خوف خدا سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔" (القرآن)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"پس تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس نور (قرآن مجید) پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔" (القرآن)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۲)

"اور یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں۔ مومنوں کے لئے سراسر شفاء اور رحمت ہے ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔"

ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے:

"بے شک یہ قرآنِ مجید بہت بڑی عظمت والا ہے۔ جو ایک کتاب میں درج ہے جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔" (سورۃ الواقعہ، آیت ۷۹، ۸۰)

قرآن مجید دنیا کی آخری الہامی کتاب ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہے کی قطعاً گنجائش موجود نہیں۔ دنیا میں موجودہ حالت میں موجود کوئی بھی مذہبی کتاب اس کے مقابلے میں تسلی بخش قرار نہیں دی جا سکتی قدرت کی جانب سے قرآن مجید کا دنیا میں موجود ہونا تمام بنی نوع انسان کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے جس کی تعلیمات پر عمل کر کے دین اور دنیا میں بھلائی حاصل ہوتی ہے اور انسان آتش جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچ سکتا ہے اور جنت کی ابدی زندگی کا مستحق قرار پا سکتا ہے۔ مقاصد کا صحیح تعین ہو جائے تو انسان کامیابی سے منزل مقصود تک بفضل تعالیٰ پہنچ سکتا ہے۔

دینِ فطرت صرف اِسلام ہے

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیاء علیہم السلام بھیجے ہیں اور ان کو کتب یا صحائف آسمانی بھی دیئے گئے تھے تاکہ اپنی اپنی قوم کو پیغام الٰہی پہنچا دیں اور ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین کریں اور شیطان کے قدموں کی پیروی سے منع کریں اور ان کے گوش گزار کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ارادے کی آزادی دے کر صرف آزمائش اور اپنی عبادت کے لئے دنیا میں بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد روز قیامت کو ہر انسان سے ان کے اچھے برے اعمال کا حساب لے گا اور ان کو دوزخ یا جنت میں بھیجنے کا فیصلہ کر دے گا۔ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں، نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں بھیج کر بنی نوع انسان کو دوزخ یا جنت میں جانے کا راستہ دکھا دیا ہے۔

تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد اسی نے بیک وقت تمام ارواح کو پیدا کر کے ان سے عہد لیا تھا کہ اللہ واحد ہی ان کا رب ہے۔ اس عہد کا مقصد صرف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خدائی میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں اور وہی اکیلا لائق عبادت اور حمد و ثنا ہے۔ اس نے انسان کو اپنا نائب بنا کر دنیا میں بھیجا ہے کہ وہ احکامات الٰہی نافذ بھی کرے اور ان کے مطابق زندگی بسر کرے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ: "کُنْ فَیَکُوْن" اور وہ کام ہو جاتا ہے۔ اسی

کے حکم سے یہ وسیع و عریض کائنات، چاند، سورج، ستارے، سیارے اور جاندار و بے جان مخلوقات وجود میں آئی ہیں۔ زمین اور اس پر بسنے والے جاندار و بے جان بھی اسی کائنات کا حصہ ہیں اور تمام کائنات میں اللہ ہی کا حکم چلتا ہے۔ ہر شے اسی کی حمد و ثناء بیان کرتی ہے۔ اس لئے کہ تمام کائنات میں شامل ہر شے تابع فرمان الٰہی (مسلم) ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی دوسری ہستی کو پکارنے یا اس کی عبادت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک حکم سے تمام انسانوں کو تابع فرمان الٰہی کر دیتا اور اس کو انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک بھی نبی علیہ السلام بھیجنے کی ضرورت نہ رہتی۔

اگر اس کے ایک حکم سے وسیع و عریض کائنات تشکیل پا سکتی ہے۔ پرند، چرند، حشرات الارض، درخت، حیوانات، نباتات بلکہ ہر جاندار و بے جان شے اور مخلوقات اس کو واحد جان کر حمد و ثناء بیان کر سکتی ہیں اور وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتیں تو اللہ تعالیٰ کے ایک حکم سے ہر انسان بھی کفر و شرک کا مرتکب ہوئے بغیر اللہ ایک ہی کی عبادت کر سکتا تھا۔ مگر پھر انسان کی آزمائش کا مقصد ختم ہو جاتا۔ انسان کو آزمانے کے لئے قدرت نے ارادے کی آزادی بخشی اور اس کو اچھے برے اعمال کرنے کے لئے خود مختار بنایا ہے اور دو راستے بتا دیے ہیں کہ صراط مستقیم کیا ہے اور ٹیڑھا راستہ کیا ہے؟ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ہی اس نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام بھیجے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو آگاہ کر دیا کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ قدرت نے انسان کو اس کے ازلی دشمن شیطان کے مکر و عزائم سے بھی آگاہ فرما دیا ہے کہ وہ انسان کے دل میں وسوسے ڈال کر اس کو گمراہ کرنے کے لئے صراط مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے اور گناہوں کی

جانب راغب کرتا ہے۔ اپنے نفس پر قابو پا کر ہر انسان شیطان کے وار سے بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا کو دنیا میں بھیجتے وقت آگاہ فرما دیا تھا کہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک دنیا میں رہنا ہے اور پھر اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر واپس آنا ہے۔ ہر شخص نے مرنے کے بعد قیامت والے روز اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کے سلسلے میں جوابدہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے دنیا بھر کے انسانوں کو عالم ارواح میں کیا ہوا عہد یاد دلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو مخاطب کر کے عالم ارواح میں فرمایا تھا:

"الست بربکم" (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲)

"کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟"

ان سب نے جواب دیا تھا کہ:

"کہ اے پروردگار تو ہمارا ربّ (پالنے والا) ہے۔"

یہ اس بات کا بھی اعتراف تھا کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے مظاہرات قدرت اور مخلوقات کے لئے جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ "تابع فرمان الٰہی ہے" تابع فرمانِ الٰہی ترجمہ ہے لفظ مسلم کا، مسلم مسلمان کو کہتے ہیں اور اس کو جو دین دیا ہے وہ اسلام ہے یعنی سلامتی اور امن کا دین۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

"کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے۔"

تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اسلام ہی تھا وہ سب مسلم (تابع فرمان الٰہی) تھے۔ چنانچہ ان کے پیروکار یا امتی مسلم (مسلمان) تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک انبیاء علیہم السلام نے انسانوں کو دین اسلام ہی پیش کیا تھا۔ یہ

دین فطرت ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

''ابتدا میں تمام انسان ایک ہی امت تھے، بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنا لئے۔'' (سورۃ یونس آیت ۱۹)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جو دین اسلام اللہ نے انسانوں کو دیا تھا ہر دور میں ان کو اسی دین پر رہنا چاہئے تھا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا پسندیدہ دین تھا اور اللہ کے نزدیک سوائے اسلام کے کوئی دوسرا دین (مذہب) قابل قبول نہیں ہے۔

اس حقیقت کا تقاضا یہ تھا کہ انسانوں کو اختیار نہ تھا کہ وہ ازخود نئے نئے مذاہب بناتے اور مسلک عقائد اختیار کرتے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب خود ساختہ ہیں۔ ان سب میں جو قدر مشترک ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ مذاہب کفر و شرک کی تعلیمات کے حامل ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات کے نزدیک سب سے خطرناک اور بڑا گناہ شرک ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قیامت سے پہلے ہی فیصلہ سنا دیا ہے کہ وہ مشرک کو نہیں بخشے گا اور مشرکین ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ:

- ☐ اللہ پر ایمان لائے۔
- ☐ اللہ کے رسولوں پر ایمان لائے۔
- ☐ الہامی کتابوں پر ایمان لائے۔
- ☐ فرشتوں پر ایمان لائے۔
- ☐ اور یوم جزا (قیامت) پر ایمان لائے۔

بنیادی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام نے ایک جیسی تعلیمات دی تھیں یعنی اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ کلمہ طیبہ ہر نبی علیہ السلام کا کلمہ تھا۔

اسی کتاب میں ہم آیات قرآنی پیش کر چکے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اسلام ہی تھا۔ مگر جب کسی قوم پر زوال آیا اور وہ شیطان کے قدموں کی پیروی میں حد

سے آگے بڑھ گئی تو اس وقت کے مذہبی پیشواؤں نے دین حق کو بدل ڈالا۔ عقائد بدل ڈالے اور الہامی تعلیمات کو کچھ کا کچھ کر ڈالا۔ جن تمام ادیان (مذاہب) کا ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے ان میں یہی کچھ نظر آتا ہے۔

انسان کی سب سے بڑی کمزوری اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ اکثر قومیں اس لئے گمراہی کی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو گئیں کہ وہ اپنے ماں باپ کا مذہب چھوڑنے کو تیار نہ تھیں۔ آج بھی مذہبی طور پر جو اقوام گمراہ ہیں اس کی وجہ بھی بغیر سوچے سمجھے جذباتی طور پر اپنے گمراہ آباء و اجداد کی پیروی ہے۔ علم کے اس دور میں کون نہیں جانتا کہ مجسموں اور بتوں کو یا مظاہرات قدرت کو خدائی درجہ نہیں دیا جا سکتا اور اگر کائنات میں ایک سے زائد خدا ہوتے تو یہ نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا مگر جو لوگ جان بوجھ کر گمراہ رہنا چاہتے ہیں اور وہ حق کی تلاش بھی نہیں کرتے۔ اللہ بھی ایسے لوگوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

تمام دُنیا کے مذاہب سچے ہوتے تو ان کے عقائد اور تعلیمات ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوتے، ان کی مذہبی کتابوں کی تعلیمات میں یکسانیت ہوتی، ان کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا اور ان کی کتابوں کی تعلیمات ایک دوسرے سے الگ ہونا ہی ثابت کر دیتا ہے کہ یہ مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ شیاطین کی پیروی نے ان قوموں کو گمراہی کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ جب تمام دنیا کے انسان حضرت آدم وحواؑ کی آل اولاد ہیں تو ان کا دین بھی وہی ہونا چاہئے تھا جو ان کے ماں باپ حضرت آدم وحواؑ کا تھا اور وہ اسلام تھا۔ ان کی عبادت گاہیں بھی مندروں یا گرجوں کی بجائے مساجد ہونی چاہئیں تھیں کیونکہ گرجے، کنیسے اور مندر بعد کی پیداوار ہیں۔ سب سے پہلی عبادت گاہ مسجد ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی عبادت گاہ تھی اور الحمد للہ آج بھی

پوری شان کے ساتھ دنیا میں موجود ہے۔ وہ اللہ کا گھر خانہ کعبہ یا مسجد الحرام ہے۔ جس کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اس کے پاسباں ہیں ، وہ پاسباں ہمارا

توریت، زبور، انجیل بھی الہامی کتابیں ہیں جن کی الہامی تعلیمات کے برحق ہونے پر تمام مسلمان ایمان رکھتے ہیں اور قرآن مجید بھی ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر ان کی الہامی تعلیمات میں تحاریف نہ ہوتیں اور وہ حوادث زمانہ کی نذر نہ ہوتیں تو تمام اہل کتاب اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد توحید میں کوئی فرق نہ ہوتا مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ انہوں نے عقیدہ توحید کو شرک سے آلودہ کر لیا ہے۔

ایک اللہ پر ایمان رکھنے والے اور موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر تسلیم کرنے والے اور توریت کو آسمانی کتاب ماننے والے بنی اسرائیل یا یہودی تھے اور جب ان میں بگاڑ آ گیا تو نہ صرف کتاب کی تعلیمات میں تحاریف کی گئیں بلکہ عقیدہ توحید کو بھی مسخ کر کے اللہ کے ساتھ ساتھ عزیر علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا گیا۔ (نعوذ باللہ) اسی طرح داؤد علیہ السلام کی امت صابئین جو وحدانیت پر یقین رکھتی تھی، انہوں نے نہ صرف زبور کو بدل ڈالا بلکہ مظاہرات قدرت کی بھی پوجا شروع کر دی۔ اسی طرح ایک اللہ پر ایمان لانے والے اور عیسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق اور انجیل مقدس پر ایمان رکھنے والے نصرانیوں میں جب بگاڑ آ گیا تو انہوں نے انجیل مقدس میں تحاریف کر ڈالیں اور عقیدہ توحید کی جگہ عقیدہ تثلیث اپنا لیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا (نعوذ باللہ) اور ان کی والدہ کو بھی خدائی درجہ دے دیا۔ اس طرح انہوں نے ایک اللہ کی جگہ تین خداؤں کا تصور اپنا لیا۔ اہل کتاب کے علاوہ بت پرست قوموں نے بھی اپنے

اوتاروں کی صحیح اسلامی تعلیمات کی جگہ اس قدر اپنی کتابوں میں مسخ شدہ خود ساختہ تعلیمات داخل کر لیں کہ کفریہ اور شرکیہ تعلیمات میں توحید کی تعلیمات نہ ہونے کے برابر رہ گئیں۔ چنانچہ زرتشت، بدھ ازم، ہندو ازم میں ڈھونڈے سے کہیں کہیں توحید کی تعلیمات کی جھلک ملتی ہے مگر ان کتابوں میں کفر و شرک کی تعلیمات کی بھرمار نظر آتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ خود ان مذاہب کے دانشور بھی اس بات کا اعتراف کر کے خود کو غیر جانبدار اور روشن خیال تو ظاہر کرتے ہیں مگر وہی قدیمی کمزوری کہ آباؤ اجداد کے مذاہب کو چھوڑنے کو تیار نہیں۔ جہاں تک ماں باپ کی فرمانبرداری عزت اور احترام کا تعلق ہے اسلام حق و انصاف کی بات کرتا ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

یہاں تک حکم ہے کہ ماں باپ کا احترام اولاد پر لازم ہے لیکن اگر وہ دین کی غلط تعلیم دیں تو ان کی پیروی نہ کی جائے۔ کیونکہ مرنے کے بعد ہر شخص نے انفرادی طور پر اپنے اعمال کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اسلام ماں باپ کو اس قدر احترام دیتا ہے کہ وہ اولاد جنت میں نہ جائے گی جس کے ماں باپ (دنیاوی طور پر) اس سے ناراض ہوں گے اور اس کو معاف نہ کریں گے۔ ان تمام احترامات کے باوجود دین کے معاملے میں ماں باپ کے غلط عقائد کی پیروی سے منع فرما دیا گیا ہے۔

تمت

انسان کا کھلا دشمن

شیطان

عزازیل سے ابلیس تک

شیطان کے متعلق قرآن وحدیث

اور واقعات کی روشنی میں

مصنف

نورالحق صدیقی

ہدیہ -/120 روپے

انبیاء کرام علیہم السلام، بزرگانِ دین اور عام انسانوں
کے تاریخ کا رخ موڑنے والے سچے خواب

رُویائے صادقہ
مبشرات

مصنف

نور الحق صدیقی

ہدیہ -/65 روپے

قرآن و احادیث کی روشنی میں وظائف و عملیات

مصائب وبلیّات، آسیب وجنّات، مشکلات، دُنیا وآخرت میں بھلائی، عزت وتوقیر میں اضافہ اور خواہشات میں کامیابی اور روحانی کامیاب علاج

سحرِ مُبین

کھلا جادو اور شرطیہ توڑ

مصنف

نورالحق صدیقی

ہدیہ -/120 روپے

شِفَاءُ الْقُلُوبِ

وظیفہ دُرود

سکونِ قلب کے لئے انمول وظائف

مصنف

پروفیسر محمد عباس کمبوہ

ہدیہ -/125 روپے

دیدارِ باری

بلاحجاب

اس کتاب میں عمدہ نفیس بحثیں پیش کی گئیں ہیں جیسے قبر کے حالات، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فلسفہ، اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا دیدار کیسے ہوگا اور ایسے ہی کئی موضوعات پر قرآن واحادیث کی روشنی میں دلچسپ پیرائے بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف

سیّد غلام حسین قادری رضوی

ہدیہ -/90 روپے

اسم اعظم، علم الاعداد، ستارہ اور برج کی روشنی میں

پیارے بچوں کے پیارے نام

ترتیب و تحقیق

علامہ محمد جاوید

کتاب کی تشکیل کے وقت ذیل کے مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

- نام اور اس کے معانی اور کس زبان سے تعلق ہے۔
- بلحاظ نام کے اعداد، تا کہ اعداد کی خاصیتوں اور اثر کو مدنظر رکھا جا سکے۔
- بلحاظ اعداد برج اور ستارہ، تا کہ ان کے اثرات کو بھی مدنظر رکھا جا سکے۔
- بلحاظ اعداد اسم اعظم، تا کہ بچہ اس کے مستقل ورد سے تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہ سکے۔

ہدیہ -/120 روپے

دورِ جدید میں اسلامی مسائل کا آسان اور مثبت حل

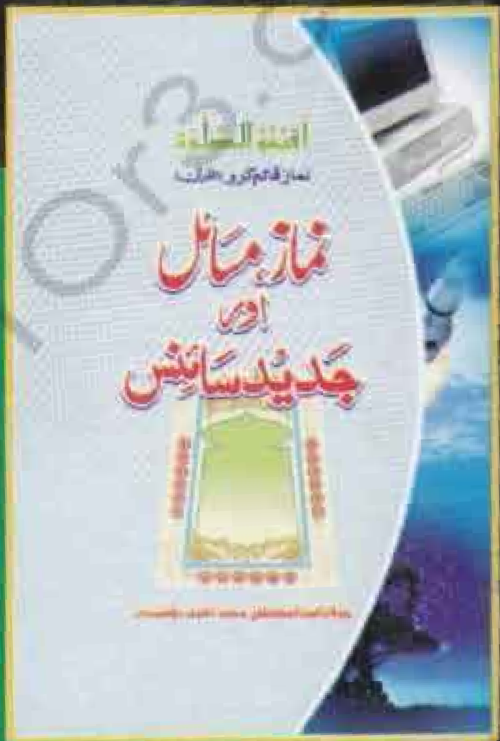
نماز، مسائل اور جدید سائنس

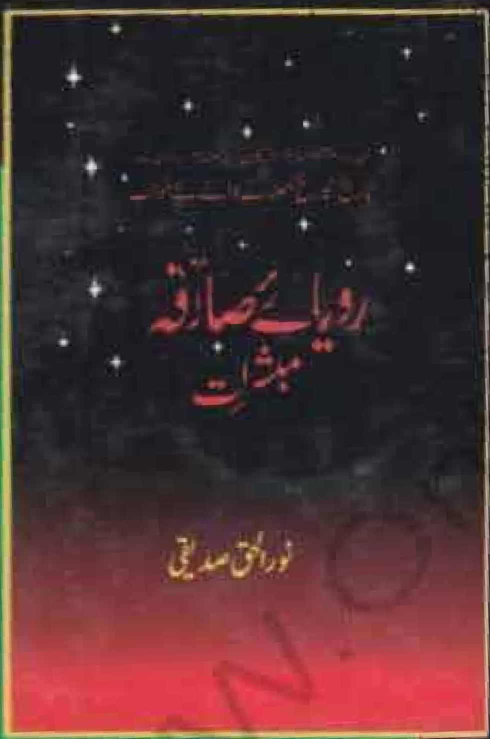
مصنف

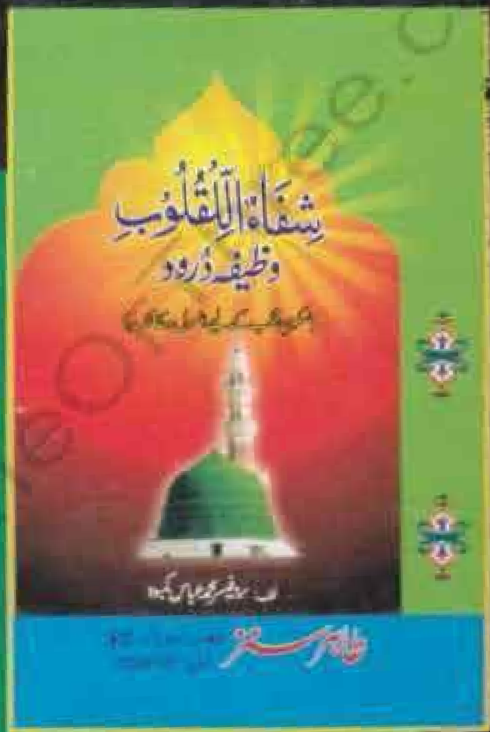
مولانا عبدالمصطفیٰ محمد اشرف نقشبندی

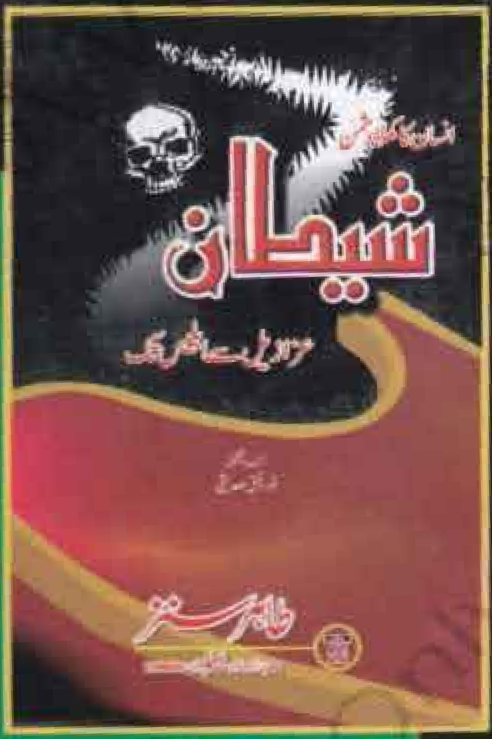
ہدیہ -/91 روپے

ادارے کی دیگر مستند کُتب









طاہر سنز
۴۰ ۔ بی ، اردو بازار ۔ لاہور
فون : 7234137 - 7312159